دکنی لغت و تذکرۂ دکنی مخطوطات

UQAABI
03055198538

تالیف

پروفیسر آغا حیدر حسن مرزا

مرتب

پروفیسر مغنی تبسم

زیر اہتمام آغا حیدر حسن مرزا ریسرچ سنٹر، حیدر آباد۔

دکنی لغت و تذکرہ، دکنی مخطوطات

تالیف: پروفیسر آغا حیدر حسن مرزا

© جملہ حقوق محفوظ

اشاعت : جنوری ۲۰۰۲ء

تعداد : پانچ سو

قیمت : تین سو روپے

کمپیوٹر پروسس : جے جے کمپیوٹرس، مہدی پٹنم، حیدرآباد۔ Ph: 3511131

طباعت بہ اہتمام : او۔ایس۔ گرافکس، نارائن گوڑہ، حیدرآباد۔

ناشر : "آغا حیدر حسن مرزا ریسرچ سنٹر" حیدر منزل، روڈ نمبر ۵، بنجارہ ہلز، حیدرآباد۔ (اے۔پی) انڈیا۔

کتاب ملنے کے پتے

- "آغا حیدر حسن مرزا ریسرچ سنٹر" حیدر منزل، روڈ نمبر ۵، بنجارہ ہلز، حیدرآباد۔ (اے۔پی) انڈیا۔
- "سب رس کتاب گھر" ایوانِ اردو، پنجہ گٹہ روڈ، حیدرآباد۔۵۰۰۰۸۲ (اے۔پی) انڈیا۔

DECCANI LUGHAT
&
TAZKERA-E-DECCANI MAKHTOOTAT

By

Prof. AGHA HAIDER HASAN MIRZA

Edited by

Prof. MUGHNI TABASSUM

Published by

AGHA HAIDER HASAN MIRZA RESEARCH CENTRE

Haider Manzil, Road No. 5, Banjara Hills, Hyderabad-500034 (A.P.) INDIA.

○●○

UOAABI 09551985538

انتساب

میر معظم حسین صاحب و بیگم معظم حسین صاحبہ

ان کے صاحب زادوں :

میر سرفراز حسین ، میر اکبر حسین ، ڈاکٹر میر اصغر حسین

صاحب زادیوں :

ڈاکٹر شہناز فاطمہ و بیگم سلطانہ حسن

اور

آغا سر تاج حسن صاحب　　(فرزند آغا حیدر حسن مرزا)

رفعت علی خاں صاحب　　(نبیرہ آغا حیدر حسن مرزا)

جعفری بیگم صاحبہ　　(نبیری آغا حیدر حسن مرزا)

کے نام

فہرست

انتساب _____ ۵

پیش لفظ _____ پروفیسر جعفر نظام ۱۱

دیباچہ _____ پروفیسر مغنی تبسم ۱۳

دکنی لغت

الف (ممدودہ) : ۱۹ ۰ الف (مقصورہ) : ۲۶ ۰ ب : ۵۲ ۰

پ : ۸۷ ۰ ت : ۱۱۳ ۰ ٹ : ۱۳۱ ۰ ث : ۱۳۵ ۰

ج : ۱۳۶ ۰ چ : ۱۵۱ ۰ ح : ۱۷۳ ۰ خ : ۱۷۶ ۰

د : ۱۷۸ ۰ ڈ : ۱۹۸ ۰ ذ : ۲۰۴ ۰ ر : ۲۰۵ ۰

ز : ۲۱۶ ۰ س : ۲۱۹ ۰ ش : ۲۴۱ ۰ ص : ۲۴۶ ۰

ض : ۲۴۸ ۰ ط : ۲۴۹ ۰ ع : ۲۵۱ ۰ غ : ۲۵۵ ۰

ف : ۲۵۹ ۰ ق : ۲۶۴ ۰ ک : ۲۶۶ ۰ گ : ۲۹۷ ۰

ل : ۳۱۳ ۰ م : ۳۲۳ ۰ ن : ۳۵۱ ۰ و : ۳۶۸ ۰

ہ : ۳۷۵ ۰ ی : ۳۸۴

○ حوالے _____ ۳۸۶

تذکرہ ء دکنی مخطوطات

ابلیس نامہ　　عادل　　۳۹۵

۲	اضرابِ سلطانی	عزت	۳۹۶
۳	بڈن نامہ	؟	۴۰۱
۴	بلی چوہے نامہ	شرف الدین مدن	۴۰۴
۵	بہارستانِ عشق	عزیز الدین نامی	۴۰۵
۶	پند نامہ حضرت لقمان	حسینی	۴۱۰
۷	تنبیہہ النسا	رحمت اللہ	۴۱۱
۸	جنگ نامہ ، حنیف شاہ	فقیہہ محمد	۴۱۳
۹	چرخے کا گیت	کمتر	۴۱۶
۱۰	چندر بن و مہ یار	؟	۴۱۸
۱۱	رضوان شاہ و روح افزا	محمد زماں فائز	۴۲۰
۱۲	شرح ادب المریدین	محمد عبدالباسط	۴۲۲
۱۳	شمائل نامہ	عبدالمحمد ترین	۴۲۳
۱۴	شمائل نامہ	عثمان	۴۲۴
۱۵	عشق نامہ	عبدالمومن	۴۲۵
۱۶	غزل تراب	تراب	۴۲۸
۱۷	غزلیاتِ سلطان	سلطان	۴۲۹
۱۸	فقہ ، محفوظ خانی	قدرِ عالم	۴۳۰
۱۹	فقہ ، ہندی	فاضل	۴۳۲
۲۰	فقہ ، ہندی	عبد دامین	۴۳۲
۲۱	قصہ ، ابو شحمہ	عادل	۴۳۷
۲۲	قصہ ، بادشاہ جمجاہ	کمترین	۴۴۰
۲۳	قصہ بہن سراں اور بھائی منصور	؟	۴۴۱

۲۴	قصۂ دل و حسن	؟	۴۴۲
۲۵	قصۂ گلسری خاتونِ جنت	اسماعیل	۴۴۵
۲۶	قصۂ لعل و گہر	عاجز	۴۴۵
۲۷	قصۂ ملّا	تراب	۴۴۷
۲۸	قصۂ ملیکا شہزادیِ مصر	محمود	۴۴۸
۲۹	قصۂ نور جہاں بیگم	تشیعہ	۴۵۰
۳۰	محی الدین نامہ	عبدالملک	۴۵۳
۳۱	منصور نامہ	فیاض	۴۵۴
۳۲	مینا ستونتی و لورک	غواصی	۴۵۵
۳۳	نظم مخارج	میر محی الدین	۴۵۶
۳۴	نکاح نامہ	صوفی	۴۵۷
۳۵	نور نامہ	احمد	۴۵۸
۳۶	نور نامہ	عنایت شاہ	۴۶۰
۳۷	وفات نامہ حضرت فاطمہ	؟	۴۶۱
۳۸	وفات نامہ حضرت صلعم	؟	۴۶۲
○	حوالے		۴۶۳

○●○

پیش لفظ

یہ میرے لیے باعثِ عزت ہے کہ جناب میر معظم حسین صاحب اور بیگم معظم حسین نے خواہش کی کہ میں پروفیسر آغا حیدر حسن مرزا کی تالیف کردہ "دکنی لغت و تذکرہ، دکنی مخطوطات" پر جس کو پروفیسر مغنی تبسم صاحب نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے مرتب کرکے کتاب کی شکل دی ہے، پیش لفظ لکھوں۔ ان دو قدآور اور پُر خلوص شخصیتوں کی خواہش کو پورا کرنا میرے لیے باعثِ فخر اور افتخار ہے۔

آغا صاحب دہلی کے ایک معزز اور ذی علم گھرانے کے مایہ، ناز فرزند تھے۔ ان کا سلسلہ، نسب مغل حکم رانوں سے جا ملتا ہے۔ پروفیسر آغا حیدر حسن مرزا مرحوم نظام کالج میں اردو کے پروفیسر تھے۔ اپنی صلاحیتوں، قابلیت اور استعداد کا لوہا منوا کر ہر دل عزیز استاد رہے اور اپنی خصوصیات کی بنا پر انھوں نے نہ صرف ہندستان بلکہ بین الاقوامی شہرت حاصل کی۔ ان کی زبان لال قلعہ کی ٹکسالی زبان تھی اور انھیں بیگماتی زبان پر نہ صرف عبور تھا بلکہ اس میں تنوع پیدا کرنے میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ یہ ایک باکمال ریختی نثر نویس بھی تھے جس کا کوئی ثانی پیدا نہیں ہوسکا۔ ان کا مشاہدہ بالکل انوکھا ہوتا تھا۔ جب بھی وہ کچھ دیکھتے تو اس کی تہہ تک پہنچ جاتے تھے اور مردم شناسی ان کا خاص وصف تھا۔ حافظہ غیر معمولی تھا اور پرانی یادوں اور ماضی کے واقعات کو بروقت اور برموقع تازہ کرنے کی صلاحیت بہ درجہ، اتم تھی۔ داستان گوئی کا طریقہ، انداز بیاں میں ندرت زبان اور گل فشانی ان کی شخصیت میں چار چاند لگادیتی تھی۔ نہایت ہی دل کش انداز کے کپڑے زیب تن فرماتے تھے۔ جوہر شناسی اور وضع داری میں اپنا جواب آپ تھے۔ ان سے ملنے والے ایک ہی ملاقات میں ان کی دل کش اور دل آویز ہمہ پہلو شخصیت کے گرویدہ ہوجاتے تھے۔

انھوں نے اردو اور دیگر زبانوں کی بے شمار کتابیں جمع کیں جو اب ایک کتب خانے کی زینت بنے ہوئے ہیں ۔ ان کے نایاب ذخیرے میں اسلاف کی باقیات ، تصاویر ، اپنی اور مشاہیر کی تحریریں ، خطوط اور مسودات شامل ہیں ۔ ان نایاب اشیا کی بازیافت کر کے معظم حسین صاحب اور بیگم صاحبہ معظم حسین نے نہایت ہی خوش اسلوبی سے سجا کر ایک میوزیم کی شکل دی اور یادِ رفتہ کو محفوظ کر دیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ میوزیم منفرد حیثیت رکھتا ہے اور آنے والی نسلوں اور خاص کر محققین کے لیے ایک قیمتی علمی اور تہذیبی سرمایہ ثابت ہو گا ۔

زیرِ نظر " دکنی لغت و تذکرہ ، دکنی مخطوطات " جس کو پروفیسر مغنی تبسم صاحب نے دیگر لغات اور تذکروں سے مقابلہ کر کے ترتیب دے کر اہم کتاب کی شکل دی ہے جو ان کا ایک اعلیٰ تحقیقی کارنامہ ہے ۔ اس کتاب کو دیکھ کر آغا صاحب کا دکنی زبان اور دکنی کلچر سے لگاؤ الفاظ کی تشکیل اور ادبی ارتقا ، پر ان کی گہری نظر کا اندازہ ہوتا ہے ۔

ان کی شخصیت میں ہمہ پہلو کشش اور ادب نوازی کی نئی منزلوں کو دیکھ کر بے اختیار غالب کا یہ شعر زبان پر آتا ہے :

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گران مایہ کیا کیے

اس کتاب کو آغا حیدر حسن ریسرچ سنٹر نے شائع کیا ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ یہ اردو ادب میں ایک قیمتی سرمایہ ثابت ہو گا ۔

حیدر آباد ۔　　**پروفیسر جعفر نظام**

جنوری ۲۰۰۲ ء　　صدر ، ادارہ ، ادبیاتِ اردو

دیباچہ

کچھ عرصہ قبل پروفیسر جعفر نظام صاحب کے ساتھ جناب میر معظم حسین کے دولت کدے پر حاضری دی ان کے فرزند میر اصغر حسین صاحب بھی ان دنوں فرانس سے آئے ہوئے تھے۔ میر معظم حسین صاحب نے آغا حیدر حسن مرزا کے چند مسودات دکھائے جو ان کے کاغذات میں دستیاب ہوئے تھے۔ اس میں ایک مختصر سی دکنی لغات تھی اور آغا حیدر حسن مرزا کے ذاتی کتب خانے میں محفوظ چند مخطوطات کا تذکرہ کیا تھا۔ انھیں دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ آغا حیدر حسن مرزا نے دکنی لغات کی تدوین کا کام شروع کیا تھا جسے وہ مکمل نہ کرسکے۔ اسی کے ساتھ وہ اپنے کتب خانے میں محفوظ دکنی مخطوطات کی وضاحتی فہرست یا تذکرہ تحریر کر رہے تھے یہ کام بھی ادھورا رہا۔ یہ دونوں کتابیں نامکمل تھیں اور آغا صاحب مرحوم کو ان پر نظرِ ثانی کا موقع بھی نہیں ملا تھا۔ قیاس کہتا ہے کہ انھوں نے یہ کام اپنی وفات سے کچھ عرصہ پہلے سے شروع کیا تھا اور زندگی نے ان سے وفا نہیں کی کہ وہ اسے پایہ، تکمیل کو پہنچاتے۔ میں نے میر معظم حسین صاحب اور ان کی اہلیہ، محترمہ سے عرض کیا کہ یہ آغا صاحب کی نادر تحریریں ہیں اور انھیں شائع کردینا چاہیے۔ انھونے میری تجویز سے اتفاق کیا اور ان کتابوں کو مرتب کرنے کی ذمہ داری مجھے سونپی۔

آغا حیدر حسن مرزا نے جب دکنی لغت کی تدوین کا کام شروع کیا ان کے سامنے دکنی لغات کا کوئی نمونہ نہیں تھا۔ پروفیسر مسعود حسین خاں اور پروفیسر غلام عمر خاں کی مرتب کردہ دکنی لغت اور ڈاکٹر جمیل جالبی کی قدیم اردو کی لغت شائع نہیں ہوئی تھی۔ ایک مختصر سی دکنی الفاظ کی لغت سید شعار احمد ہاشمی نے حبیبی سائز پر شائع کروائی تھی۔ آغا صاحب کی لغت سے مقابلہ کرنے پر اندازہ ہوا کہ وہ لغت آغا صاحب کے پیشِ نظر نہیں تھی ورنہ وہ اس لغت کے

مشمولہ الفاظ اپنی لغت میں شامل کرلیتے۔ آغا صاحب کی مدونہ لغت کے دو ماخذ تھے۔ ایک ماخذ وہ مخطوطات تھے جو ان کے کتب خانے کی زینت تھے۔ دوسرا ماخذ اس وقت کے حیدرآباد کی بول چال کی زبان تھی۔ آغا صاحب کو حیدرآباد کی تہذیب اور حیدرآباد میں بولی جانے والی زبان سے گہری محبت تھی۔ اس کا اندازہ ان کی تصانیف "ندرتِ زبان" اور "حیدرآباد کی سیر" سے بہ خوبی ہوتا ہے۔ دکنی لغت میں بعض الفاظ کی تشریح میں بھی اس کی جھلکیاں ملتی ہیں مثلاً "پانی نہانا" کی تشریح کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں۔

> "یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے جیسے "انو پانی نھاتے ہیں" غیر ملکیوں کو یہ ترکیب عجیب معلوم ہوتی ہے لیکن اگر دکنیوں کی تاریخ کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ لوگ "پھل نیر" گلاب اور کیوڑے، بید مشک سے بھی نہاتے تھے۔ ان کے حوض خانے، عطریات سے لب ریز رہتے تھے۔ تو یہ عطر و گلاب سے نہانے والی قوم جب ان خوش بویات سے نہانے کے علاوہ پانی سے نہاتی ہوگی تو اس غسل کی بھی تخصیص کر دیتی ہوگی۔ اب وہ عطر گلاب، کیوڑہ تو اڑ گئے نرا پانی رہ گیا۔ اللہ اس کو ہی رکھے۔ تاناشاہ کے عظیم الشان گلاب کیوڑے کے حوض تا ایں دم باقی ہیں جن میں کیوڑے کی بجائے اب کیچڑ نظر آتی ہے۔"

آغا حیدر حسن مرزا کی دکنی لغت کی اہمیت اور انفرادیت کو اجاگر کرنے کے لیے اس کا تقابل دکنی کی دیگر لغات سے کیا گیا تو انکشاف ہوا کہ اس میں ایک تہائی سے زیادہ الفاظ ایسے شامل ہیں جو کسی اور دکنی لغت میں نہیں ملتے۔ ان میں ۵۰ فی صد الفاظ دکنی مخطوطات سے لیے گئے ہیں اور ۲۵ فی صد وہ الفاظ ہیں جو اس وقت حیدرآباد میں رائج تھے۔ اس جائزے سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ تاحال جو دکنی لغات مدون کیے گئے وہ نامکمل ہیں۔ ضرورت ہے کہ مزید مخطوطات کھنگالے جائیں اور بے شمار دکنی الفاظ اور محاورے جو ان لغات میں شامل ہونے سے رہ گئے ہیں ان کا اضافہ کیا جائے۔ شعار ہاشمی نے مقامی بول چال کے چند الفاظ جمع کر کے ایک چھوٹی سی دکنی لغت مرتب

کی تھی۔ بعد کے لغات نویسوں نے دکنی کی قلمی یا مطبوعہ کتابوں سے الفاظ منتخب کیے اور بول چال کی زبان پر توجہ نہیں دی۔ جو قدیم الفاظ اور محاوروں کا بڑا خزینہ ہے۔ جنوبی ہند کے مختلف علاقوں میں آج بھی دکنی کا چلن ہے۔ دکنی کے ماہرین اس ذخیرہ، الفاظ کو اکٹھا کریں تو نہ صرف لسانی تحقیق میں مدد ملے گی بلکہ ہمارا ثقافتی ورثہ بھی محفوظ ہو جائے گا۔ آغا حیدر حسن مرزا کو ان الفاظ اور محاوروں کی تلاش رہتی تھی جو حیدر آباد میں رائج تھے۔ یہاں کے لوگوں کی گفتگو کو غور سے سنتے اور سکہ بند معیاری زبان سے ہٹ کر کہیں کوئی لفظ یا محاورہ سنائی دیتا تو اسے تحریر کرلیتے جو مفہوم ان کی سمجھ میں آتا اپنے ملاقاتی حیدر آباد کے شرفا اور امرا سے اس کی توثیق کرتے۔ اپنی لغت میں کہیں کہیں انھوں نے حوالے بھی دیے ہیں کہ یہ لفظ یا محاورہ انھوں نے کسی کی زبانی سنا تھا۔ مثلاً حیدر آبادی محاورہ" چندیاں ہو جانا" کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ میں نے اس محاورے کو اعلیٰ حضرت حضور نظام (میر عثمان علی خاں) کی زبانِ مبارک سے سنا تھا۔ جیسے "آئینہ چھوٹ گیا تو چندیاں ہو جائے گا"۔ آغا حیدر حسن مرزا زبان کو محض ترسیل کا ذریعہ نہیں بلکہ اس کو ایک تہذیبی اور جمالیاتی مظہر سمجھتے تھے۔ وہ گہری لسانی بصیرت رکھتے تھے۔ دکنی لغت میں انھوں نے کہیں کہیں دخیل الفاظ کی نشان دہی کردی ہے کہ یہ لفظ تلنگی کا ہے اور یہ لفظ مرہٹی کا ہے۔ دہلی اور دکن کے محاوروں کی مماثلت اور اختلافات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

آغا حیدر حسن مرزا کی مرتبہ دکنی لغت اگرچہ مختصر اور نامکمل ہے پھر بھی دکنی کے محققین اس سے مستفید ہوسکتے ہیں اور دکنی لغت پر آئندہ کام کرنے والوں کے لیے ایک اچھا نمونہ فراہم کرتی ہے۔ مرتب نے دکنی لغت کا موازنہ حسبِ ذیل چار لغتوں سے کیا ہے۔

(۱) دکنی اردو کی لغت مرتبہ مسعود حسین خاں و غلام عمر خاں (۲) قدیم اردو کی لغت مرتبہ جمیل جالبی (۳) دکنی لغت مولفہ سید شعار احمد شعار ہاشمی اور (۴) فیروز اللغات مرتبہ مولوی فیروز الدین۔ کتاب میں ان کو مخففات علی الترتیب "**الف**"، "**ب**"، "**ج**" اور "**د**" سے ظاہر کیا گیا ہے۔

دکنی لغت کے ساتھ آغا حیدر حسن مرزا کا تحریر کردہ تذکرہ، مخطوطات بھی اس کتاب

میں شامل کیا گیا ہے ۔ جیسا کہ عرض کیا جاچکا ہے آغا حیدر حسن مرزا کا ایک بیش قیمت کتب خانہ ہے جس میں مطبوعہ کتابوں کے علاوہ نایاب مخطوطات شامل ہیں۔ بہت سے دکنی مخطوطات بھی اس ذخیرے میں شامل ہیں۔ آغا صاحب مخطوطات کا تذکرہ / وضاحتی فہرست مرتب کر رہے تھے ۔ یہ کام بھی ادھورا رہ گیا۔ ان کے مسودوں میں ۳۸ مخطوطات کے تذکرے دستیاب ہوئے جن میں سے دو ایک دکنی کے نہیں ہیں بلکہ قدیم اردو کے ہیں انھیں حروفِ تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے ۔ تذکرے میں شامل مخطوطات کے بارے میں مزید معلومات حاصل کر کے انھیں ہر تذکرے کے ختم پر قوسین میں درج کیا گیا ہے آغا حیدر حسن مرزا کے تذکرہ ۔ مخطوطات سے ان کے ذوقِ تحقیق کا پتہ چلتا ہے جس کو مرتب کرنے کے لیے انھوں نے بڑی چھان بین کی اور کئی تذکروں اور تواریخ کا مطالعہ کیا۔

میں تہہِ دل سے ممنون ہوں میر معظم حسین صاحب اور محترمہ مہرالنسا معظم حسین صاحبہ کا جنھوں نے آغا حیدر حسن مرزا مرحوم کی تالیفات "دکنی لغت" اور "تذکرہ ۔ مخطوطات" کو مرتب کرنے کی سعادت حاصل کرنے کا موقع عطا کیا ۔ ان کے صاحب زادوں کا بھی شکر گزار ہوں ۔ کتاب کے سرورق کی ڈزائیننگ میر سرفراز حسین صاحب کے ذوق جمال کی آئینہ دار ہے ۔ پروفیسر جعفر نظام صاحب سے خاص طور پر اظہارِ تشکر کرتا ہوں کہ انھوں نے مجھے میر معظم حسین صاحب اور بیگم میر معظم حسین صاحب سے مجھے متعارف کروایا۔

دکنی لغت کی ترتیب میں ڈاکٹر صبیحہ نسرین نے میری مدد کی ، پروفیسر محمد علی اثر سے تذکرہ ۔ مخطوطات کے سلسلے میں بعض اہم معلومات حاصل ہوئیں اور عزیزم جعفر جری نے بڑی محنت سے اس کتاب کی کمپوزنگ کی اور اسے اپنی نگرانی میں طبع کروایا میں فرداً فرداً ان تینوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

پروفیسر مغنی تبسم

معتمد عمومی ، ادارہ ۔ ادبیات اردو ۔

حیدرآباد ۔

جنوری ۲۰۰۲ء

دکنی لغت

الفِ ممدودہ

آتشیاں = آتشی کی جمع۔ جن۔ پری۔

کہ جے آدمی کھالیانے کوں کس
اسے آتشیاں پاس لے آئے جس

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[د _ آتشی = (۱) آگ سے نسبت رکھنے والا۔ آگ سے بنا ہوا۔
(۲) گرم مزاج۔

آدھار =

کہ اے شہہ پری تیرے آدھار کا
دوانا ہوں میں تیرے دیدار کا

(مینا ستونتی و لورک)

[الف _ آدھار = سہارا۔
(۱) آدھار دے آدھار اب
تج بن نہیں کوئی یا علیؑ (کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)
(۲) توں آدھار امت کر نرا دھار کوں (قصہ، حسینی)

ب _ آدھار = سہارا، ذریعہ، وسیلہ، آسرا، مدد، مربی، بادباں، خوراک

د _ آدھار = بھروسا۔ سہارا۔]

آری لگنا = اروے لگنا۔ متلی ہونا۔

یہ ایک علامتِ حمل ہے۔ کھٹی میٹھی چیز کو جی چاہنا۔ ابکاریاں آنا۔

کتیک دن کوں اسے آری لگی تھی
قبیلے کی خلق کڑوی لگی تھی

(قصہ۔ابو شحمہ۔الف)

[الف _ اروے لگنا = حمل کے ابتدائی زمانے میں عورت کی بعض اشیا کی جانب رغبت یا نفرت۔

مہینے تین بعد از جو اروے لگے
قبیلے کے لوگ اس کوں کڑوے لگے (قصہ۔ابو شحمہ۔ب)

ب _ اروا = خواہش۔]

آزار مند = بیمار۔ مریض۔

غریب اس آزار مند کوں دیکھا انے
لجا بیگ چھوڑو فقیر کے کنے

(بڈن نامہ)

آزاد = اوباش۔ ننگا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"بڑا آزاد ہے"

یہاں اس کے استعمال میں بھی اپنے قدیم فارسی معنی قدرے موجود ہیں۔

[د _ آزاد = (۱) بری۔رستگار (۲) خود مختار۔فارغ (۳) بے غم۔ بے قید جو کسی کا پابند نہ ہو۔ (۴) سرُ کی ایک قسم

آس پنڈو = گوہا نجنی۔

آنکھ کی برنی میں جو ایک قسم کی پھنسی نکلتی ہے۔ باہر والے اس کو انجن باری کہتے ہیں۔ حیدر آباد میں (بھی) اکثر لوگ انجن ہارے کہتے ہیں۔ یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[ج _ آس پنڈو = انجنی۔ انجن باری۔ گہا نجنی۔ گہائی۔
وہ پھنسی جو آنکھ کے کونے کے قریب ہوجاتی ہے۔]

آسرا = آڑ۔ اوٹ۔ پردہ۔

منور کیا اس تماشے سوں آنک
کیا میر شہہ آسرے میں تے جھانک

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ آسرا = اوٹ۔ پناہ گاہ۔
(۱) بلوں آسرے سے اٹھیا یوں پکار
(طوطی نامہ)
د _ آسرا = سہارا۔ بھروسا۔ آس۔ امید (۲) وسیلہ۔ توقع۔]

آغابانی = ڈھاکا پاسن۔ جامدانی۔ ایک قسم کا کپڑا ہے۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"انوں کا کرتا آغابانی کا ہے"

آغاما = جولنی۔ پیش خدمت۔ محل کی منتظمہ۔

کہا آغا ماما سے وہ نام ور
لے آ شاہ زادے کو تیار کر
(قصہ ۔نور جہاں بیگم)

آفتاب = آفتابی ۔ سورج مکھی ۔ نشانِ شاہی ۔
پنکھا لے کھڑی تھی جے یک آفتاب
پکڑ ایک کھڑی تھی صراحی گلاب
(رضوان شاہ و روح افزا ۔الف)

[د _ آفتاب = (۱) سورج (۲) دھوپ ۔ (۳) شراب کا پیالہ (۴) گنجفے کا ایک پتا ۔
(۵) یکتائے زمانہ لاجواب ۔ جس کا ثانی نہ ہو ۔ معشوق ۔]

آگو = آگے ۔ سامنے ۔

نا بائیں ، نا داہنے ، نا اوپر تلے جان
نا پیچھو ، نا بیچ میں ، نا آگو سو مان
(فقہ ، ہندی عبدوامین)

دلی میں عوام اب بھی اس لفظ کو بول جاتے ہیں ۔ جیسے :
"بڑبے آگو سے پلو چھوڑ"

[الف _ آگو = آگے ۔
(۱) امام کے آگو ہوا ۔ (ترجمہ آدم فی الحدیث)
(۲) انے آنے کے آگوچ ۔۔۔ ٹھیک ٹھاک کرلی ۔ (انوار سہیلی)
ب _ آگو = سامنے ۔]

آنکھیں ہوئیں چار، دل میں آیا پیار
آنکھیں ہوئیں دو ، پیار گیا کھو

یہ مثل آج کل حیدرآباد میں بولی جاتی ہے اور حیدرآبادیوں کے ادب آداب، فہم و دانش پر دال ہے۔ یہ کیسے باتہذیب اور باادب ہیں۔ اس کی بجائے دلّی اور شمالی ہند میں جو کہاوت مروج ہے، اس میں ایک قسم کی بدتہذیبی، بے ادبی اور سختی پائی جاتی ہے۔ جیسے:

"آنکھیں ہوئیں اوٹ دل میں آیا کھوٹ"

یعنی ہم جس سے گلہ کر رہے ہیں اس کو گالی دے دیتے ہیں۔ یعنی اس کو دل کا کھوٹا، بدنفس، بے ایمان، بے تکلف کہہ رہے ہیں، حالاں کہ ہمارا مقصود صرف گلہ گزاری ہے، گالی گلوچ نہیں۔ لیکن ہماری مثل کے معنے کیے جائیں تو صاف گالی نکل آتی ہے۔ حیدرآبادیوں کی مثل میں اول سے آخر تک ناز، اخلاص و خلوص و خصوص قائم رہتا ہے۔ پھر آنکھیں ہوئیں دو میں جو ندرت ہے وہ داد سے بہت بالا ہے۔ علاحدگی کو کس خوبی سے ادا کیا ہے۔ سبحان اللہ۔

آنٹیاں = آنٹی کی جمع۔ رنگین کچّے سوت کے لچھے۔ قلادہ۔

آنٹیاں بچوں کیتے بھانا گناہ ہے محرم میں فقیر کرنا گناہ

(شبیہہ النسا)

دلی میں آنٹی نیفے میں پائیچے کے پھندے کو کہتے ہیں جو اکثر آزاد اڑس لیتے ہیں اور اس میں نقدی رکھتے ہیں۔ آنٹی ایک کشتی کا داؤں بھی ہے۔

| الف _ آنٹی = گرہ۔ عقدہ۔ گانٹھ۔ کدورت۔

موئے پیچھے پدر کے ملک بانٹی
کہ نا نکلیں دلوں میں سب کے آنٹی (پند نامہ)

ب _ آنٹی = گرہ۔ پھندا۔ پیچ۔ |

آنند = عیش۔ آرام۔ خوشی۔ سنسکرت کا لفظ ہے۔

| الف _ آنند ہونا = خوش ہونا۔

بلی یار مجنوں سوں آنند ہوئی (لیلیٰ مجنوں۔ عاجز)

ب _ آنند ہونا = خوشی۔ ذوق۔ عیش۔ مسرت۔ امن۔ چین۔ |

آنّولے جانّولے = جوڑواں۔ توام۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔

| الف _ آولے جاولے = توام۔ جڑواں۔

ہور ہر ایک کو آولے جاولے بچے پیدا ہوں گے۔ (انوارِ سہیلی)

ج _ اونّلے جونّلے = جڑواں بچے۔ توامین۔ |

آوَنی = آنیوالی۔

مانو قیامت آوَنی بے شک کر تو جان
سائر حیوانات کو حاضر کیجے آن

(فقہ ہندی۔ عبدوامین)

آہ کینے =

بجے سب کے جگر سے آہ کینے
اٹھے لے کے جگر سے سوز (؟) کینے
(قصہ۔ لعل و گوہر)

○●○

الف مقصورہ

ابرہن = بناؤ سنگار۔

جگا جوت نا دیکھ تس ابرہن
اندھاری لیا موچ سورج نین

(علی نامہ۔ الف)

یہ لفظ آج کل بھی دلّی میں بولا جاتا ہے اور کہانیوں میں آتا ہے۔ جیسے:
"سونے سے سنگار بارہ سے ابرن کر بال بال گج موتی پرو ہو بیٹھی۔"

[الف _ ابرہن = زیورات۔ نفائس۔ جواہرات۔
برئیک دھن، برکدھن، پین نورتن کے ابرہن
(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)

ب _ ابرہن = لباس۔ پیراہن۔ کپڑے۔
د _ ابرہن = ابرہن۔ گہنا۔]

اپجنا = پیدا ہونا۔ تولد ہونا۔

اسے لی اتھا نسل کا کلوت
کیا ان اپجنے میں شادی بہوت

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| ب _ اپجنا = پھوٹنا۔ اگنا۔ پیدا ہونا۔ ظاہر ہونا۔ نکلنا۔
د _ اپجنا = پیدا ہونا۔ اگنا۔ |

اپرال = اوپر۔

سراسر حکایت ہے بے قیل و قال
مرے سب یہ احوال اپرال دال
(اضرابِ سلطانی)

| الف _ اپرال = اوپر کی طرف۔ اوپر۔
(۱) : لکھے ہیں جو اپرال جے دیگ باب (بھوگ بل)
(۲) : اولھولالی کا رنگ سا تو گگن اپرال چھایا ہے (کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)
ب _ اپرال = اوپر کی طرف۔ اوپر۔ |

اپروپ = نادر۔ بے مثل۔ لاثانی۔ خوب صورت۔

کر و بست اپروپ ہے بے بہا (؟)

| الف _ اپروپ = نادر۔ اعلیٰ۔ غنیمت۔
(۱) : بہت کام کے دلاور اپروپ اچھنا جو ایک ہزاراں پر اٹھے۔ (سب رس)
(۲) : شعر بولنا گرچہ اپروپ ہے۔ (قطب مشتری)
ب _ اپروپ = بے مثل۔ نایاب۔ نادر۔ انوکھا۔ کم یاب۔ عجیب۔ بے نظیر۔ بے ڈول۔ بد شکل۔ اعلیٰ درجے کا۔ شاذ۔ لاثانی۔ |

اپی (اپے) = آپ۔ خود۔

اپے خوب تو سب جہاں خوب (آپ اچھے تو جہاں اچھا)۔
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| الف ۔ اپے = آپ۔ خود۔

(۱) خدائے تعالیٰ اپنی نماز اپے کرتا ہے۔ (معراج العاشقین)

(۲) اپس سوں اپے تھا۔ (کلمتہ الحقائق)

(۳) اپے بادشد ہو کیا سب پوچیر (بھوگ بل)

(۴) میں گھر کوں اپس کے اپے آگ لائی (یوسف زلیخا)

ب ۔ = اپے۔ اپی۔ اپیں۔ آپ ہی۔ بذاتِ خود۔ خود۔ خود ہی۔ آپ۔ آپ کو۔

ج ۔ اپے = آپ۔ جناب۔ خود۔ |

اِتال = اب۔

لگے رو نیکوں دیک ان کا جمال

یو دیدار ہوتا ہے آخر اتال

(وفات نامہ حضرت فاطمہ)

| الف ۔ اتال = اب۔

(۱) پچھانت کو کر ہستی کی اتال (بھوگ بل)

(۲) نبیؐ صدقے اس کوں اتال آزمائیں (کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)

(۳) جے وہ راضی ہوئے اتال (نوسرہار)

ب ۔ اتال = بدلنے والا۔ متلون۔ بے چین۔ بے قرار۔ فوراً۔ ترت۔ ظرف۔ اب۔ اس وقت۔ اسی وقت۔

ج ۔ اتال = اب۔ |

اِٹی = جرمانہ۔ بیگار۔ ڈنڈ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے جیسے:

"اگے یہ اِٹی کا کاں سے لائے"

اس کا صحیح استعمال دریافت کیا جائے (آغا حیدر حسن مرزا)

{ اٹی / یٹی = بیگار۔ یٹی کا بھوئی۔ بھوئی نیچ ذات کا ہوتا تھا جس سے بیگار لیا جاتا تھا۔
گھامڑ اور بد سلیقہ شخص ــــ (م۔ت) }

اجڑ گئی = کلمہ، خطاب مستورات عتاب آمیز۔
کھوجڑا کھوئی۔ غارتن۔ اجڑی۔ پیاروں پیٹی۔

اجڑ گئی نے خصم سوں بھی ڈری نہیں
کسی کی کچھ شرم دل میں کری نئیں
(قصہ۔ ملا)

کہے گیاں او اجڑ گئی کوں ہوا کیا
اپے کیا ہور او ملا موا کیا
(قصہ۔ ملا)

یہ لفظ اب بھی کبھی کبھار سننے میں آجاتا ہے۔ جیسے "مجھ اجڑ گئی پیاروں کی بلا کھانی کو کانوں کان خبر نئیں ہوئی"۔

اچپل = اچھپل۔ شوخ۔ طناز۔ غمزہ آفریں۔

کھڑی تھی وہ عمارت سحر کے بل
وہاں رہتی تھی ہیرا نام اچپل
(قصہ۔ لال و گوہر)

| الف ۔ اچپل = تیز۔ چنچل۔

(۱) بدل رنگ سیام کھن کُٹل نین ابلق نپٹ اچپل (قطب مشتری)

(۲) نڈر اچپل چنچل لوچن ہمن ساجن کے خوش ڈھب ہے

(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)

ب ۔ اچپل = شوخ۔ بے قرار۔ چلبلی۔ چاق و چوبند۔ شگفتہ۔ نہ ٹلنے والی۔

شریر۔ نخرے کرنے والا۔ گھوڑے کے معنی میں بھی آتا ہے۔

د ۔ اچپل = (۱) چنچل۔ چلبلا۔ وہ شخص جو نچلا نہ رہے۔ شوخ۔ طرار۔

(۲) تیز۔ چالاک۔ (۳) مضطر۔ بے قرار۔ |

اچھتے = ہوتے۔ اس کا مصدر "اچھنا" بہ معنی "ہونا" ہے۔

| الف ۔ اچھنا = ہونا۔ رہنا۔

مرید صادق اچھنا۔ (معراج العاشقین)۔

ب ۔ اچھنا = ہونا۔ رہنا۔ زندہ ہونا۔ ٹھہرنا۔

ج ۔ اچھنا = ہونا۔ |

احمدی جیش = سلطان ٹیپو کی نو مسلم فوج۔

سبھی احمدی جیش کے طفلگاں

نپٹ منتظر ہو کھڑے ہیں یہاں

(اضرابِ سلطانی)

ادب میں دھرنا = تادیب کرنا۔ سرزنش کرنا۔

ادب ہیچ موزیاں کوں دھرتا تہیچ

غضب ہور کرم سب پہ کرتا تہیچ (؟)

[الف _ ادب دھرنا = ادب کرنا۔
اس پانی کا بھوت ادب دھرنا۔ (سب رس)]

اُدلیا =

کہ ادلیا سو تس سامنے کیں نہ ٹھار
کرے آگ پانی کی موت اختیار
(علی نامہ۔ الف)

[الف _ ادلنا (ادھلنا) = برباد کرنا۔ تباہ کرنا۔
:وکر اجل نظر میں ادلتا ہے رات دیس
(دیوانِ سلطان)
ب _ ادلنا۔ ادھلنا = مضطرب ہونا۔ برباد ہونا یا کرنا۔]

ادے = اری۔ کلمہء خطاب مستورات۔

کہی کیا پوچھتی اٹھ ہو کے ہشیار
ادے آیا ترا شوہر خبردار
(قصہ ۔ ملا)

یہ لفظ اب تک حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"ادے وہ تو کل میرے کو بول بھیجے تھے"

[الف _ ادے = کلمہ۔ تخاطب۔ یہ دیکھو۔
سندور ٹیلا پشانی راکھے تِل تِل ریت ادے نیوا
(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)
ب _ ادے = یہ کلمہ آگاہی اور خطاب کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے:
دیکھو۔ سنو وغیرہ۔]

ادھیلا = دھیلا۔ پیسے کا نصف۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"ادھیلے کی انباڑے کی بھاجی"

حیدر آباد کے باہر والوں میں بھی یہ لفظ مروج ہے۔

میں نے علی گڑھ وغیرہ کے مقاموں میں اسے سنا ہے۔

| د _ دھیلا = آدھا پیسہ۔ |

ارابہ = ایک قسم کی توپ۔

ارابہ جزالاں چھُٹے ییک بار

تفنگ بان سارے چھُٹے ییک بار

(جنگ نامہ۔ حنیف شاہ)

| الف _ ارابہ = گولہ بارود کی دو پھنیا گاڑی۔ میگزین۔ بارود خانہ۔

عجب شہر دستار ارابہ نگار (ابراہیم نامہ)

ب _ ارابہ = فصیل کے وہ چبوترے جہاں توپیں نصب کی جاتی تھیں۔

ارابے = بارود خانے۔

د _ ارابہ = (۱) بیل گاڑی۔ چھکڑا۔ سامان لادنے کی گاڑی۔

(۲) وہ گاڑی جس پر توپ کا سامان گولہ بارود رکھتے ہیں۔ |

اراجیف =

او پچھتے اراجیف ہر بار کچ

اتا ملک پھٹنے نہیں بار کچ

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

ارواح = روح۔

بولا لا اسے یاں دلے یوں نہ کر
جو ارواح کوں کس کے ہوئے خبر
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

دلی میں بھی ارواح بہ معنی روح بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"بیجاپوری کی ارواح نہ شرمائے"

"کسی ارواح نے زور کیا ہے جو اتنے دن بعد پوچھ ہوئی"

"اے کوئی ارواح اترنی ہے جو اب آئے"

[الف _ ارواح = روح۔
سو ارواح اس راج کی جیوں اڑی (سیف الملوک بدیع الجمال)
ب _ ارواح = روح کی جمع (۱) روحیں۔ جانیں (۲) نیت۔
اندرونی خواہش۔ اردو میں بہ طور واحد بھی مستعمل ہے (۳) فرشتے۔]

اڑ اڑانا = دھمکانا۔ ڈانٹنا۔ ڈپٹنا۔

دو فرشتے گرز لے کر آتشیں
اڑ اڑا کر صبح کوں پوچھے از کمیں
(قصہ بجاہ)

[الف _ اڑ اڑانا = چیخنا۔ چلانا۔
کھڑے شیراں لے سیفاں اڑ اڑاتے
(روضۃ الشہدا)

ب _ اڑ اڑانا = چیخنا۔ چلانا۔ ڈکارنا۔]

اڑباٹ = غلط راہ۔ کرستہ۔

بسر مارک پڑے اڑ باٹ میانے
چلے آفت کے پڑتے گھاٹ میانے

(قصہ ابو شحمہ)

| الف _ اڑباٹ = وہ راستہ جو شارعِ عام سے الگ ہو۔
تو باٹ اب ہمیں سٹ کر اڑباٹ جائیں

(قطب مشتری)

ب _ اڑباٹ = عام ڈگر سے الگ۔ الگ راستہ۔ ناہموار۔ ٹیڑھا راستہ جو شارعِ عام اور آبادی سے الگ ہو۔ |

{ اڑباٹ = آج کل حیدرآباد میں اسے اڑتک رستہ کہتے ہیں۔ (م۔ت) }

اڑڑا = ہڑبڑا۔ بیقرار ہو۔ مضطرب ہو۔

تخت پر تے اڑڑا اٹھی ہانک مار
کری بھیں زر تار کی تار تار

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

نجھا دیکھتی تھی وہ ادی کے تئیں
جو اڑڑا اٹھیا شاہ دیک اس کوں وئیں

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| ب _ اڑڑانا = چیخنا۔ چلّانا۔ ڈکارنا۔
ج _ اڑلانا = اڑانا۔ دکھ یا بیماری کے باعث گائے کی طرح چلّانا۔ |

{ حیدرآباد میں آج کل "اڑلانا" بولتے ہیں ___ (م۔ت) }

اڑنا = مخالفت کرنا۔

انن دور میں ان سو جو کوئی اڑیا
ہو کافر او بے شک جہنم پڑیا
(قصہ ملیکا شہزادی مصر)

[الف _ اڑ رہنا = ضد کرنا۔ مخالفت کرنا۔
رہا ہے وہی شخص مہدی سوں اڑ (یوسف زلیخا)
د _ اڑنا = سدِّ راہ ہونا۔ مزاحم ہونا۔ (۲) ضد کرنا۔
(۳) بھڑنا۔ الجھنا۔ جھگڑنا۔ (۴) ضد کرنا۔ (۵) داؤ پر لگانا یا رکھنا۔
(۶) دخل دینا (۷) آمادہ ہونا۔ (۸) ٹس سے مس نہ ہونا۔ جنبش نہ کرنا۔]

ازاری = بیمار۔ مریض۔

جدھاں تے توں پڑیا تھا ہو ازاری
تدھاں تے مجھ کوں تھی نت آہ وزاری
(قصہ ابو شحمہ)

اسف = تاسف۔ افسوس۔ غم۔

سنے جب کہ بھٹکا وہ جنگل طرف
چلے ڈھونڈنے اس کو باصد اسف
(چندر بدن مہیار)

اضطرابی = ناکامی۔ مصیبت۔ آفت۔

دیکھی تھی اسے اضطرابی منے
ایتا جا دیکھیں کامیابی منے

(رضوان شاہ دروخ افزا۔ الف)

| د _ اضطرابی = (۱) اضطراب۔ بے چینی۔ گھبراہٹ۔ بوکھلاہٹ۔
(۲) اضطراب سے متعلق۔ |

افزود = زیادہ۔

دن بہ دن افزود تھا مجھ پر عذاب
ڈال مجھ کوں آگ میں کرتی کباب

(قصہ۔ حجاہ)

یہ لفظ اب بھی حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔

| د _ افزود = زیادہ۔ فاضل۔ زائد۔ |

افلاح = ایک شخص کا نام۔

حضرت عمرؓ کے ہاں اس کا وہی مرتبہ ہے جو حضرت علیؓ کے ہاں قنبر کا۔ یہ ابو شحمہ کا لگا تھا۔

افیون ٹی = افیمچی۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔ میں نے بہ روزِ جمعہ ۵ / رجب المرجب ۱۳۴۳ھ کو اعلیٰ حضرت حضور نظام سے اس لفظ کو سنا تھا۔ اعلیٰ حضرت نے ایک آدمی کو خطاب فرمایا _ " دیکھ رے افیون ٹی سرکاری سامان مت توڑیو "۔

اقتباس کرنا = لینا (اخذ کرنا)

پھرے چاند تارے مرے آس پاس
کرے نور مک سوں مرے اقتباس

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

اکھاڑا = شکست۔ تزلزل۔ اکھڑنا سے بنایا گیا ہے۔

خبر پہنچی سلطاں کوں ان کے وکیل
اکھاڑے پو لشکر کے ہو کر ذلیل

(اضرابِ سلطانی)

[د _ اکھاڑا = (۱) وہ جگہ جو کشتی لڑنے اور کسرت کرنے کے لیے بنائی گئی ہو۔ دنگل۔ (۲) سادھوؤں کی منڈلی (۳) تماشا دکھانے والوں یا گانے بجانے والوں کی منڈلی (۴) ناچ رنگ کی محفل۔ حسینوں کا جمگھٹ۔]

اکھڑا ہوا = آوارہ۔ بدقوارہ۔ بدقماش۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"وہ ایک اکھڑا ہوا ہے"

اکھنڈ = ایک ڈال۔

زمرد کے جھمکے اکھنڈ ایک ساں
کرن پھول الماس کے بے کراں

(قصہ نور جہاں بیگم)

[الف _ اکھنڈ = اکھنڈ۔ مسلسل غیر منقسم۔

تماریاں رات کو دیکھوا اکھنڈ شب رات ہوتی ہے

(دیوان ہاشمی)

ب _ اکھنڈ = (۱) سالم۔ تمام۔ ثابت۔ پورا۔ غیر قابلِ تقسیم۔

(۲) مکر و فریب۔ لاینجزیٰ

د _ اکھنڈ = جس کے ٹکڑے نہ ہوں۔ سالم۔ پورا (۲) نوعمر۔ بچھڑا۔]

{ حیدرآباد میں مضبوط کے معنی میں بھی بولا جاتا ہے ___ (م۔ت) }

اگلا = زیادہ۔ بہت۔ فزوں۔

حق کرے جوڑا تمارا ساز وار

دن پر دن اگلا ہو آپس میں پیار

(بہارستانِ عشق)

[ب _ اگلا = افضل۔ بڑھ کر۔ زیادہ]

د _ اگلا = (۱) آگے کا (۲) پہلے کا۔ پہلا (۳) پرانا۔ گذشتہ۔

(۴) آئندہ۔ پیش رو۔ (۵) ہوشیار۔ چلتا ہوا۔ استاد۔]

اگے = ارے۔ کلمہ، خطاب مستورات۔ اے۔

اگے ماں تج کوں یوں عالم کہے گا

قبیلہ سن ترا سب دنگ رہے گا

(قصہ ملا)

یہ لفظ اب بھی حیدرآباد میں بولا جاتا ہے یہاں ماں تلنگی کا ہے جو بہ معنی بیوی، بنوا استعمال ہوا ہے۔

"آیا گے ماں میری چنو کا دولہ"

الاوہ = الاوَ۔

امام باڑوں کے صحن میں ایک بڑا تندور بناتے ہیں جس میں ماہِ محرم میں آگ روشن رہتی ہے۔ مرادمند، اگر، لوبان، لکڑیاں وغیرہ ان الاووں میں روشن کرتے ہیں۔ بعض عقیدت مند اس آگ کا غسل بھی کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آگ ان پر اثر نہیں کرتی۔ منت میں ایک چھاج دو چھاج یا زائد غسل کے مانے جاتے ہیں۔ یہاں کی زبان میں ایک سوپ یا دو سوپ انگار کہتے ہیں۔ امام باڑے جنھیں یہاں (حیدرآباد) عاشور خانے کہتے ہیں ان کے مجاور اس رسم کو ادا کراتے ہیں۔ اہلِ ہنود زیادہ معتقد ہیں۔ نہا دھو کر وہ عورتیں اس منت کو پورا کرتی ہیں۔

بھانکو لکڑیاں الاوے کے اندر
وہاں جلاویں گے تجھے دوزخ بھیتر (تنبیہ النسا)

الاوا = الاوَ۔

وہ آگ جو امام باڑوں میں روشن ہوتی ہے۔ صحنِ امام باڑا میں عام طور پر ایک پختہ گول حوض سا بنا ہوتا ہے۔ جس میں مراد مند لکڑیاں آکر جلاتے ہیں۔ وہی الاوہ کہلاتا ہے۔ اکثر لوگ اپنے بچے اس آگ میں ڈال دیتے ہیں اور وہ صحیح سالم بغیر کسی گزند کے نکلتے ہیں۔ میں نے خود اپنی آنکھ سے مشیر آباد میں ننگے پیروں اس روشن آگ پر صدہا لوگوں کو چلتے دیکھا ہے۔ استعجاباً انگریز اور انگریزنیں بھی اس پر سے چلیں اور کسی کا پاؤں نہ جلا۔ یہ آگ ایک ہندو جولاہے کہ علم کے آگے چھکڑوں لکڑیاں جلا کر

روشن کی جاتی ہے۔ وہ نہا دھو کر علم لے کر اس میں سے گزرتا ہے اس کے بعد تمام ہر کس و ناکس علی علی، حسین حسین کہتے ہوئے گزر جاتے ہیں اور کوئی نہیں جلتا۔

| ج _ الاوا = الاؤ۔ ایک گڑھا جو عاشور خانوں کے سامنے آگ جلانے کے واسطے بنایا جاتا ہے۔ تھالا۔ تھانولا۔ |

الڑ = الھڑ۔ نادان۔ بے وقوف۔ بھولا۔

عاقل کا ہندی تضاد یعنی جاہل۔

نہیں یاں کام عاقل ہور الڑ کا
نہ پائے کوئی تری قدرت کا کڑ کا

(قصہ۔ ابو شحمہ۔ الف)

| الف _ الڑ = الھڑ۔ خام۔ ناتجربہ کار۔ جاہل۔
(۱) سو یوں بول بے تاب ہوا الڑ (یوسف زلیخا)
(۲) نہیں یاں کام عاقل ہور الڑ کا (قصہ۔ حضرت عمر و شرع) |

د _ الھڑ = (۱) من موجی۔ بے پرواہ۔ نادان (۲) چھوٹی عمر کا۔ کم سن۔ (۳) وہ بچھڑا جس کے دانت نہ نکلے ہوں۔

الفتے = ہفتے۔ دن کا نام۔

(شاید ہفتے ہو کاتب کی غلطی سے الفتے ہو گیا)

نواں ایک جماعت اتھی مرداں
پکڑتے الفتے کو سانت مچھلیاں

(قصہ۔ ملیکا)

[الف _ الفتے = الفتا۔ مفت خور۔ اوباش۔ بیگانہ۔ ایرا غیرا۔
الفتے دوڑ کر سب ان کوں ملکے (پند نامہ۔ علی) [
{ ہفتہ = سبت۔ یہودیوں میں آرام کا دن ____ (م۔ت) }

الگ بِن سلگ = الگ تھلگ۔

یہ محاورہ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"اپن الگ بن سلگ سب سے مزے میں"

الگل کی کھچڑی = یہ بھی دکنی عورتوں کی نیاز کی ایک قسم ہے۔

(فقہ محفوظ خانی)

النگ = الانگ۔ پار کر۔ طے کر۔

چلے سات ہو کر وہ دونوں جنے
النگ شہر سوں آئے جنگل منے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ النگنا = پار کرنا۔ طے کرنا۔ حد سے تجاوز کرنا۔
(۱) النگتے النگتے چلے تا یمن (سیف الملوک بدیع الجمال)
(۲) باتاں کر کر لیا النگتی ہے توں (من سمجھاون)
ب _ النگنا = (۱) ہم بستری۔ ہم آغوشی۔ بغل گیری۔
(۲) چھلانگ۔ سمت۔
(۳) دیوار۔
ج _ النگنا = کود جانا، پھلانگ جانا، گزر جانا، بغل گیر ہونا، حد سے تجاوز کرنا۔ [

اماس = چاند کا آخر تاریخوں میں غائب ہونا۔

آئے تب اماس کا اندھارا اتھا
جاتے تب پنم چاند سارا اتھا

(بدن نامہ)

| الف _ اماس = سنسکرت (اماوسیا)۔ اماوس۔ اندھیرے پاکھ کی آخری تاریخ۔
سندر نکھوں کو چندر نے دیکھیا وجھل ہوا تب اماس میں چھپ

(کلیاتِ شاہی)

ب _ اماس = اماوس۔ تاریک رات۔ |

امرِ دشوار = امرِ محال، کارِ سخت، مشکل کام۔

وہاں کی راہ تھی تلوار کی دھار
قدم رکھنا وہاں تھا امرِ دشوار (قصہ۔ لال و گوہر)

امس = گرمی۔ جوش۔ ولولہ۔

اسی کام میں رہیَ بڈی یک برس
نہ تن میں رہیا کس، نہ دل میں امس

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| الف _ امس = جوش۔ حوصلہ۔ امنگ۔
(۱) تج روپ دیکھ پاتے ہیں چت کے نین امس

(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)

(۲) بول بول کوں چڑھے امس (سیف الملوک بدیع الجمال)

ب _ امس = (۱) ہمت، حوصلہ، شوق، ولولہ۔
شدت کی گرمی جس میں ہوا بند ہو، ہوس۔

(۲) جوش، ترنگ، ولولہ، حوصلہ۔
د ۔ امس = گھمس۔ حبس۔ گھٹی ہوئی گرمی۔ ا

انبیل = گنواری غذا۔

مکئی یا جوار کا آٹا پانی میں گھول کر نمک ڈال کر پکاتے ہیں اور اسے پتلا پتلا حریرے کی طرح رکھتے ہیں۔ یہ لفظ دکن میں اب بھی بولا جاتا ہے۔

انبیل چھاچ کنکیاں کی تجھ لذتاں
تجھے کائیکو خاص کے نعمتاں
(مینا ستونتی دلورک)

انپڑانا = پہنچانا۔

کمالت جو ہوئے سولئی جان توں
لجاتی ہے انپڑانے نقصان کوں (علی نامہ۔ الف)

ا الف ۔ = انپڑانا (سنسکرت۔ اپر) = پہنچانا۔
(۱) انپڑاؤں تج تیری ہوس (نوسرہار)
(۲) پچھتاوا بھوت آوے انپڑائے تیں سو تمنا (دیوانِ ہاشمی)
(۳) اے لوکاں تجے زیادہ انپڑائیں گے۔
(شرح شرح تمہید عین القضاۃ)

ب ۔ انپڑانا = پہنچانا۔ ا
ج ۔ انپڑنا = پہنچنا۔ ہاتھ جانا۔
د ۔ انپڑنا = (۱) پہنچنا۔ (۲) پانا۔ ا

انتظاری = انتظار۔

کہ ہے انتظاری اشد موت سوں
ڈرے نا تمن کیوں مری فوت سوں
(قصہ ۔ سیاہ پوش)

اَنتی = کان کا ایک زیور۔

کئی انتیاں بالے آویزہ دار
لٹکتے تھے جس میں درِ شاہوار
(قصہ ۔ نور جہاں بیگم)

[ب _ انتی = حلقہ ۔ گوش ۔ ایک قسم کا کان کا زیور
د _ انتی = کان میں پہننے کا عورتوں کا ایک زیور۔]

انجواں ڈھالنا = آنسو بہانا ، رونا ، اشک گرانا۔

اتھا کام انن کا اتھا جالنا
انکھیاں سوں گرم انجواں ڈھالنا
(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

[الف _ انجوڈھالنا = آنسو بہانا۔
انجو ڈھالتے کیتے لکھ (نوسرہار)
ب _ انجو = موتی ۔]

اندھے کی لاٹھی = سہارا۔

ایک تھا اندھے کی لاٹھی سا مرا
بے طرح سے اس کو اب یہ گھُن لگا (بہارستانِ عشق)

یہ اصطلاح اب بھی دلی میں بولی جاتی ہے۔

| د _ اندھے کی لاٹھی = (۱) سہارا۔ آسرا۔ (۲) وہ لڑکا جو کئی لڑکوں میں بچا ہو۔ اکلوتا لڑکا۔ بڑھاپے کا سہارا۔ |

اندیشو = سوچو۔ خیال کرو۔

فارسی کے مصدر۔ اندیشیدن میں تصرف کر کے اردو مصدر " اندیشنا " بنایا اور اس سے بہت سے مشتق افعال ہوئے۔

عزیزاں یو دل میں اندیشو تمیں
قیامت کوں کیا جواب دیں گے ہمیں

(وفات نامہ حضرت فاطمہ)

اس قبیل کے اردو مصادر بہت سے ہیں۔ مثلاً
تحصیلنا۔ خطرانا۔ قبولنا۔ وغیرہ۔

| الف _ اندیشنا = سوچنا۔ غور کرنا۔

(۱) بہت بڑا کام اندیشا، بہوت بڑی فکر کریا۔ (سب رس)

(۲) کوئی آدمی اندیشتا ہے اپنے دل میں۔

(شرح شرح تمہید عین القضاۃ)

(۳) سونا جھارتل جا کے اندیشنا (گل دستہ)

ب _ اندیشنا = سوچ۔ فکر۔ |

انگار = انگارے۔ آگ۔

پھر مجے انگار میں سٹے لے جا
ہائے کیا بولوں میں اپنا ماجرا

(قصہ ۔ جمجاہ)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

| الف　انگار = غصہ، غضب۔

بڑی انگار سوں جورد کو پیٹنے لگیا۔ (انوار سہیلی)

ب　انگار = آگ۔ انگارہ۔

د　انگار = چنگاری۔ آگ۔ انگارہ۔ |

انگ بھرنا = سر پر آنا۔ کسی روح کے اثر سے جھومنا۔

یہ محاورہ آج بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

انگل بیڑا = دلسیلا۔ چھلا درہ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

ان مان = مضائقہ۔ تکلّف۔

تو اس بات میں تج کوں ان مان کیا
او آنے منے تج کوں نقصان کیا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

پچھیں شاہزادا کیا شہہ کے تئیں
ہوئے ہم نمک اب تو انمان نئیں

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| الف　ان مان = بدگمان، اندیشہ، خیال۔

یو ان مان توں دل میں کچھ دھر نکو　(قصہ، سلطان محمود غزنوی)

ب _ ان مان = (۱) خیال، گمان، اندیشہ، ارادہ۔
(۲) تولنا، پیمائش کرنا۔
(۳) ڈر، خوف، ناقابلِ قبول، بات کا احساس، وہ بات کہنا جو مانی نہیں جا سکتی۔

د _ ان مان = اٹکل۔ گمان۔ اندازہ۔ قیاس۔ نتیجہ۔ پھل۔]

انو = وہ۔ وہ بہ معنیٰ شوہر۔

اسمِ اشارہ ہے۔ عورتیں حیا کے مارے شوہر کا نام نہیں لیتیں اشارے سے کام نکالتی ہیں۔

بہوت جادو گراں رانڈاں وہاں ہے
انو چاکر رہے جاکر جہاں ہے

(قصہ، ملا)

[الف _ انو = وہ۔ ان۔ ان کے۔ وہ۔ ان

(۱) انو بھی نماز کرتے اپنی اپے (معراج العاشقین)
(۲) جنوں حق تے گزرے، انو میں کیا اچھے گا حد۔ (سب رس)]

انوہ = وہ۔ جمع غائب کی ضمیر ہے۔

اور دوسرا ٹولہ آئے پر ایمام سات انوہ کی تمام نماز پڑ کے اتحیات کے قعدہ میں تشہد کے جب ایمام بیٹھے جب تک مقتدیاں اپنی نماز اٹھ کو تمام کرے ___ (فقہ، محفوظ خانی)

اوارا = ناتواں۔ نقیہ۔

اول سوں تن رہا تھا ہو اوارا ہوا تھا مار سیتی بارا بارا
اول سوں تن اوارا تھا شکستہ ہوا تھا جور ماراں سات کشتہ
(قصہ ۔ ابو شحمہ ۔ الف)

اب اس کا ان معنوں میں استعمال نہیں رہا۔

| الف _ اوارا کرنا = تباہ کرنا ۔ پریشان کرنا ۔
کہیں دھاک سوں دل اوارا کریں (گلشنِ عشق)

ب _ اوارہ = آوارہ ۔ |

اوتارے چڑھانا = ہندوانی قسم کے صدقے وغیرہ کرنا

گنوارہ سیرہ اور روٹی اوتارے
مراداں ماشاں کر کر چڑاوے
(فقہ ۔ محفوظ خانی)

اوجھلکار = چھلک ۔ ریزش ۔

اوچا (اچا) = اٹھا ۔ بلند کر ۔ اس کا مصدر اچانا ہے ۔

حسین و حسن کوں اچا پیار سوں
دھلا موں انوں کا بڑے لاڑ سوں
(وفات نامہ حضرت فاطمہؓ)

| ب _ اوچا = اوچا ۔ اونچا کر ۔ اٹھا ۔ اونچا ۔ |

اوچانا (اچانا) = بلند کرنا ، اٹھانا ۔

علم عاشقی کا اچاؤں بلند
کروں آپنے دل کوں یک ٹھار بند

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

[الف _ اوچانا = دو ہوں ہاتوں لے اچاؤ (نوسرہار)
ب _ اوچانا = اٹھانا ، زندہ کرنا ، پیدا کرنا ۔]

اوڑ (اڑ) = اڑکر ۔ چھین ۔

سجائی وہ ہاتھوں میں چوڑی کا جوڑ
کہ لیتا تھا عاشق کے دل کو جو اوڑ

(قصہ ، نور جہاں بیگم)

اوڑ = معمار ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے ۔

[الف _ اوڑ = راج ۔ معمار ۔
ہنر مند نامی بلا ایسے اوڑ (یوسف زلیخا)]

اوڑاں = جمع اوڑکی ۔ ایک قوم کا نام ۔ مزدور ۔ بندھانی ۔

جما کر کو اوڑوں بڑا یاں لوہار
لجا کر دکھائے او چشمے کنار

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

اوڑی پڑ کو لینا = جلدی لینا ۔ بچا کر لینا ۔ جلدی سے چھین لینا ۔

یہ محاورہ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے ۔

اوساس (اساس) بھانا = آہ کرنا۔ ٹھنڈے سانس لینا۔

یو سن دائی گئی دوڑتی شاہ پاس
اسے دیکھ کر شاہ بھایا اساس

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ۔ اساس = آہ۔

(۱) سینہ تھیلے گیا ہے باذا ساساں تھے پیا (کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)

(۲) گہری ایک آہ بھریا گہری اساس۔ (سب رس)

(۳) ایسے پھولاں اجھوں کسے نیں ملے سلگنے دل میں بھرے اساس۔ (سب رس)

ب ۔ اساس = آہ۔ ٹھنڈی سانس (اساساں: جمع)]

اوساط =

لم یک سو قصار ہے تا آخر قرآن
اوساط سورہ۔ بروج سو لم یک تا ہیں جاں

(فقہ۔ ہندی۔ عبد دامین)

اول سِن = ابتداءِ سن، نو عمری، کم سنی۔

اول سن ہور اول جوانی تیری
شہاں میں تری زندگانی تیری

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

اول اب سن اور جوانی کے ساتھ نہیں بولا جاتا ہاں وقت کے ساتھ اب بھی برتا جاتا ہے۔

اونٹنا = کھولنا۔ پیچ و تاب کھانا۔ جلنا۔

یہ لفظ حیدر آباد میں آج کل بولا جاتا ہے۔ جیسے انوں کو اونٹنے سے دق ہو گئی۔ دلی میں اونٹنا، پانی اور دودھ وغیرہ کے جوش دینے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے فرخندہ جوشاندا خوب اونٹا۔

[الف _ اونٹنا = ابلنا۔ گرم ہونا۔

(۱) سکل اونٹ پانی گیا جل ابھال (علی نامہ۔ ب)

ب _ اونٹنا = زور سے ابلنا۔ کھولنا۔ پکڑنا۔ لگانا۔]

ایتا = اتاّ۔ اتنا۔ اب۔

ثوابیاں کا بیاں اس کا اتا ہے

کہے جتنا زیادہ تو اتا ہے (وفات نام حضرت فاطمہؓ)

[الف _ ایتا (اتا) = اتنا۔ اس قدر۔ ذرا۔ اب۔ ٹک۔

(۱) کوئی نبی نہ پایا اے حرمت اتے چاواں ستی

(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)

(۲) ایتا تھا جم ان پو پیار (نوسرہار)

(۳) تو اس سبب اس عید کوں سب جگ میں ایتا مان ہے

(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)

(۴) ایک عشق اس کے ایتے رنگاں۔ (سب رس)

(۵) اتا کیا ہے رخصت سو فرماؤ مجھ (قصہ بے نظیر)

ب __ ایتا = (اتا)۔ اب۔ اتنا۔ زیادہ۔ مزید۔]

ج __ اِتا = اتنا۔ اس قدر۔

○●○

ب

بابا = بیٹا۔ بچہ۔ فرزند۔

تب کہی میں نے کہ اے بابا میری
ہو گئی ہوں خار الفت میں تیری
(بہارستانِ عشق)

باٹ سار = راہ رو۔ مسافر۔

یا کوئی آ باٹ سار دُس کی طرف سوں
انو کی کچھ خبر بولیا ہے تج کوں
(قصہ ملا)

[الف _ باٹ سار = باٹ سارو، مسافر
(۱) ہمیں باٹ سارو نمن یاں رہے (قطب مشتری)
(۲) او دوسرا باٹ سارو بولیا (انوارِ سہیلی)
ب _ باٹ سار = باٹ سارو = مسافر۔]

باج = بغیر۔

غیر سوں تج باج گر ہوتا ہے کام

مت ڈرا اس کام سوں کس کوں مدام

(پند نامہ۔ حضرت لقمان)

نہ دیکھے پل جو شہہ زادوں کو سر تاج

نپٹ بے کل رہیٔ حسین کے باج

(شمائل نامہ۔ عثمان)

[الف _ باج = سوا۔ بغیر۔

(۱) اے تن جمالی جسم کے پردے کوں انپڑے باج

اس جمالِ الوہیت کے پردے ممکن الوجود کوں انپڑ سکے۔

(معراج العاشقین)

(۲) باالله لڑتیں مرتیں باج ہور کچھ نا ہیں اے سر تاج

(نوسرہار)

(۳) اپی (اپے) کیا اسے کیا علاج، جیسا پڑے ویسا سوسے باج۔

(سب رس)

ب _ باج = بغیر۔ سوا۔ بہ جز۔ علاوہ۔ خراج۔

ج _ باج = باج۔ بغیر۔ بن۔ حرفِ نفی۔]

باد بارا = ہوا۔ طوفان۔

نہ تھی او ہرن مکر سارا تھا او

نہ جانے کی کیا باد بارا تھا او

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

بار = دیر۔

رکھیا مارنے اس کوں کیا بار ہے

ولے خونِ ناحق تو ہیچ کار ہے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| الف _ بار = دیر۔ تاخیر۔

(۱) ترے در کنے میں کھڑا بار کا　　کہ آسا تُہیں مجھ نرا دھار کا

(معراج نامہ)

(۲) مج کو لاگی ایتی بار　　(نوسرہار)

(۳) آدمی کے جنس کوں حق پر آتے کیا بار ہے۔　　(سب رس)

ب _ بار = باری۔ خدا۔ بارگاہ۔ موقع۔ دشوار۔ دیر۔ زیادہ۔ پھل۔ کاروبار۔ لڑکی۔ بیٹی۔ دن۔ پانی۔ روک۔ بہار۔ دروازہ۔ چوکھٹ۔ دیوڑھی۔ تاخیر۔ |

بارا = باد۔ ہوا۔ پون۔

جو بارا راک کوں پانی پو لایا

انا الحق جوششِ دریا میں بھایا　　(منصور نامہ)

اول جا کے بارے کوں کیتا سلام

دیا جاب (جواب) بارا علیک السلام

(نور نامہ۔ احمد)

| الف _ بارا = ہوا۔

(۱) ماٹی میں بارا۔　　(معراج العاشقین)

(۲) بھیا ہے منج طرف بارا مسیحا کے مگر دم کا

(دیوانِ عبداللہ قطب شاہ)

ب _ بارا = ہوا۔ باؤ۔ آندھی۔ لڑکا۔ بالا۔

کوئیں سے پانی کھینچنے کا چمڑے کا ڈول۔ |

بارکش =

لیا بارکش ہاٹ میں جھانکتا
پھرے ہو جنگل میں گورو ہانکتا
(مینا ستونتی دلورک)

[ب _ بارکش = چرواہے کی لکڑی یا درانتی۔]

بارہ بجانا = ناک چنے چبوانا۔ حیران کرنا۔ سزا دینا۔

یہ محاورہ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"ٹھہریو تو لونڈی تیرے کیسے بارہ بجاتی ہوں"۔

باریک = دبلا۔ لاغر۔

کئی دن چلے راہ مشکل مسیر
نظر آیا ناگہہ انھیں یک فقیر
تھا باریک جیسا خیالِ دقیق
بہ دقت نگہہ اس کی ہوتی رفیق
گئے اس کے پاس اور بعد از سلام
کہے اس کو اے پیرِ عالی مقام
(چندر بدن و مہیار)

[ب _ بارک = باریک۔ پتلی
بارکِ کمر = پتلی کمر۔]

بازو بند گھومنا = بازو بند پھرنا۔

کہ ہاتوں منے بازو بند گھومتے
سیہ پھوندنے اس کے تل جھومتے

(قصہ۔ سیاہ پوش)

باسے = ڈالے۔ (اس کا مصدر بھانا ہے)

وہ سن ہوئے گا میرے آگے خجل
نہ باسے اسے روح افزا پودل

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف = باسنا۔ بسانا۔
جوں او ہمنا تیرے گھرتے بھار باسیا ہے تیوں توں اسے بھی اس کے گھرتے بھار گھال۔ (شمائل الاتقیا)]

باگرا = اُلمبا۔ (گلٹی)

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔

بالشت = تکیہ۔

پلنگاں پو بالشت تکیہ دھرے
ہر یک جائے خدمت کوں حوراں کھڑے

(نور نامہ۔ احمد)

[الف _ بالشت = تکیہ۔
بچھا بوج نھیالی او بالشت ہوش (یوسف زلیخا)
د _ بالش = تکیہ۔ مسند۔ سرہانہ۔]

بالو = ریت۔

وہاں کی خاک تھی دوزخ کی بالو
وہاں کی گرد تھی بانو کی دارو

(قصہ ۔لال و گوہر)

[د _ بالو = (۱) ریت۔ریگ۔
بھٹے کے وہ ریشے جو داڑھی کی طرح ہوتے ہیں۔]

بامن (برہمن) کو دھوتی چاول دینا =
دکنی عورتوں کی توہم پرستی کی مثال ہے۔

بانچ آنا = بچ آنا۔

ملے یا نا ملے پھر تجھ کوں کھانا
اچنبا ہے سلامت بانچ آنا

(قصہ ۔ابو شحمہ۔الف)

[الف _ بانچنا = بچنا۔
(۱) طفل بچوں یوں بانچے جیو (نوسرہار)
(۲) نھاٹے تو کیا بانچنے پاوے گا (سب رس)
(۳) تو جیو بانچنے کا منجے دے سبق (سیف الملوک بدیع الجمال)
ب _ بانچنا = بچنا۔ سمجھانا۔خیال کرنا۔پڑھنا۔]

بان دار = بندوقچی۔ بھالے بردار۔ عصا بردار۔

لیے تاش کی بیر قیں بان دار
مثل با مثل صف بہ صف بے شمار　　(قصہ ۔نور جہاں بیگم)

بائی = عورت ۔ بیوی ۔

کیا کہوں سودا ہے اس عورت کے تئیں
بائی کو ایسے نہیں دیکھا ہوں میں
(بہارستانِ عشق)

[الف _ بائی = عورت ۔
ملیاں خوش ہو ملیاں دو بایاں تمام　　(سیف الملوک بدیع الجمال)]

بٹ = باٹ ۔ روش ۔ طریقہ ۔

شہہ پری نا پکڑتی یو بٹ
پری رخ کدی چھوڑتی نا یو ہٹ
(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

[الف _ بٹ = باٹ ۔ تس میں اس رات کے بٹ کوں دھریا پاسنگ کے بدل
(کلیاتِ شاہی)

ب _ بٹ = باٹ ۔ راستہ ۔ سڑک ۔ راہ ۔ تولنے کے پیمانے ۔]

بٹھال = (بٹھالنا مصدر سے امر کی صورت) ۔ بٹھا ۔

زلف کی زنجیر سوں اس کوں نکال
محل میں عشرت کے لے جا کر بٹھال
(قصہ ۔دل و حسن)

بجر = ہیرا۔ سخت پتھر۔ بجلی۔

برس سوں ہے اس وضع جینا مرا
پھٹیا نئیں بجر کا یو سینا مرا

(رضوان شاہ و روخ افزا۔ الف)

بجری میں پتھر کا رنگ ہے اور بجر بٹو میں بجلی کا اثر۔ یہ اب تک استعمال ہوتا ہے

[الف _ بجر = پتھر۔ سخت۔

(۱) سچیں تو وہ بجر کا سینا اس کا پتھر کا (نوسرہار)

(۲) اگے بجر کے کلیجے والی اماں ذرہ کھڑے رہو نا گے۔ (انوارِ سہیلی)

ب _ بجر = سخت۔ فولاد۔ پتھر۔ سل۔ ہیرا۔ جواہر کڑا۔
اندر کا ہتھیار۔ بجلی۔ برق۔]

بجز = سوائے۔

تمن دیکھے بجز ہمنا نہیں چین
دسے اند کار تم بن ہم کوں دن رین

(شمائل نامہ۔ عثمان)

بجوڑنا = کوٹنا۔

رو نکو مئیت اُپر سینہ بجوڑ
صبر کے صندوق کو اصلا نہ پھوڑ

(تنبیہہ النسا)

[الف _ بجوڑنا = پیٹنا۔ مارنا۔

غلام ہور بیٹی کو خوب بجوڑیا۔ (انوارِ سہیلی)

ب _ بجوڑنا = پیٹنا۔ مارنا۔ روندنا۔]

بچارنا = کہنا۔

جاؤ تم ان سے بچارو اپنا غم
جن کو تم دنیا میں ملتے دم بہ دم
(تنبیہہ النسا)

[الف _ بچار = رائے۔ خیال۔ صلاح۔ مشورہ۔

(۱) کیا راؤ پردھان اب کیا بچار (ابراہیم نامہ)

(۲) ایسیچ اچھے ہیں حضرت کے یار جنوسوں حضرت کرتے تھے بچار۔
(سب رس)

ب _ بچارنا = سوچنا۔ غور کرنا۔]

بچک = چمک۔ چونک۔ اچھل۔ (بچکنا مصدر سے ہے)

اچھلنے لگیا مثلِ مینڈک بچک
ملے اپنی داڑھی تو کودے چمک
(اضرابِ سلطانی)

[ب _ بچک = ڈر کر۔]

بچگی = بچپنا۔ نادان پن۔

ابتدا سے قیس ہے شوہر مرا
بچگی سے دل ربا دل بر مرا
(بہارستانِ عشق)

بچھانا کرنا = صحبت کرنا۔ ہم بستر ہونا۔ سونا۔

نصیحت بھی اگر مانے نہیں تو
بچھانا ترک تب البت کرے او

(فقہ۔ محفوظ خانی)

[الف _ بچھانا = بچھونا۔

(۱) بچھانا ہوا گھانگرا گھول سب (قطب مشتری)

(۲) دھگڑ کوں یکیلا بچھانے میں سٹ (طوطی نامہ)

(۳) جب رات کو بچھانے پو سو گیا۔ (انوارِ سہیلی)

ب _ بچھانا = بچھونا۔ بستر۔]

بختاں جلی = بد نصیب۔ کم بخت۔ سیاہ بخت۔ کرموں جلی۔

یا کوئی بختاں جلی اجڑی نے مل کر
رکھی ہے مجھ سوں ناحق سخت دل کر

(قصہ۔ ملا)

[الف _ بختاں پھٹی = پھوٹے نصیب والی۔ بد بخت۔ منحوس

کتی ہوں۔ اتا سن یو بختاں پھٹی (من سمجھاون)

ب _ بختاں پھٹی = پھوٹے نصیب والی۔ بد بخت۔]

بدّا = پٹاؤ کا پتلا تختہ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"چھت کا یہ بدّا بودا ہو گیا ہے۔ نیا ڈلواؤ"

بدر = رقم۔

وہ عاجز پہ جھولی بدر اک نکال
طلب کا کیا اس جواں سے سوال
(قصہ ۔ نور جہاں بیگم)

[الف _ بدر = تھیلی۔

(۱) بھرے بدر سے شہہ جو دیے مال بھر (قطب مشتری)

(۲) سنیا سوچ تب کھول بدرا اپار
دیا گن کو دینار تب دس ہزار (؟)

بدُلا = برتن۔ کپُا۔

لیے کوئی گھیو کا سو بدلا وچا
لیے کوئی شہد اور شکر کوں وچا
(چوہے بلی نامہ)

[الف _ بدُلا = کپُا۔

لیے کوئی گھیو کا سو بدلاؤ چا (قصہ ۔ موش و گربہ)

بدُنھنی کرنا = کم عقلی کرنا۔ بے وقوفی کرنا۔

بیٹھا کر دھن کوں بولی ماں جنی ری
توں اپنی کر نکو یوں بدُنھنی ری
(قصہ ۔ ملا)

[الف _ بدُ = عقل۔

ناکر پوتا تو بدُ سن (نوسرہار)

ب _ بدُ = بدھ۔ بدھی۔ عقل۔ ہوش۔ تدبیر۔ تجویز۔

برُاس = برائی۔ بدی۔ خرابی۔ بگاڑ۔ ناراضگی۔ تکلیف۔

بس کہ اس حالت سے ہوئی اس کو براس
ہو گیا ہے سخت اس کا دل اداس

(بہارستانِ عشق)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"میرے میں موما نی ماں میں براس ہو جائے گی"

[الف _ براس = برائی۔

بہت دل کے درمیان لاکر براس

(پنج۔ آفتاب)

ب _ براس = بھڑاس۔ غصہ۔ برائی۔ رنجش۔

ج _ براس = رنجش۔ بگاڑ۔]

برنجک = ایک قسم کا مہین کپڑا۔

برنجک کی کرتی وہ یک سرخ فام
حباب اور سلمہ کا تھا جس پہ کام

(قصہ۔ نور جہاں بیگم)

بڑایاں مارنا = طعنے دینا۔ بولیا چبولیاں چھانٹنا۔ آوازے کسنا۔

نھنے کام میں کیا میں دوڑاؤں دل
کریں گیاں بڑا یاں مار ساریاں خجل

بڑبڑا = بلبلا۔ حباب۔

فلک بڑبڑا تس میں دنیا سو رنگ
فنا ہون، مارے یکس یک کے سنگ
(علی نامہ۔ الف)

[الف _ بڑبڑا = جو دستے اتھے بڑبڑے دور تے
(سیف الملوک و بدیع الجمال)

ب _ بڑبڑا = بلبلہ۔ حباب۔
ج _ بڑبڑا = بلبلہ۔ حباب۔]

بست = چیز۔ شے۔

کسے بست لینے کی طاقت نہیں سو اک شہر کا راجا آکر وہیں
پچھا کیا ہے قیمت؟ فقیر نے کہا کہ یو بست اپروپ اہے بے بہا
(قصہ۔ گلسری خاتونِ جنت)

یہ لفظ اب بھی دلی میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"کل سے کھیل کا دانہ بھی اڑکر منھ میں گیا ہو تو بری بست ہے۔"
"اپنی چیز بست آپ ہی سینت کر خوب رکھی جاتی ہے۔"

[الف _ بست = (سنسکرت۔ وستو)۔ چیز۔ شے۔ ساز و سامان۔
(۱) کہ اس بست تھیں بات دھوئے جگوئے (کدم راؤ پدم راؤ)
(۲) دنیا میں ہمت بڑی بست۔ (سب رس)
(۳) نہ کی تج کوں بستاں سوں ہے کوچ کام (طوطی نامہ)

ب _ بست = شے۔ چیز۔
د _ بست = اسباب۔ اثاثہ۔ تنہا مستعمل نہیں، چیز بست کہتے ہیں۔]

بِستار = شے۔ چیز۔

محبت سوں تجھ جگ کا بستار ہے
دو عالم کا نت گرم بازار ہے

(علی نامہ۔ الف)

| الف _ بستار = ساز و سامان۔
(۱) چولا کنگن کا عکس پڑ سارا کسنبا ہو رھیا
جب لال مخمل سب زمیں اوڑی جو لک بستار کا (علی نامہ۔ ب)
(۱) جوی ہور بازو بند ہت سر سو سب بستار چھوڑی ہوں (دیوانِ ہاشمی)
ب _ بستار = پھیلاؤ۔ وسعت۔ مجازاً۔ وسیع اور مفصل بیان۔
تفصیلی کیفیت۔ فراخی۔ ساز و سامان۔
د _ بستار = (۱) پھیلاؤ۔ کشادگی۔ (۲) بات کو بڑھا کر بیان کرنا۔ |

بسرام کرنا = آرام کرنا۔ سونا۔

نہ کر بات کس تے نہ کچھ کام کر
وہیں جا بچھانے پو بسرام کر

(نور نامہ۔ احمد)

| الف _ بسرام = (سنسکرت = وشرام) آرام۔ توقف۔
ہے جس دھن سوں بسرام و سنگرام داتا

(من سمجھاون)

ب _ بسرام = آرام۔ چین۔ سکھ
د _ بسرام = (۱) آرام۔ سکھ۔ چین۔ (۲) ٹھہراؤ۔ توقف۔ |

بشارا = بشارت۔ آگاہی۔

یکایک علیؑ کوں بشارا ہوا
بڑا رن ہوا سو اشارا ہوا
(جنگ نامہ۔ حنیف شاہ)

[الف _ بشارا = خواب۔
(۱) یو کیسا بشارا میں دیکھوں سو جا
(قصہ۔ گلسری خاتونِ جنتؑ۔ ب)
(۲) شکاری نے دیکھا بخارا منے
(قصہ۔ گلسری خاتونِ جنتؑ۔ ب)
(۳) بشارا خدا کا ہوا مج اکل (قادر نامہ)]

بغدا = لنگوروں کا نر۔ لنگوروں کا بسردار۔

یہ لفظ بیدر میں بولا جاتا ہے۔
دلّی میں بغدا قصائی کی بڑی چھری کو کہتے ہیں۔
حیدر آباد میں بغدی بچہ کہتے ہیں جس کے معنی بندر کا بچہ ہے۔
[د _ بغدا = قصابوں کا قیمہ کوٹنے کا چھرا۔]

بغل بلائی = گگرالی۔ ایک قسم کا پھوڑا جو بغل میں نکلتا ہے۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔
[د _ بغل بلائی = بغل کا پھوڑا۔ گگرالی۔ عورتوں کا خیال ہے کہ بغلی پھوڑے کو بلی چاٹ لے تو اچھا ہو جاتا ہے۔]

بقا ہونا = فنا ہونا۔ مرنا۔ گذرنا۔

بقا جیو شہزادے کا ہوا ہے
بھی افلاح اس قدم پر پڑ موا ہے
(قصہ ابو شحمہ۔ الف)

اکثر الفاظ اپنے متضاد معنوں میں بولے جاتے ہیں۔ جیسے
"شمع معمور ہوئی" بہ معنی "شمع بجھ گئی"
راج کرنا بہ معنی اجڑنا۔ برباد ہونا۔ تباہ ہونا۔
صلواۃ سنانا بہ معنی گالیاں سنانا۔
بھوگ دینا = گالیاں دینا۔
مشکل آسان کرنا۔ بہ معنی مار ڈالنا۔ وغیرہ وغیرہ۔

بِکٹ = مشکل۔ سخت۔ ٹیڑھا۔

پڑیا ہے نہیں کس منے تاب جنگ
بکٹ ہے لڑائی توپ و تفنگ
(اضراب سلطانی)

[الف _ بکٹ = (سنسکرت۔ وکرت) ٹیڑھا۔ مشکل۔ سخت۔
(۱) بکٹ فن ہے آسان تج شہ اگل (گلشنِ عشق)
(۲) بکٹ بھیں پو پڑنا سو یو دکھ کہا (رضوان شاہ روح افزا۔ ب)
(۳) آپ واحد وہی یکٹ دیکھ قدرت کیا بکٹ
(حجت البقا)

(۴) اسے بکٹ ایک قفل پڑیا تھا۔ (انوارِ سہیلی)

ب _ بکٹ = سخت، کھٹن، مشکل۔ |

د _ بکٹ = (۱) خوف ناک۔ ڈراؤنا۔ (۲) مشکل۔ کٹھن۔
(۳) انگ کا مند۔ فوجی دستہ۔ گارڈ۔ |

بکوا لگانا = بکواس لگانا، بک بک کرنا۔

بولی سن کے اس کو چل نکل
کیا لگائی ہیں گی بکوا بے محل
(بہارستانِ عشق)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"ابا بابا کیا بکوا لگایا ہے"

| الف _ بکوا = بکواس۔

(۱) زبان اپنی بکوے سے خاموش کی (پنج۔ آفتاب)

(۲) ہمارا بکوا ہور بڑبڑانا پادشاہوں کے سننے کے لائق اچھے۔
(انوارِ سہیلی)

ب _ بکوا = بکواس۔ |

ج _ بکوا = بکواس۔ بکبک۔

د _ بکوا = بکواس۔ بک بک۔ جھک جھک۔ فضول باتیں۔ |

بگ دھریاں لینا = آڑے ہاتھوں لینا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"میں خوب بگ دھریاں لیا"

بگل = ایک قسم کا قرنا۔

عقب ان کے طنبور اور بانسری
بگل اور رم ڈھول جھانجیں کئی

(قصہ۔ نور جہاں بیگم)

یہ لفظ انگریزی ہے انشا نے بھی استعمال کیا ہے۔

[د _ بگل = (انگریزی۔ Bugle کا مورد = قرنا۔ ترم۔ نرسنگا۔]

بلالہ = بلّہ۔ بے وقوف۔ دیوانہ۔ سودائی۔ سڑی۔ پگلا۔

انگے دھس بیٹھ جا دیکھی دلالہ
دکھیا اس روز کا ملّا بلالہ (قصہ۔ ملا)

بلکنا = بلبلانا

بلکتا ہوں اس دک ستی تکیپکا

(ابلیس نامہ)

یہ لفظ اب سہارا ڈھونڈنا۔ آسرن لینا۔ اڑتلا پکڑنا۔ کے معنوں میں حیدر آباد میں بولا جاتا ہے لیکن دلی میں اب تک وہی قدیم معنی ہیں۔ "مجھے شیخ علی بلکتا ہے"

[الف _ بلکنا۔ بلگنا = تڑپنا۔ رونا۔ گریہ وزاری کرنا۔

(۱) گلے میں کھینچ لانے میں اتا بلکوں نکو مجھ کوں (دیوانِ ہاشمی)
(۲) در وا بلکو نکو مجھ کوں مری پشواز پھاٹے گی (دیوانِ ہاشمی)
(۳) بھڑک آتش فلک کے چھت کوں بلکی (فیضِ عام)

ب ۔ بلکنا = بے حد آرزو مند ہونا۔ کسی چیز کے لیے بے تاب ہونا۔
تڑپنا۔ سسکیاں لینا۔

د ۔ بلکنا = (۱) رونا۔ بلبلانا (۲) بے قرار ہونا۔ (۳) بے تاب ہونا۔ |

بمڑی مارنا۔ بومڑی مارنا = غل و شور کرنا۔ واویلا کرنا۔

پھر مجالس میں دیکھو پگڑی پٹک
مارتے بمڑی جو غیرت کو جھٹک
(تنبیہہ النسا)

| الف ۔ بومڑی = چیخ۔ پکار۔

(۱) پادشاہ بمڑی اٹھایا۔ (انوار سہیلی)

(۲) اسی بھانتوں سرب بنگاہ و بازار
تنگ نھاٹے ہر یک تن بومڑیاں مار (اسرارِ عشق)

ب ۔ بومڑی = شور۔ واویلا۔ |

بُن بُن = بند بند۔ جوڑ جوڑ۔ اعضا اعضا۔ بوٹی بوٹی۔

تھرکنے جب لگے شادی میں بن بن
بجانے نیاز سوں گھنگرو کوں چھن چھن
(قصہ۔ لال و گوہر)

یہ لفظ دلی میں اب تک بولا جاتا ہے۔ جیسے: "کھڑی تو رہ لنکا لیری وہ پکڑوا کے نہ جوتیاں لگوائی ہوں کہ تو بھی کدھی کو یاد کرے۔ وہ سائیسوں سے بندھوا کے پٹواؤں شاکہ بن بن ڈھیلے ہوجائیں۔"

بُنبی = ناف۔

وکالی اور ڈرانی ہونٹ لنبے جو ہوٹاں نیچے بنبی کے جو لٹکے

(فقہ ۔ محفوظ خانی)

[الف _ بونبی = ناف۔

(۱) بونبی کھل رہی تھی سو جیوں او کھلی (سیف الملوک بدیع الجمال)

(۲) ہور نظر کرنا ہر یک مرد و عورت کی بونبی تھی گڑگی لگ (شمایل الاتقیا)

ب _ بنبی۔ بمبی = ناف۔ خرمن۔

ج _ بنبی = بنبی۔ ناف۔]

بنتی = وہ جگہ جہاں اناج کاٹ کر روندنے اور دانا بھوسے سے الگ کرنے کی غرض سے ڈالا جاتا ہے۔

یہ لفظ حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"کھانے میں بنتی کی مٹھی دستی ہے"

بند = بند۔ قطرہ۔

زباں سوں پڑی بند کتک سن
سو تسبیحاں انن تے ہوئے چوکدن

(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

[الف _ بند = بوند۔

(۱) بند مہندی کے باتاں منے گل لال جیوں پاتاں منے

(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)

(۲) دریا ایک بند تے آلائش تیں پاتا۔ (سب رس)

ب _ بند = قطرہ۔ بوند۔ |

بند خانہ = بندی خانہ۔ قید خانہ۔ زندان۔

جکوئی تجھ نیہہ کے بند خانے پڑے گا
کرم سوں تجھ تخت پر او چڑے گا

(قصہ۔ ابو شحمہ۔ الف)

دلی میں بندی خانہ اب تک کہتے ہیں۔ جیسے: "اس گھرانے کا کیا پوچھنا۔ گھر بندی خانہ گھر والی قیدی دان۔"

| الف _ بندی خانہ = قید خانہ۔

(۱) جو سر یا پانی ہور دانہ تو ویچ ہوا بندی خانہ۔ (سب رس)

(۲) اس کے یاراں بندی خانے میں چھٹ جاویں۔ (انوارِ سہیلی)

| ب _ بندی خانہ = قید خانہ |

بندوا = غلام۔ بندہ۔ بندھوا۔

نسل در نسل ہم دل و جان سے
تمھارے ہو بندوے یہ احسان سے

(اضرابِ سلطانی)

یہ لفظ اب بھی دلی میں بولا جاتا ہے۔

| الف _ بندھوا = بندوا۔ غلام۔

مجھے جیسے لگوں اپنا بندھوا کر لے۔ (انوار سہیلی)

د _ بندھوا = (۱) بندھا ہوا۔ قیدی۔ اسیر۔ (۲) پابند۔ غلام۔ خدمت گار۔ |

بندوق = تفنگ۔

چڑائے اگر شاہ سِنے پر بندوق
پھٹے اک ہرن کے سِنے کا صندوق

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

د _ بندوق = (۱) گولی۔ (۲) وہ لوہے کی نلی جس میں بارود بھر کر چھوڑتے ہیں
۔

تفنگ۔ جمع بنادیق۔ ا

بندوں بند = بند بند۔ اعضا اعضا۔ بوٹی بوٹی۔ جوڑ جوڑ۔

سیاہ ناگ چوٹی کمر زرزری
بندوں بند میں ناز غمزے بھری

(قصہ۔ سیاہ پوش)

بنڈا = پتھر۔ ڈھیلا۔ چٹان۔

پہاڑاں ہو کو بنڈے کے سری کے
اڑیں گے چھوڑ پایا دھرتری کے

(فقہ۔ محفوظ خانی)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

ا الف _ بنڈا = پتھر۔ چٹان۔

(۱) بلند ایک بنڈا پڑا واں نظر (قطب مشتری)
(۲) رکھے سب کنگوریاں میں بنڈے اٹل (علی نامہ۔ ب)

(۳) اتارا ہولیا بنڈا اچا کر　　(مخزنِ عشق)

(۴) ایک بنڈا گوپن میں رکھ کر ماریا　　(انوار سہیلی)

ب _ بنڈا = پتھر۔ چٹان۔ پہاڑ۔ نہایت سخت۔ بھاری۔

ج _ بنڈا = سنگ۔ بھاری۔ بوجھل۔ نہایت سخت۔]

بن واسی = بن باسی۔ صحرا نشین۔

تھا بن واسی وہاں دن رات قائم

وہاں جھکڑ سدا، آندھی تھی دائم

(قصہ۔ لال و گوہر)

[الف _ بن واس = بن باس۔

(۱) ڈونگری دو کھوں بن واس لاگر　　(نوسرہار)

(۲) پھرے پیٹ سوں باندھ بن واس او　　(طوطی نامہ)

ب _ بن واس (ون واس) = بن باس۔ جلاوطنی۔ جنگل میں رہنا۔]

بوٹ (موٹ) = کتارا۔ کٹارا۔

چھجے پر تے ہم کوں نظر آئی بوٹ

دیکھے سوچ بیراں ہوئے لوٹ پوٹ

(بدن نامہ)

[ب _ بوٹ۔ بونٹ = انگلی۔ انگل کی پور۔ املی۔ کٹارا۔

ج _ بوٹ = املی کا پھل۔ کٹارا۔]

بوزہ = ایک قسم کا نشہ ہے۔

نہ پندا اور بوزے کو چھیو تم

(فقہ۔ محفوظ خانی)

ا ب _ بوزا۔ بوزہ = جو، چاول یا کسی اور غلہ سے بنائی ہوئی شراب۔

ج _ بوزا۔ بوزہ = ایک قسم کی شراب جو چنے، جو اور چاول وغیرہ کے شیرے سے بنتی ہے۔ ا

بونتا = گدڑی۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"اپنے پاس تو بونتا بھی نہیں"، "بونتے سلاتے ماں بونتے"

بونتے والی = درزن۔ گدڑی گانٹھنے والی۔ سینے والی۔

یہ غیر ہندوؤں کی ایک ذات ہے جو گلی کوچوں میں آواز لگاتے پھرتے ہیں اور پھٹے پرانے لحاف، بالاپوش، توشک وغیرہ سیتے ہیں۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے

"بونتے والی کو بلاؤ"

بہوں = بہتوں (بہت کی جمع)

بہوں کا سمجھ تھک رہیا ہے یہاں

کہ یک بڑ بڑے میں بسایا جہاں

(علی نامہ۔ الف)

[الف _ بھو = بہت۔

(ا) جیوں کی یک آگ بھو روپ (کلمتہ الحقائق)

(۲) ملحد سو بھور نگوں سو نہ لکھیں لیکھائیک (خوش نامہ)

(۳) بھو شوق سیتی آکر سٹ دشٹ تن یک اوپر

(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)

[ب _ بھو = بہت۔ کثیر۔ زیادہ۔]

بہیلی =

صفی پیر میرا بہیلی ہے خدا ہے ہور محمد ہور علی ہے

(قصہ ملا)

[الف _ بھیلا = گھلاملا ہونا۔ آمیزش۔

ملیا سب عاشقاں کا پاس میلا

ہوے معشوق سو یک رنگ بھیلا (اسرارِ عشق)]

بھا = ڈال

پلنگ کے اپر اوندھا منھ اپنا بھا

پڑیا تھا خجالت سوں سدکوں گنّوا

(اضرابِ سلطانی)

[ب _ بھا = ہو۔ بھائی۔]

بھانا = ڈالنا۔ پھینکنا۔ نکالنا۔

اگر شاہزادی جو یھاں آئے گی

کری داس یا بھار تجھ بھائے گی

(مینا ستونتی ولورک)

بڈی کوں ہوا جیوں درونا جلائے
کہ جیوں روئی میں تیل بھا آگ لائے
تو ویساں کوں غفلت منے بھاؤں گی
ترے سامنے لاکو دکھلاؤں گی

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ بھانا = ڈالنا۔

(۱) اس اندیشے مجھ بھایا (نوسرہار)

(۲) نئی دولت تھے عالم کوں مرا بھایا برس گانٹھ

(کلیات محمد قلی قطب شاہ)

(۳) اگر منگیا ہے رن میں گھوڑا بھانے تو شراب پی۔ (سب رس)

ب _ بھانا = ڈالنا۔ پھینکنا۔ ہونا۔ گرانا۔ اچھا لگنا۔ پسند آنا۔
بھانا۔ دریا برد کرنا۔ بہانا]

بھپکا = سماوار۔

اس میں صرف نہانے وغیرہ کی ضرورت کے لیے پانی گرم کیا جاتا ہے۔ یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ اور سماوار صرف چاء گرم کرنے کے برتن کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ دلی پیاری میں بھپکا اس آلے کو کہتے ہیں جس کے ذریعے سے عطار، عرق کشید کرتے ہیں۔

بھپکی دینا = دھوکا دینا۔

یہ محاورہ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے
"یہ آپ ہم کو بھپکی دے رہے ہیں"

دلی میں اس کے دوسرے معنی ہیں۔ جس میں ظاہری ڈرانا دھمکانا پایا جائے لیکن وہ دھمکی بزدلی پر مبنی ہو۔ کہ ذرا سے مقابلے اور جواب دینے پر دھمکی دینے والا فرار ہو جائے۔ اسی لیے گیدڑ بھپکیاں مشہور محاورہ ہے۔

[د _ بھبکی۔ بھپکی = گھرکی ۔ دھمکی۔
بھبکی دینا = غصے کی شکل بنا کر ڈرانا۔ دھمکانا۔]

بھڑاٹا = زور۔ شدت۔ (بھڑکیلا)

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے
"کیا بھڑاٹے کا عطر لگایا ہے"۔۔۔ "کیا بھڑاٹے کے کپڑے پہنے ہیں"

بھرم = اعتبار۔ اعتماد۔ ساکھ۔

عجب کچھ تو کٹنی اہے بے شرم
نہ رکھتی بھرم اور لیتی شرم

یہ لفظ دلی میں اب بھی بولا جاتا ہے۔

[د _ بھرم = ساکھ۔ اعتبار۔ دھوکا۔ ناموری۔ راز۔ بھید۔]

بھڑکل = کیواڑ۔

ٹوٹیاں بھڑکل قلعہ کا ہو شکستہ
چلیا پھر ذوق کا راوت کھمستا (قصہ۔ ابو شحمہ۔ الف)

[الف _ بھڑکل = بڑا دروازہ یا پھاٹک۔
(۱) بندیا سو اوبمت کا بھڑکل اٹل (یوسف زلیخا)

(۲) لیے بات میں پاٹ بھڑکل کا توڑ (کلیات شاہی)

(۳) پھرا گر زمار یا سو بھڑکل اوپر (جنگ نامہ۔ سیوک)

ب _ بھڑکل = قلعہ کا بڑا دروازہ جس پر لوہے کی برچھیاں لگی ہوتی تھیں، تاکہ ہاتھی ان سے ٹکرائیں تو زخمی ہو جائیں، پھاٹک، دروازہ، کلان جلن۔ |

بھسکارنا = پھنکارنا

ڈھگاراں انگاراں کی جوں ڈونگراں
جو بھسکارتے جوش بھر اجگراں

(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

| الف _ بھسکارنا = پھنکارنا۔

(۱) پڑے اس پہ بھسکارتے اجگراں (سیف الملوک بدیع الجمال)

ب _ بھسکاری = پھنکار۔ |

بھنڈار = خزانہ

مجدد کر اب عہد و پیماں قسم
مکرر بھی دے بیل بھنڈار ہم

(اضراب سلطانی)

| الف _ بھنڈاری = خزانے کا مالک۔ خزانچی۔

دے گا نہ دے گا کیوں کہوں بالم تو بھنڈاری ہوا (کلیات بحری)

ب _ بھنڈار = وہ جگہ جہاں گھر کا سامان رکھا جاتا ہے۔ خزانہ۔ ذخیرہ۔ مجازاً شراب خانہ کو بھی کہتے ہیں۔ کوٹھا۔ گودام۔ حوض۔

د _ بھنڈار = گودام۔ ذخیرہ۔ اسٹور۔ |

بھوخ = سوراخ۔

یہ لفظ حیدر آباد میں بولا جاتا ہے اور زیادہ تر مدراسیوں کی زبان پر ہے۔
جیسے: "مت بھا انگلی بیچ بھوخ بچھواں کے"

| ج _ بھوخ = سوراخ۔ روزن۔ چھید۔ |

بھومان = شان۔ شکوہ۔ دبدبہ۔

روانہ ہوئے ساز سامان تے
چلے بادشاہی کے بھومان تے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| الف _ بھومان = بہت عزت۔
شاہاں منے بھومان تھے　　کرتا بڑائی جان تھے
(کلیاتِ قلی قطب شاہ)

ب _ بھومان = بڑی عزت۔ |

بھوند لانا = پھانس لانا۔

یو مینا تو گواں کی نار ہے
اسے بھوند لانا تو کیا بار ہے

(مینا ستونتی و لورک)

| الف _ بھوند لیانا = بہلا پھسلا کر لانا۔ فریب دے کر لانا۔
اسے بھوند لیانا تو کیا بار ہے　　(مینا ستونتی)
ب _ بھوند لانا = بہلا پھسلا کر لانا۔ فریب دے کر لانا۔ |

بھوندنا = پھانسنا۔ پھسلانا۔ فریب دینا۔

بڈی شہہ کوں بھوندی بہوت چھند سوں
ملائم ہوا شاہ اس پند سوں

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

پریاں بھوند تیاں بھوت انسان کوں
رجاتیاں ہیں کئیں خوب دیک جان کوں

[الف _ بھوندنا = فریب دینا۔
(ا) بھوندواں کے بھوندنے پونکو جا۔ (انوارِ سہیلی)
ب _ بھوندنا = فریب دینا۔]

بھونڈا نصیب = برا نصیب۔ بدنصیب

میں نا دیکھا اس کو ہوا یوں غریب
کسی کو نہ ہوں ایسے بھونڈے نصیب

(چندر بدن و مہیار)

دلی میں بھونڈی صورت کہتے ہیں۔ بھونڈا نصیب نہیں کہتے۔

[الف _ بھونڈا = بد بخت۔ بد قسمت۔
طمع بخت سے چھین بھونڈا کرے (علی نامہ۔ ب)]

بھویاں = جمع بھوئی کی بہ معنی کہار۔

سو جاندی (کیں) کنارے کنارے
سندر کی پالکی بھویاں اتارے (قصہ۔ ملا)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"اوئی ماں انو کاہے کو ہماری سگاوت میں ہوتے۔
انو تو بھوئینی کے پیٹ کے ہیں۔"

| الف _ بھوئی = کمہار۔

پچھے بیٹی اور ماں ہوئے ہیں سوار
لے آ بھویاں گھر میں دیے ہیں اتار

(پنجہ۔ آفتاب)

بھوئینّیارا (بھوئیں یارا) = سرنگ۔ زمین دوز راستہ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

| الف _ بھوئینّیارا۔ بھنوار = غار۔ کھو۔ گپھا۔ تہہ خانہ۔

(۱) بھوئینّارے کا گھر دھونڈ کر پھوڑنا (علی نامہ۔ ب)
(۲) دہلیز۔ صوفے۔ کوٹھریاں۔ مھاڑیاں۔ بھنوّارا کا ہیکو
(دیوانِ ہاشمی) |

بھی = اور۔

تداں تے شکاراں میں گزرا تا
بھی کس بات کا ہوش نئیں جاتا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| الف _ بھی = پھر۔

(۱) توپچ بھی ناپید کرے (نوسرہار)
(۲) بھی شکر کرن مجکوں تو توفیق نوا بخش (کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)
(۳) کر تو نیکی بھی پانپ مت کر رے۔ (انوارِ سہیلی)

ب _ بھی = فن۔ پھر۔ ادر۔
د _ بھی = نیز۔ ادر۔ علاوہ۔ زیادہ۔ |

بھیاوَ = بیاہ۔ شادی۔

کیا بھیاوَ میمونہ سوں جشن کر
اسے ہو کو آیا کرے سو ہنر

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| الف _ بھیاوَ = بیاہ۔ شادی۔

(۱) یدی دیتی ہوں بھیاوَ کر دونوں کوں (قطب مشتری)

(۲) انو دونو کا بھیاوَ ہوا۔ (سب رس)

(۳) رنگا رنگ یو داستاں بھیاوَ کی (قصہ۔ گلبدن)

ب _ بھیاوَ = بیاہ۔ |

بھیترال = اندر۔

محی الدین کی دھاک سوں جا و جال
رہا نھاس کرا و زمین بھیترال

(محی الدین نامہ)

بیاز خورا = سود خوار

تیرے بزرگ گانجہ کش، سیندی خور
تھے شرابی، بیاز خورے، مال چور

(تنبیہہ النسا)

بیتا = گزرا۔ اس کا مصدر بیتنا ہے

اس کے دیگر مشتقات دلی میں اب تک مروج ہیں۔ جیسے :

"جو بیتنی تھی سو بیت گئی۔ دوہرانا اور رونا برابر ہے۔

کہا دل میں برا میں کس کا چیتا
جو میرے سر پر ایسا وقت بیتا　　(قصہ۔ لال و گوہر)

بیٹنا = پھینکنا۔ خرچنا۔ بہانا۔ لڈھانا

منہیات سب وضو کے جملہ چھے پہچان
پانی زیادہ بیٹنا اور اسراف پہچان
تین بار سو اگلے پانی بہت نہ بیٹ
استنجے میں بول مت عورت اپ نڈیٹ

(فقہ۔ ہندی۔ عبدواہین)

بید = ایک قوم۔ حکیم۔ وید

(اضرابِ سلطانی)

ا ب ـ دید = طبیب۔ کتاب۔ علم۔
د ـ بید = وید۔ طبیب۔ ا

بیزار آجانا یا ہوجانا = بتنگ آجانا۔ پریشان ہوجانا۔

یہ محاورہ حیدر آباد میں آج کل بولا جاتا ہے۔ جیسے: "میں تار کرتے کرتے بیزار آگیا"۔ "بھائی آپ کی راہ دیکھتے دیکھتے بیزار ہو گئی"۔

دلی میں بیزار ہوجانا یا بیزار ہونا۔ متفرق ہوجانا یا متفرق ہونا کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ ان کا جائے استعمال حیدر آبادی اردو سے قدرے جدا

ہے۔ جیسے "اچھی بیٹی آخر میری صورت سے کیوں بیزار ہے۔"
"تمھاری اس دن کی حرکت سے تمھارے نام سے بیزار ہو گئی ہوں۔"

بے صبرا مردہ کفن پھاڑ کے بھیک مانگے

(بے صبرا مردہ کفن پھاڑ کے نکلا)

یہ کہاوت بھی آج کل حیدر آباد میں بولی جاتی ہے۔
بے صبری کے موقع پر بولی جاتی ہے۔

بے کڑ = ظالم۔ بے درد۔ کٹّر۔ بے رحم۔

کہاں لگ وہ جھجکتا اچھے تج کوں ڈر
کہاں لگ صبوری اری بے کڑ

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ بے کُٹر = (س۔ کٹھور) بے رحم۔ سنگ دل۔ کٹر۔

(۱) سخت بے کٹر، وہ آدمی تیں پھتر۔ (سب رس)
(۲) بڑا بے کٹر اس میں خوبائی تیں (قطب مشتری)
(۳) کہ اے بے کٹر دھن اور راواں ہوں میں (طوطی نامہ)

[ب _ بے کڑ = بے رحم۔ ظالم۔ بے مروت۔]

بیگا بیگ = مارا مار۔ جلدی جلدی۔ لگاتار۔

ضرب پر ضرب بیگا بیگ مارے
اڑیں ہر ضرب میں لھو کے فوارے (قصہ۔ ابو شحمہ)

[ب _ بیگ = جلد۔ تیزی سے۔]

بیگی = جلدی

گئی بیگی دوتی نے اس یار پاس
کیا تھا جنے اس سہیلی کی آس

(مینا ستونتی دلورک)

مھارا جو بن بیتو جائے باد یلا بیگی آلیورے (مانڈ)

ا الف ۔ بیگی = جلدی۔ عجلت۔

(۱) یو دو باتاں نہیں آتیاں ایک بیگی دوسری غرودی۔ (سب رس)

(۲) بیگی میں بھوت خرابی ہے۔ (انوارِ سہیلی)

ب ۔ بیگی = جلدی۔ عجلت۔ روانی۔ زور سے۔ شتابی۔

ج ۔ بیگی = جلدی۔ شتابی۔ ا

○●○

پ

پاتابہ = جراب۔ موزہ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"منجھلے صاحب کے کارخانے کے پاتابے بہت خوش رنگ ہوتے ہیں"

"یہ پاتابہ منجھلے صاحب کے کارخانے کا ہے"۔

پاترنی = تیتری۔

ایک قسم کا خوب صورت پردار کیڑا جو پھولوں کا رس چوستا، اڑتا رہتا ہے۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"پھول پر پاترنی بیٹھی ہے۔"

[ب _ پاترنی = تتلی۔ بھنبیری۔

ج _ پاترنی = تیتری۔ تتلی۔ بھنبیری۔]

پاٹ = مال۔ پٹاخا۔ معشوق

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"کیا پاٹ ہے۔"

پاچ (پاچہ) = زمرد ۔ پنّا ۔

فلک ساتواں پانچ سوں ہے ہریا
اسی بھانت سوں حق نے پیدا کیا
(نور نامہ ۔ احمد)

ششم پاچ کی ہور ہفتم اتن
یو تحقیق کر جان اے ذوالمنن
(نور نامہ ۔ احمد)

بھی سیدھی بغل تے پڑی بوند پانچ
ہوا بوند اوّل ستے سبز پاچ
(نور نامہ ۔ احمد)

انکھیاں اس کی یاقوت ، سُنّا بدن
کھراں پاچ ، دم لعل ، سینا کندن
(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

[الف ۔ پاچ = زمرد ۔
(۱) ہرے جھاڑاں جو بارے ہو تپاں پاچے طبق لے بھر
(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)
(۲) بہا ایک تیں کاچ ہور پاچ کوں (قطب مشتری)
(۳) جوں پاچ میں کاچ ۔ (سب رس)
ب ۔ پاچ = زمرد ۔ ہیرا ۔ مکڑی کا جالا ۔]
د ۔ پاچ = (۱) زمرد (۲) شیشہ ۔ کانچ (۳) مکڑی کا جالا ۔]

پاگا = فوج کی ایک قسم ۔ فوجِ خاص ۔

سواراں و پیادے و پاگا تمام
دونو صف میں دے ان کو بھی انتظام
(اضرابِ سلطانی)

حیدر آباد میں پائیگاہ کی فوج اب سے کچھ مدت پیش تر تک تھی۔ اب صرف پائیگاہ رہ گئی اور اس کی فوج ندارد ہوئی۔

[الف _ پاگاہ = اصطبل۔
(۱) اتھے گھوڑے پاگاہ میں تو لاک اسے
(سیف الملوک بدیع الجمال)

ب _ پائے گاہ = پائیگاہ۔ اصطبل۔

د _ پائے گا۔ پائیگہ = (۱) مرتبہ (۲) طویلہ۔ اصطبل (۳) کچہری۔ اجلاس۔
(۱) چھوٹی ریاست۔]

پال = ایک قسم کا دو چوبی خیمہ

نہیں پال و ڈیرے جو برپا کریں
رہے آپ کی پھر کے سو کیا کیا کریں
(اضرابِ سلطانی)

[الف _ پال = ڈیرا۔ سائبان۔ مینڈھ۔ چھوٹی دیوار۔
(۱) یک پال میں نو فلک بسے کیوں (من لگن)
(۲) حوض کی پال ٹوٹے تو یکایک بندھی جاتی ہے۔ (سب رس)

[ب _ پال = (۱) ٹہنی۔ ڈالی۔ شاخ۔ (۲) مینڈ۔ کنگرہ۔ بند۔ باڑھ۔ کنارہ۔ ڈیرا۔ چھولداری۔ حفاظت۔ سرپرست۔ پالن ہار۔ محافظ۔ سائبان۔ منڈیر۔ چھوٹی سی دیوار جسے حوض کے چاروں طرف بنا دیتے ہیں۔

_ پال = (۱) چھوٹا خیمہ (۲) بادبان۔ پتوار۔ کشتی کا پردہ (۳) پشتہ۔ بند۔ |

پالی کر = معزز سپاہی۔ پہلوان

سبھی پہلواں نامداراں پڑے
جتے پالیکر کامگاراں جھڑے

(جنگ نامہ۔ حنیف شاہ)

پان = پات۔ پتّا۔ برگ۔

سمجھ او جھاڑ گانجے کا مقرر
خدا لعنت کیا ہے اس کے اپر
جو کوئی کھاوے یا پیوے پان اس کا
ہمیشہ اس پو ہے لعنت خدا کا

(فقہ۔ محفوظ خانی)

دھواں پئیں گے تمباکو کا لے کر پان
نہ رہے گا نت انوہ کے دل میں ایمان

(فقہ۔ محفوظ خانی)

ہندی میں پینے کا حاصلِ مصدر پان ہے۔

| الف ۔ پان = پتّا۔

تو جھاڑاں کوں کپڑے دیا سبز پان (قصہ۔ ملکہ)

ب ۔ پان = پتّا۔ تعریف۔ بڑائی۔ خود۔ داد

د ۔ پان = برگِ تنبول۔ ناگر بیل۔ ایک قسم کا پتہ۔ |

پانی نھانا = غُسل کرنا۔ پانی سے نہانا۔ حمام کرنا۔ نہانا۔

مت کر اسراف پانی نھان اے جان
کہ خدا نے کیا ہے یہ فرمان
(فقہ ۔ہندی ۔ فاضل)

یہ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے ۔ جیسے "انو پانی نھاتے ہیں" ۔ غیر ملکیوں کو یہ ترکیب عجیب معلوم ہوتی ہے لیکن اگر دکنیوں کی تاریخ کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوجائے گا کہ یہ لوگ پھُل نیر (گلاب اور کیوڑے ، بید مشک سے بھی نہاتے تھے ۔ ان کے حوض خانے ، عطریات سے لبریز رہتے تھے ۔ تو یہ عطر و گلاب سے نہانے والی قوم جب ان خوشبویات سے نہانے کے علاوہ پانی سے نہاتی ہوگی تو اس غسل کی بھی تخصیص کردیتی ہوگی ۔ اب وہ عطر گلاب ، کیوڑہ تو اڑگئے ، نرا پانی رہ گیا ۔ اللہ اس کو ہی رکھے ۔ تاناشاہ کے عظیم الشان گلاب کیوڑے کے حوض تا ایں دم باقی ہیں جن میں کیوڑے کی بجائے اب کیچڑ نظر آتی ہے ۔

پاوَٹی = ایک قسم کا چراغ ۔ حیدر آباد میں ماہِ شعبان میں روشن کرتے ہیں ۔ یہ مٹی کا نلوا سا ہوتا ہے ۔

ملیدے کے دھگارے پر چراغاں
مشالے پاوَٹیاں پر بھی لگا تیاں
(فقہ ۔ محفوظ خانی)

بھی مشالہ پاوٹیاں کی لانکو
پاوں سے دوزخ میں چل کر جانکو
(شبیہہ النسا)

پاؤں تارا = پیدل۔ پاؤں پاؤں۔

بلار پاؤں تارا ہو آپیں تروت
لے کر آیا اپنے اوسب دیو بھوت　　(بڈن نامہ)

پایل = پاؤں کا ایک زیور۔

؟　　(قصہ۔ سیہ پوش)

باہر والے اب بھی یہ زیور پہنتے ہیں۔ دلی کے گیتوں میں یہ لفظ ابھی تک محفوظ ہے۔ جیسے: "ارے چتر بنجارے رے، اے سگھڑ بنجارے رے کہ میرے شامی دونگی میں گل کا ہار، پیروں کی دونگی پایل باجنی۔ بنجارے رے" دلی میں پایل اس بچے کو کہتے ہیں جو پاؤں کے بل پیدا ہوا ہو۔ جیسے:

"پایل کی ٹھوکر چک کے لیے ایک برا ایک ہے۔"

ا د ۔ پایل = (۱) پازیب۔ ایک گھونگرو دار زیور جو پاؤں میں پہنا جاتا ہے
(۲) پاؤں کے بل پیدا ہونے والا بچہ (۳) تیز رو باتھی۔ ا

پترولی = پتّل۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

ا ج ۔ پترولی = پتّل۔ پتوں کی بنی ہوئی تھالی جس میں کھانا کھاتے ہیں۔ ا

پٹپٹی = ڈبیا روشنی کی۔

پٹی = لوح۔ تختی۔

آ بیگ توں شاگرد ہو استاد سوں منکر نہ ہو
فرضاں جو یک سو تیں یو دل کی پٹی پر نقش دھر
(کرسی نامہ)

[الف ۔ پٹی = تختی۔
(۱) پٹی پر اچھے جیوں الف ثلث کا (قطب مشتری)
(۲) ازل کی پٹی پر عشق کا بیاں (لیلیٰ مجنوں)
(۳) سو دیکھا پٹی رک سرہانے وہیں (سیف الموک بدیع الجمال)
ب ۔ پٹی = لوح۔ تختی۔ دفتر۔]

پٹی پان = پان کا بیڑا۔ گلوری۔

ترت لیو پٹی پان اس وقت جاؤ
پہاڑ پر تروک ہے اسے بھار بھاؤ
(بدن نامہ)

بمبئی والے اب بھی پان کی پٹی ہی کہتے ہیں۔

پہچانت (پچھانت) = آگاہی۔ علم۔

شاعراں پھیلے ہیں ایسے ہر کہیں
وزن کی بھی جن کو پہچانت نہیں
(بہارستانِ عشق)

یہ لفظ حیدر آباد میں اب بھی جان پہچان اور شناسائی کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ جیسے: "میری ان کی پہچانت ہے"

| الف _ پچھانت = پہچان۔ شناخت۔ علامت۔ سوجھ بوجھ۔
(۱) پچھانت ستی خوب پہچان توں (سیف الملوک بدیع الجمال)
(۲) خدا تعالی۔۔۔ گورواں کوں چار پچھانتاں دیا ہے (شمائل الاتقیا)
ب _ پچھانت = پہچان۔ عرفان۔ شناخت و معرفت۔ |

پچھوڑیاں = پچھوڑی کی جمع۔

ایک قسم کا چھ گز کا دوپٹہ جو بہت بھاری تلواں ہوتا ہے اور حیدر آباد دکن میں اب بھی اوڑھا جاتا ہے۔

پچھوڑیاں و پگڑیاں زحد بے حساب
دیے سب کوں سلطانِ عالی جناب
(اضرابِ سلطانی)

| ب _ پچھوڑی = ساڑی کا پلو۔ چادر۔ اوڑھنا۔ |

پچھونڈی بندنا = مشکیں کسنا۔ ٹنڈیاں باندھنا۔

چھری لے کو کاٹیاچ فرصت نہ دی
لٹاں سونچ اس کی پچھونڈی بندی
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| الف _ پچھونڈی بندنا = پچھونڈے بندنا۔ مشکیں کسنا۔
(۱) پچھونڈے بندیا لشکری استوار (مینا ستونتی)
(۲) پچھونڈے سٹیا باندکر ایک ٹھار (طوطی نامہ)
(۳) لٹاں سونچ اس کو پچھونڈے بندی (رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)
ب _ پچھونڈی (پچھاڑی) پچھونڈے = پیچھے پیر رسی سے باندھنا۔ مشکیں۔ پچھونڈے بندنا۔ مشکیں کسنا۔ |

پدک = گلے کا ایک زیور جو مثلِ تعویذ یا نادِ علی کے ہوتا ہے۔

بھی جو تھا گلے میں پدک نور کا
او تابش میں تھا جوں کرن سور کا

(نور نامہ۔ احمد)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔
کنٹھے میں جو جگنی یا لوح پڑی ہوتی ہے اسے بھی پدک کہتے ہیں۔

[الف _ پدک = سونے چاندی کا ٹکڑا جس پر جڑاؤ کام یا نقش کندہ ہوتے ہیں۔ گلے کا زیور۔

(۱) پدک دین مجلس جڑے وہ رتن (ابراہیم نامہ)
(۲) دیا ہت لڑک ہور پدک لعل اسے (مینا ستونتی)
(۳) محبت کے موتیاں کی جالی نچھل
امنگ کے ہیریاں کا پدک بے بدل (یوسف زلیخا)

ب _ پدک = گلے کا زیور۔ ہیکل۔ پٹہ۔ چگنی۔ سونے یا کسی دوسری دھات کا پترا۔ قدم۔ درجہ۔ اعلیٰ ترین۔

د _ پدک = ایک قسم کا زیور جو گلے میں پہنا جاتا ہے۔]

پدیدا = ظاہر

نبی فرمائے سو ہے یو پدیدا
کسی کو ہوئے تو فرزند پیدا

(فقہ۔ محفوظ خانی)

[د _ پدید۔ پدیدار = صاف۔ عام بات۔ واضح۔ آشکارا۔ کھلا۔]

پرا = پری کا مذکر۔ پری زاد۔ گندھرب۔

اسے کر کو تسلیم فرخ پرا
کہا یوں کہ ہوں میں رعیت ترا
(رضوان شاہ و روخ افزا۔ الف)

| ب ۔ پرا = بے غرض۔ احسان کرنے والا۔ پری کا مذکر۔ |

پرتم = دنیا۔ جہاں۔ پرتھی۔ پرتھم۔ زمین۔

پندرواں جو کہتیں ہیں یو فاختہ
مرد کوئی پرتم میں ویسا نہ تھا
(قصہ۔ ملیکا)

| الف ۔ پرتم = دنیا۔ عالم۔
(۱) ہوگی پرتم میں پن پکاری (کلیاتِ بحری)
(۲) پرتم میں بتی لے کر ڈھونڈے تو تیں ملے گا۔ (انوارِ سہیلی)
ب ۔ پرتم = پرتھمیں۔ پرتھوی۔ پرتھی۔ زمین۔ دنیا۔ |

پرجیب (پڑجیب) = کوّا۔ ملاذہ۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔

پرُنی = خالی کارتوس۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"جوانوں سے کہہ دو پرنیاں گودام میں جمع کرا دیں"

| د ۔ پرنی = نلکی۔ |

پروانگی = اجازت۔

اگر تیری پروانگی پاؤں گی
تیرے پاس اس کوں بی لے آؤں گی

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

پروانگی اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے "خاوند! پروانگی مل گئی!"

[الف _ پروانگی = اجازت۔
(ا) اگر تیری پروانگی پاؤں گی (رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)
ب _ پروانگی = اجازت۔ اشتہار۔
د _ پروانگی = اجازت۔ حکم۔ آگیا۔]

پری راج = بادشاہِ پرستان۔ پریوں کا راجہ۔

پریوں کے باسن بھرنا = دکنی عورتوں کی ایک قسم کی نیاز ہے جس کو وہ سر کھول کر کھاتی ہیں۔

؟ (فقہ۔ محفوظ خانی)

پٹرم (پ ڑم) = موٹا جھوٹا کپڑا۔ گاڑھا۔

تجھے پینے کوں پٹرم اور ٹاٹ بس
تجھے گھونگڑی اوڑنیکی ہوس

پسارا = کوڑا۔

طمع چھوٹا تو سب چھوٹا پسارا
تلاشِ زر اپر پاپوش مارا
(قصہ ۔ ملا)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

| ج _ پسارا = بکھیڑا۔ کوڑا کرکٹ۔ کام دھندا۔ |
| پسارا = پھیلا ہوا یا بکھرا ہوا سامان۔ غیر ضروری سامان۔
یہ پسارا یہاں سے اٹھاؤ۔ کیا پسارا رکھ کر بیٹھے ہیں۔ (م۔ت) |

پکارا = شور۔ غل۔

انھوں کوں چھوڑ کر دو نا پکارا بچے رو کر کریں گے لئی ہنکارا
(فقہ ۔ محفوظ خانی)

یہ لفظ حیدر آباد میں اب بھی بولا جاتا ہے۔ جیسے :
"اگے کیا ہے کی پکارا گے"
"اگے کیا ہے گے کی ماں پکارا"

| الف _ پکارا = ہلچل۔ پکار۔ شور۔
(۱) اس دن کے پرت کا ہوا مج تن میں پکارا (کلیاتِ شاہی)
(۲) اس کا پکارا تو بہت بھونڈا تھا۔ (انوارِ سہیلی)
ب _ پکارا = آواز۔ شور و غل۔ فریاد۔ گڑبڑ
د _ پکارا = (۱) شہرت۔ ناموری (۲) شور و غل۔ |

پکارا کرنا = شور کرنا۔ غل مچانا۔

پکارا کیا شور فریاد سوں　　برہ کے نگر شاہ بیدار سوں

(قصہ۔ سیاہ پوش)

| الف _ پکارا کرنا = چیخ پکار کرنا۔

سنی سخن جب اٹھی تڑک کر کہی کروں گی ایتا پکارا (کلیات شاہی) |

پکھوٹا = بازو۔ پر۔

پکھوٹے و گردن دم و پاؤں سر
پکڑ کشمکش کر کے بایک دگر

(اضراب سلطانی)

| الف _ پکھوٹا = بازو۔

پکھوٹے ہیں جو حق کے ملک گیری۔ (شمائل الاتقیا) |

| د _ پکوٹھا = پر۔ پنکھ۔ |

پگا = جوتے کا چرمی تسمہ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

| د _ پگا۔ پگھا = پچھاڑی۔ پیکھڑا۔ پاؤں میں باندھنے کی رسی۔ بیل کے گلے کی رسی۔ |

پگڑیاں پچھاڑنا = پگڑیاں پٹخنا۔ پگڑیاں پھینکنا۔ اظہار تاسف کرنا۔ غم و غصہ کرنا۔

لگے کہنے پگڑیاں کوں اپنے پچھاڑ
خدا کی غضب کا یہ کیسا ہے مار　　(اضراب سلطانی)

پلاّ = تحقیراً بنی آدم۔ انسان۔ آدمی۔ بچّہ۔

کتا تھا ہر یک کوئی رو رو پلا
یہ کیسے ہمارے پو آئی بلا
(اضراب سلطانی)

[د ۔ پلّا = (۱) کتے کا چھوٹا بچہ۔ نطفہ۔ تخم۔ جیسے حرام کا پلّا۔]

پلّہ = ایک وزن ہے جو تین من پختہ یا ایک سو بیس سیر کا ہوتا ہے۔

برابر دو پلے کے دو بیڑیاں
پڑے ان کے پاؤں میں تا ایڑیاں
(قصہ۔ نور جہاں بیگم)

[ج ۔ پلّا = ٹاٹ کا بڑا تھیلا۔ ایک سو بیس سیر کا ایک وزن۔
[د ۔ پلّا = (۱) دامن۔ آنچل۔ کنارہ (۲) حمایت۔ اعانت۔ مدد۔ سہارا۔ کمک۔ (۳) تھیلا۔ (۴) پلو۔ پلڑا۔ ترازو۔ (۵) پٹ۔ کواڑ (۶) لپ۔ کولی۔ (۷) فرق۔ فاصلہ۔ تفاوت۔]

پن = لیکن۔

توں یک ذات تھا ہور ہزاراں قریش
ہوا ان پہ پن یک توں کئی لاک جیش (علی نامہ۔ الف)

یہ لفظ بمبئی والے اب بھی بولتے ہیں۔ جیسے:

"پن اب تو خلاص ہو گیا آپ کو معلوم"

[ب ۔ پن = (۱) حرفِ استثنا۔ پر۔ مگر۔ لیکن۔ بلکہ۔ شاید۔

(۲)　اقرار۔ عہد۔ قول۔ شرط۔ لگان۔

ج　_　پن　=　لیکن۔ مگر۔ شاید۔]

{　دکنی روز مرہ میں "پن" کے علاوہ زیادہ تر "پن کی" بولا جاتا ہے۔

جیسے: لڑکا تو اچھا ہے پن کی اس کا خاندان اچھا نہیں ہے۔　(م۔ت)　}

پندا　=　ایک قسم کا نشہ ہے۔

تمباکو کھاؤ مت پیو نکو تم
نہ پندا اور بوزے کو چھیو تم

(فقہ۔ محفوظ خانی)

[ب　_　پندا　=　چھوٹا اور کچا پھل۔
ج　_　پندا　=　چھوٹا اور کچا پھل۔]

پنڈاری　=　ایک لٹیری قوم۔

دیا کوئی تقاضائے حاجت بدل
نکل بھار آوے پنڈاری سگل

(اضرابِ سلطانی)

[د　_　پنڈارا　=　لٹیرا۔ ڈاکو۔]

پِنڈریاں　=　پنڈلیاں۔ ساق۔

پچھیں اس کے دو بوند پنڈریاں سوں بھار
پڑی سو ہوئی چیز دو آشکار

(نورنامہ۔ احمد)

پو = پر۔ پہ۔

دکنی اردو میں یہ تینوں حرفِ جار استعمال ہوتے ہیں۔

یو معصوم دونو پو ہوئے گا غم
گرے گا مرے سر پو کیسا ستم

(وفات نامہ حضرت فاطمہ)

| الف ۔ پو = پر۔ |

دوڑیا ہے عشق پولھوا کھینچ باندکر۔ (سب رس)

ب ۔ پو = پہ۔ پر۔ اوپر |

پوٹاّ = لڑکا۔ چھوکرا۔ لونڈا۔ لمڈا۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"ان کے سارے پوٹے خراب نکلے"

پوٹلی باز = اچکا۔ اٹھائی گیرا۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔

پوٹّی = لڑکی۔ لونڈیا۔ لمڈیا۔ چھوکری۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"اگے یہ کس کی پوٹی ہے کی ماں"

پوٹی = اڑواڑ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

" چھت گر رہی ہے اس کو پوٹی دلوادو "

پور = پورا۔ کامل۔

تیرا دھیان دائم دھرے دل میں پور
جتا جن و انسان و حش و طیور

(علی نامہ۔ الف)

دلی میں یہ لفظ اب بھی بولا جاتا ہے لیکن بھر" کا تابع ہو کر۔ جیسے:

" میری ہاں سے خوب بھر پور لیا ہے۔"

[الف _ پور = پر۔ بھرا ہوا۔

تھا پور جو اک بڑا پٹارا۔ (من لگن)

ب _ پور = بھرپور۔ بھرا ہوا۔ پُر۔

(۲) مشہور۔ (۳) بستی۔ شہر

(۴) طغیانی۔ سیلاب۔ بہتی۔ پُر۔ پانی کی روانی۔ باڑھ]

پور کرنا = زیادہ کرنا۔ بڑھانا۔

میرے شعر سوں زندہ کر ہر شعور
سمجھ مجھ بچن تے توں کر جگ میں پور

(علی نامہ۔ الف)

پوَلوُ = بے وقوف۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

" ہر ایک صحبت میں ایک پولو ہوتا ہے "

پوَن = ہوا۔ باد۔

توں قدرت سوں پیدا کیا سب جہاں
پون ہور پانی زمین آسماں

پون سوں ہر یک کوں دیا تازگی
نپٹ نازکی ہور سر افرازگی

(نور نامہ۔ احمد)

یہ لفظ اب بھی گیتوں، پہیلیوں میں بولا جاتا ہے۔ اکثر دلی میں اس کا تلفظ پُون کرتے ہیں۔ جیسے:

"پون کے پوت پتال کے راجہ" عیار و تیز کے لیے بولتے ہیں۔

ا ب ۔ پوَن = ہوا۔

د ۔ پون = (۱) ہوا۔ باد۔ (۲) روح۔ سانس۔ ا

پونجا = پوجا۔ پرستش۔

وہاں رہ کے دس رات و دس دن تلک
کیے پونجا کشنا کا سب مل کے تب

(اضرابِ سلطانی)

پھانٹا = شاخ۔ ڈالی۔ ٹہنی۔ چاک۔ پھٹا ہوا۔

سجن بن مجھے پھول کانٹے دسے
سو کانٹے کوں کئی لاکھ پھانٹے دسے

UQAABI
03055198538

[الف _ پھانٹا = شاخ

(۱) کہ پنچیاں ہے کانٹیاں سوں پھانٹا مرا (سیف الملوک بدیع الجمال)

ب _ شاخ = شاخ۔ پھانٹے۔ (جمع)

د _ پھانٹا = شاخ۔]

پھانکنا = پھٹنا۔ الگ ہونا۔ جدا ہونا۔

نہ بارش ہوا کم نہ پھانکیا ابھال
خلاصیاں کہے اب خلاصی محال

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

یو ملنے ستی پھانکنا تھا بھلا
کہ اب مج پوجیوں کی جدائی بلا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ پھانکنا = ٹکڑے ہونا۔ جدا ہونا۔ دور ہونا۔ الگ ہونا۔

(۱) پانی گیا یوں سب پھانک (نوسرہار)

(۲) اجالا دین پایا بھی تو پھانکے کفر اندھارے میں

(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)

(۳) یہ کس گھڑی باری لگی کہ پھانکتا نئیں ہے گھڑی

(دیوانِ عبداللہ قطب شاہ)

ب _ پھانکنا = جانا۔ ٹکڑے ہونا۔ دور ہونا۔ علاحدہ ہونا۔]

پھُدّی = تیتری۔

بمبئی والے اس لفظ کو آج کل بولتے ہیں۔ پورب میں تتلی کہتے ہیں۔

حیدر آباد میں پاترنی کہتے ہیں۔ پنجاب میں پُھدّی گالی ہے جو عورت کی ڈھکی چیز کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

پھرا کر کہنا = پلٹ کر جواب دینا۔ پلٹا کر کہنا۔

سو یو بات سن کر او نورِ نبی
کہا یوں پھرا کر او باریکوں بھی

(نورنامہ۔ عنایت شاہ)

[الف _ پھرا کر کہنا = پھرا کر بولنا۔ جواب دینا۔
(۱) کہے بات او سب پھرا سر بسر (من لگن)
(۲) لگڑی پھرا کر بولی (انوارِ سہیلی)
ب _ پھرا کر = لوٹا کر۔ جواب میں۔]

پھڑانا = پھڑوانا۔

سونے کاغذ پڑا کر شاہ سے د رحال پھڑا کر شاہ
لکھے زابن چڑا کر شاہ بھیجے فرمانِ سلطانی

(بڈن نامہ)

[ب _ پھڑنا = پڑھنا۔]

پھڑرا = پڑلا۔ میزان۔

رکھے ایمان سب کے یک طرف لا
رکھے صدیق کا پھڑرے میں دوجا

(قصہ ابو شحمہ۔ الف)

[الف _ پڑڑا = پلڑا۔
(۱) ترازو کے دو پڑڑے ہیں۔ (شمائل الاتقیا)
ب _ پڑڑا = پلڑا۔]

پھڑکا = ذرا سا کپڑا۔ دھجی۔

جدید دکنی

"ایسا غریب تھا کہ انگ پہ پھڑکا سری کا نہ تھا"

[ب _ پھڑکا = کپڑے کا ٹکڑا۔]

پھڑکل = کیواڑ۔ پٹ۔

لگے ہیں سو پھڑکل ہر ایک دار کوں
قفل سب انن کوں لگے نار سوں

(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

یہ لفظ اب بھی دکنی دیہاتوں میں بولا جاتا ہے۔

[الف _ بھڑکل = بڑا دروازہ یا پھاٹک۔
(۱) بندا سوا وہمت کا بھڑکل اٹل (یوسف زلیخا)
(۲) لیے بات میں پاٹ بھڑکل کا توڑ (کلیاتِ شاہی)
(۳) پھرا گر زمار یا سو بھڑکل اُپر (جنگ نامہ حنیف شاہ۔ سیوک)
ب _ بھڑکل = قلعے کا بڑا دروازہ۔ جس پر لوہے کی برچھیاں لگی ہوتی تھیں تاکہ ان سے ٹکرائیں تو زخمی ہو جائیں۔
پھاٹک۔ دروازہ۔ کلاں۔ جلن۔]

پھڑکی =

ہری نیت لڑکی نے پھڑکی کوں کھو
بجا بکر سب مال سوں بات دھو
(اضرابِ سلطانی)

پھوٹ پھاٹ جانا = منتشر ہو جانا۔ پراگندہ ہو جانا۔

فوج اس کی سب گئی ہے پھوٹ پھاٹ
چو طرف ہونے لگی ہے لوٹ لاٹ
(بہارستانِ عشق)

پھوٹنا (پھٹنا) = زوال آنا۔

او پچتے (پوچھتے) اراجیف ہر بار کچ
اتا ملک پھٹنے نہیں بار کچ
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جا رہا ہے۔ جیسے:

"سرکار دودھ پھوٹ گیا"

دلی میں یہ لفظ ٹوٹنے کا مرادف ہے۔ لیکن استعمال محدود ہے۔ جیسے:
"پھوٹی تقدیر جو تم سے سنجوگ ہوا"، "یہ جھجری تو پھوٹی ہے"،
"پھوٹی آنکھ کا دیدہ" وغیرہ۔ لیکن باہر کے لے اس کا استعمال مطلق شکست میں کرتے ہیں۔ جیسے: "جھجری پھوٹ گئی۔ پیالی پھوٹ گئی۔ دلی

میں آنکھ پھوٹ گئی کہیں گے۔ لیکن پیالی اور جھجری کے ساتھ ٹوٹ گئی بولا جائے گا۔

[الف _ پھٹنا = پھوٹ۔ انتشار۔ تفرقہ۔

(۱) اتھیاں مل سو اک ٹھار پھٹنا پڑیا (گلشنِ عشق)

ج _ پھوٹنا = ٹوٹنا۔

د _ پھوٹنا = (۱) ٹوٹنا۔ تڑخنا۔ (۲) شگفتہ ہونا۔ کھلنا۔ (۳) پھنسیاں نکلنا۔ (۴) ظاہر ہونا۔ (۵) پتے نکلنا (۶) پھٹنا (۷) خبر پھیلنا۔]

پھیپسا = پھیپڑا۔

کلیجہ پھیپسا دل ہے تلی و گردہ
اچھے مکروہ و لے سنت ہے زیادہ
(فقہ، محفوظ خانی)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[الف _ پھیپسا = پھیپڑا۔

بارے کا گھر پھیپسا اس کا دروازہ ناک (گفتارِ امین)

ب _ پھیپسا = پھیپھڑا۔]

پیا = پتیم۔ پی۔ پیارے۔ معشوق۔ شوہر۔

یہ لفظ اب تک دلی میں گیتوں میں گایا جاتا ہے۔ جیسے:

"پیا کے لمبے لمبے کیس
چھائے رہے بابل کے دیس"

ا ب ۔ پی ۔ پیا = عاشق ۔ معشوق ۔
د ۔ پیا = (۱) محبوب ۔ عاشق (۲) شوہر ۔ ا

پیٹ کڑا = کھاؤ ۔ پیٹل ۔ اکال ۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے ۔ جیسے :
" اجاڑ صورت منھی پڑو کیا پیٹ کڑا ہے "
ا ج ۔ پیٹ کڑا = پیٹ کڑی ۔ اکال ۔ بسیار خور ۔ بہت کھانے والا ۔ ا

پیراں سوں مالیدے چوری =

ہے مشہور نقل یو تو نگری نگر
پیراں سوں مالیدے چوری لگر
(بڈن نامہ)

" پیروں سے ملیدے کی چوری " دلی میں اب تک کہاوت ہے ۔

پیرزالا = بڑھیا ۔ بڑی بی ۔

یہاں ضرورت قافیہ سے "ن" حذف ہوگیا ہے جو جمع کی علامت "ان" میں سے ایک حرف ہے ۔ اس لیے یہاں اس کے معنی جمع کے ہوں گے ۔ پیرزال کی جمع ۔

مرد ، زن ، طفلگاں ہور پیر زالا
ہوا تھا خلق سارا زیر و بالا (قصہ ، ابو شحمہ)

ا د ۔ پیرزال = بوڑھی عورت ۔ بڑھیا ۔ ا

پیڑا = مصیبت۔ جھگڑا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"یہ پیڑا کون مول لے"

[ب ۔ پیڑا = نقصان۔ مصیبت۔ تکلیف۔

د ۔ پیڑا = دکھ۔ درد۔ تکلیف۔ دردِزہ۔]

{ پیڑا پالنا دکنی محاورہ ہے بہ معنی مصیبت مولنا۔ (م۔ت) }

پیغال =

گائیں، بکری، اونٹ کانچ نہ جاوے نال

زکات ان کی عفو ہے اور حمیر پیغال

(فقہ ہندی۔ عبدوامین)

[ب ۔ پیغال = بیٹ (پرندے کی)]

پیک = فصل۔ رت۔ پیداوار۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"دھان کی پیک تیار ہے"

[الف ۔ پیک = فصل۔ پیداوار۔

(۱) تیا پیک ہوا تھا وہاں کشت کوں (قطب مشتری)

ب ۔ پیک = قاصد۔ فصل۔ غلہ۔ اناج۔ زراعت۔ کاشت۔

د ۔ پیک = (۱) پان کا رنگین تھوک (۲) کھیت کی تیار فصل۔

(۳) بوتلوں میں رقیق شے بھرنے کا آلہ۔]

پیَلا = پہلا۔ اول۔

احکام ہور ارکان کے سن جانِ من تیرا فرض
پیلا فرض تن پاک رکھ دوسرے کو کپڑے پاک دھر
(کرسی نامہ)

| الف ۔ پیَلا = پہلا۔

(۱) پیلا تن واجب الوجود۔ (معراج العاشقین)

ب ۔ پیلا = پلا۔ پہلا۔ |

○●○

ت

تاب = طاقت۔ قوت۔ قدرت۔

کہی بخشی بیگم کہاں مجھ میں تاب
ہزاراں سوں کرنے سوال و جواب

(اضرابِ سلطانی)

دلّی میں تاب کے معنے تو یہی ہیں لیکن جاءِ استعمال میں خفیف سا تغیر ہو گیا ہے۔

ا ب ۔ تاب = بل۔ لہو۔ پیچ۔ طاقت۔ ظہور۔ بخار۔

د ۔ تاب = (۱) روشنی۔ نور۔ چمک۔ (۲) گرمی حرارت۔ (۳) پیچ و خم۔ بل۔ پیچیدگی۔ (۴) طاقت۔ قدرت۔ مجال۔ (۵) برداشت۔ صبر۔ تحمل (۶) رنج و محنت (۷) آب۔ جلد۔ ا

تابوت = تعزیہ۔ ابرک پنّی اور کھپچیوں کی آرائش جو مختلف وضع کی ہوتی ہے اور حضرت امام حسینؓ کے روضے سے منسوب کر کے محرم میں نکالی جاتی ہے۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ ہندستان میں حضرت امام

حسینؓ یا کسی اور شہید کربلا کی جنازے کی شبیہہ نکالنے کو تابوت کہتے ہیں

تابوت = (۱) وہ صندوق جس میں مردے کی نعش رکھتے ہیں۔
(۲) لاش۔ جنازہ۔ ایک قسم کا تعزیہ۔

تار تار کرنا = ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ قیمہ قیمہ کرنا۔ پرخچے اڑانا۔

کرے گا جو لورک منجے تار تار
تو قرباں کروں جیو میں بار بار
(مینا ستونتی و لورک)

دلی میں "تار تار کرنا" صرف کپڑے یا مسالے کے لیے بولا جاتا ہے۔

تانبان = ایک قسم کا پاجامہ۔ بر کا پاجامہ

یہ کہہ کر شتابی سوں دونو نے جا
اٹھاتا نباں ان کی دیکھی نجھا
(اضراب سلطانی)

حیدرآباد میں آج کل تمبان کہتے ہیں۔ اب تو صرف پرانے قدیم گھرانوں میں دولہے کو پہناتے ہیں۔ زربفت یا کمخاب کا ہوتا ہے۔ ڈھیلی ڈھیلی موریاں۔ جیسے بر کا پاجامہ۔ عرض کی موری رکھتے ہیں۔

تاہے = علامت زمانہ۔ حال۔ دکنی شعرا نے فعلِ حال میں "تاہے" کو استعمال کیا ہے۔ میر وغیرہ شعرا مضارع کے

بعد "ہے" لگا کر حال کے مفہوم کو ادا کرتے تھے۔

حضرت محمد حسین آزاد نے آبِ حیات میں موجودہ اردو میں فعل حال میں "تا ہے" کے استعمال کی ایجاد اہلِ لکھنو سے منسوب کی ہے۔ لیکن قدیم دکنی اردو میں اکثر جگہ "تا ہے" علامتِ زمانہ ، حال استعمال ہوئی ہے۔ جیسے

"یو دیدار ہوتا ہے آخر اتال"

تب لگ = تب تک۔ اس وقت تک۔

گنہ سوں او ہوا نئیں دور جب لگ
روا نئیں ہے پلانا نیر تب لگ　(قصہ ۔ابو شحمہ۔ الف)

تپارا = ضمانت۔ سند۔ ضامن۔ اعتبار۔

"کھیا کیا تپارا ہے اس بات کا
کہی دوئی نمک آج کی رات

"دلاں اس تپارے سوں آرام پائے"

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

سنپڑ رہی ہوں اب کوئی چارا نہیں
مجے زندگی کا تپارا نہیں

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

تپس = تپسیا۔ عبادت۔ ریاضت۔

ا الف　تپش = تپیا۔

کیا تھا تپش سب سوں پر دال اسے　(رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)

ب　تپی = ریاضت کرنے والا۔ مرتاض۔ زاہد۔ عابد۔

د　تپیا۔ تپشیا = مشقت کی عبادت۔ سخت ریاضت۔ ا

تپل اٹھانا = مصیبت اٹھانا۔

یہ لفظ حیدر آباد میں آج کل بولا جاتا ہے۔ جیسے

"یہ تپل کون اٹھائے"

ا ج　تپل = مونث۔ آفت۔ مصیبت۔ ا

تتبیر = تدبیر۔

صبر کر کو او شاہ تتبیر کیا

او علف ہمہ جنس بھجوا دیا

(بدن نامہ)

تتنا = جلنا۔ سلگنا۔ (گرم ہونا)

"تتے بے دماغی سوں جوں آگ تے"

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

تجارا = تاجر۔ سوداگر۔

تجارا گیا ایک دن ہور رات

دیا بیٹی کوں اپنی عورت کے ہات

(مینا ستونتی ولورک)

یہ منقلب کی مثال ہے جیسے چشم۔ چمش۔ بلوہ۔ ولبہ۔

فصیل سے صفیل۔ قفلی سے قلفی وغیرہ

تجارا اول سوں اتھا با نجھ سار

ہوا ایک فرزند اسے خوش دیدار

[الف _ تجارا = تاجر۔

(۱) اتھا اک تجارا سی شہر میں (لیلیٰ مجنوں۔ عاجز)

(۲) لجا یک تجارے کے تئیں بیچ کر (مینا ستونتی)

ب _ تجارا تاجر۔]

تجلا = نور۔ آب تاب۔ چمک دمک جھمکڑا۔

دسیا نور نرمل چندر سور کا

نہ ایسا تجلا کسی حور کا

(بڈن نامہ)

[د _ تجلا = چمک۔ روشنی۔ جلوہ۔]

تدم ہونا = سانس پھولنا۔ سانس بے قابو ہونا۔

ہلکتا ہے سینے میں دم دم بدم

ذرا بات کرتی تو ہوتی تدم

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

تدھان = تب۔

کہا شاہ کوں تھا برس بادیسواں
سو فرقان نازل ہوا ہے تدھاں
(قصہ ۔ ملیکا)

نظر نے رخصت لیا شاہ سوں جداں
شاہزادے دل کنے آیا تدھاں
(قصہ ۔ دل و حسن)

| ب = تب۔ جب۔ اس وقت۔ وہاں۔ اسی وقت۔ |

تُرتا تُرت کے پھٹانے = یہ ایک قسم کی دکنی مستورات کی نیاز ہے۔ ہندستان میں بیوی ترت پھرت کی پڑیا کی نیاز ہوتی ہے۔ یہ مراد جلد حاصل ہونے کے موقع پر مانی جاتی ہے۔
(فقہ ۔ محفوظ خانی)

ترتا ترت کی کنکڑیاں = دکنی عورتوں کی ایک قسم کی نیاز ہے۔
(فقہ ۔ محفوظ خانی)

| د ۔ ترتا ترت = بہت جلد۔ فی الفور۔ |

ترلوک = تین جہاں۔ زمین، آسمان، پاتال۔

دسیا اس تلے یک سنیاسی گنبھیر

کہ ترلوک تپساں میں تھا بے نظیر

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

ا ب ۔ ترلوک = تین لوک۔ تین عالم۔ سورگ۔ پاتال۔ دنیا۔
عالمِ ارواح۔ عالمِ مثال۔ عالمِ اجسام۔

د ۔ ترلوک = (۱) تین عالم۔ آسمان۔ زمین اور پاتال۔
(۲) کائنات۔ ا

تروت = ترت۔ جلد۔ شتاب۔ فوراً۔

بندا یا او کافر نے کر قصد بھوت
سٹیا پاؤں اندر مواوئیں تروت

(قصہ۔ ملیکا)

ترا کام یونا کروں تو چونڈا
سٹوں گی تروت اپنے سر سے مونڈا

"ترت" اب بھی دلّی میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"اے حضرت! ترت کے توڑے انجیر ہیں پیاروں کے منھ لاخ (لائق) ہیں۔"

ا ب ۔ ترت = جلد۔ ابھی۔ جلدی سے۔ جھٹ پٹ۔ ا

تروک = ترک۔ مسلمان۔

سگل شہر میں سب دھڈورا بجائے
تروک ذات جو ہوئے سو در حال آئے (بڈن نامہ)

| ب _ ترک = مسلمان۔

د _ ترک = (۱) یافث بن نوح کے ایک بیٹے کا نام جس سے کہتے ہیں کہ ترکوں کا سلسلہ چلتا ہے۔ (۲) تاتار یا ترکستان کا باشندہ۔ (۳) معشوق (۴) سپاہی بہادر۔ مسلمان۔ |

تزک = توزک۔ شان۔

بہوت دبدبا خسروی داب سوں
تزک بادشاہی کے آداب سوں

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

یہ لفظ ترکی ہے دلّی میں اب تک بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"موسیٰ خاں والوں میں اب تک وہی تزک اور شان باقی ہے"

| د _ تزک = (۱) انتظام۔ ترتیب۔ (۲) قاعدہ۔ قانون۔ (۳) ضابطہ۔ لشکر۔ ضابطہ۔ مجلس (۴) شان و شوکت۔ (۵) روزنامچہ۔ شاہی۔ |

تِسرا = تیسرا۔ سویم۔

ہے فرض ترا پاک دیک جاگا اوپر کرنا نماز
بھی فرض چوتھا بوجنا وقتاں مصلے سر بسر

(کرسی نامہ)

| الف _ تِسرا = تیسرا۔

(۱) تسرا شہہ غافل کوں دیو (معراج العاشقین)
(۲) تسرا دروازہ صبر (خوش نامہ)

ب _ تسرا = تیسرا۔ |

تسمیہ خوانی = بسم اللہ۔ مسلم بچہ جب سوا چار سال کا ہو جاتا ہے تو تعلیم شروع کرنے کے وقت ایک رسم ادا کی جاتی ہے۔

ہوئی تسمیہ خوانی اس طور سے
کہ شہزادیوں کی ہو جس طور سے

(قصہ۔ نور جہاں بیگم)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[د _ تسمیہ خوانی = بچے کو بسم اللہ کرانے کی تقریب۔]

تشریف = خلعت۔

اسے خوب گانواں مخاصے دیے
صندوقاں سوں تشریف خاصے دیے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ تشریف دینا = خلعت یا تحفہ عطا کرنا۔

(۱) فاطمہ بی بی دیے تشریف مج جم جم شہانی (کلیاتِ قلی قطب شاہ)
(۲) دیے تشریفاں سب عرب تا عجم (لیلیٰ مجنوں۔ عاجز)
(۳) دیا جس کوں تشریف لولاک کا (؟)

ب _ تشریف دینا = اعزاز دینا۔ تحائف دینا۔

د _ تشریف = (۱) عزت کرنا۔ بزرگ بنانا۔ (۲) بزرگی۔ شرف۔ عزت۔ (۳) خلعت۔]

تشریق =

کہے تو آٹھ وقت تکبیر تشریق
سمجھ اس آٹ وقت کی یو ہے تفریق
(فقہ۔ محفوظ خانی)

پانچ روزہ ہر سال میں منع ہوس پدید
تین روزہ تشریق کے پھر روزہ دونوں عید
(فقہ۔ ہندی۔ عبد دامین)

ا د ۔ تشریق = (۱) عیدِ قرباں کے تین دن۔ (ایام کے ساتھ)
(۲) مشرق کی طرف جانا۔ مشرق کی طرف منھ کرنا۔ عید کی نماز پڑھنا۔ ا

تعزیہ کرنا = ماتم کرنا۔ سینہ کوبی کرنا۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔

تقصیر = سرکار۔ عالی جناب۔

یہ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے اور کلمہ ادب ہے تخاطب کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: "تقصیر میرے کو خبر نہیں" اس کا تلفظ "تخصیر" کیا جاتا ہے۔ دلّی میں خطا۔ گناہ۔ قصور کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ جیسے: "میری کیا تقصیر تمھیں بتاؤ"

ا الف ۔ تقصیر = کمی۔ تساہل۔

(۱) تو لگ نہ کر توں تقصیر (نوسرہار)
(۲) نکو کر توں تقصیر کچھ دان کوں (قطب مشتری)

د ۔ تقصیر = (۱) کوتاہی۔ کمی۔ (۲) خطا۔ قصور۔ (۳) سہو۔ بھول چوک۔ ا

تکا = ؛ گھڑی ہوئی بات (م۔ت) ؛

اور شرطان کس ستی باندھو نکو
جھوٹ تکے دل ستی جوڑو نکو

(تنبیہہ النسا)

| د _ تکا چلانا = (۱) اٹکل پچو تیر چلانا۔ (۲) کوئی فضول کام کرنا۔ |

تکپکا (تکپگا) = بے قرار۔ بے چین۔

جلے انگ میرا سکل دھک دھکا
بلکتا ہوں اس دک ستی تکپکا

(ابلیس نامہ)

| الف _ تکپگی = بے قراری۔
القصہ حسن کوں لگی تکپگی۔ (سب رس)
ب _ تکپک = پریشانی۔ بے چینی۔
د _ تکپکی = (۱) جلدی۔ (۲) بے تابی۔ بے چینی۔ |

تکٹ = ورق۔

او ساری سو پاریاں تکٹ میں مڑا
لپیٹ کر تکٹ میں دیے قول پیڑا

(بڈن نامہ)

| ب _ تکٹ = ایک قسم کا کپڑا۔ |

تگٹ = ایک قسم کا زرین کپڑا۔ بادلا۔ زرتار۔

ہوا کی تھی سالو کی کسوت یقیں
تگٹ اوڑ بیٹھی تھی ساری زمیں

(علی نامہ۔ الف)

[الف _ تگٹ = زو پہلے چھاپے کا کپڑا۔

(۱) گوری تگٹ کی کسوت بھرتن کئی ہے آلا

(دیوان عبداللہ قطب شاہ)

(۲) سورج نے پا انداز کوں لیا بستہ شہ کے پگ تلیں
دھرتی پو دکھلاتا چلیا بھر چال تگٹی بستری

(علی نامہ۔ ب)

ب _ تگٹ = ایک قسم کا کپڑا۔]

تلبیہ = "اللہ ھوا کبر" کا ورد کرنا۔

بلند تکبیر کہنا ہے سمجھ تو
اچھے تلبیہ نیت حج کی تجھ کو

(فقہ، محفوظ خانی)

[ج _ تلبیہ = حج میں لبیک کہنا۔
د _ تلبیہ = حج میں لبیک کہنا۔]

تلن = پکوان۔ کڑھائی۔

کئی طرح کے تھے تلن اور کباب

مربے کئی چیز کے بے حساب

(قصہ ۔ نور جہاں بیگم)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے ۔ تلنا کا حاصلِ مصدر ہے ۔

تمان = تنبان ۔ بر کا پائجامہ ۔

دوشالہ کمر سے بندھا شان کا
وہ مشروع کا تمان دو تھان کا

(قصہ ۔ نور جہاں بیگم)

حیدر آباد میں اب تک دولھے کو تمان پہناتے ہیں ۔
دلّی کے مغل بادشاہ بھی تنبان پہنا کرتے تھے ۔

تمایز = { تمایز = تمیز ۔ باہمی فرق کا احساس ۔ (م ۔ ت) }

اچھے تکبیر اور تلبیہ جائز
زیادا اور بلند کی ہے تمایز

(فقہ ۔ محفوظ خانی)

تمبڑا = توبڑا ۔ تومڑا ۔

بڈن بیادے نیر تمبڑا سو بھر
چلیا لے سنیاسی خوشی ہوئے کر (بڈن نامہ)

[د ۔ تومڑا = (۱) خول (۲) فقیروں کا برتن جو کدو کو سکھا کر اور اندر سے خالی کر کے بناتے ہیں ۔]

تُمنا = تم کو۔ تمھیں۔

نکرتا گرچہ ہیں تُمنا پیمبر
تو نکرتا ہیں عمر کوں سب پو سرور
(قصہ ابو شحمہ)

ا الف ۔ تُمنا = تم کو۔ تمھیں۔
(۱) انبیا ہور اولیا ہیں حق کیا تُمنا بڑا (محبوب القلوب)
ب ۔ تمنا = تم۔ تم کو۔ تمھیں۔
ج ۔ تمن = تم۔ تمنا۔ تم کو۔ ا

تنّبی = کھڑکی۔ روشن دان۔ غرفہ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"تنّبی بند کرو"۔ "تنّبی میں سے مت جھانکو"

ا ب ۔ تنبی = کھڑکی۔ دریچہ۔
ج ۔ تنبی = کھڑکی۔ ا

تواہی = تباہی۔ مصیبت۔

ہمارے پو کیسی تواہی ہے آج
ہوئے سب طرح سوں ہمیں لاعلاج (اضرابِ سلطانی)

یہ لفظ اب بھی دلّی کے روزمرہ بول چال میں بے تکلفی سے بولا جاتا ہے۔ جیسے: "بیگم! انگریزوں نے کیا مسلمانوں پر چاروں طرف کی تواہی توڑ رکھی ہے۔"

توپاّ = ڈھیر۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

تولجہ = تولہ۔ ایک قسم کا وزن۔

ساڈھے سات تولجہ ہے سونا پہنچے سو
دو ماشہ اور دو رتی زکات لازم ہو

(فقہ ہندی۔ عبد وامین)

تھج رہنا = حیرت زدہ ہونا۔ پریشان ہونا۔

رہی ہو دنگ نہ کس کوں کہی او
ہکا پکھا ہو کو پوری تھج رہی او

(قصہ ابو شحمہ۔ الف)

[د _ تھج = بدحواس۔]

تھل = مقام۔ جگہ۔

یہ کہہ کر دو تھل چھوڑ مشرک تمام
کیے آگے دو کو پوجا کر مقام

(اضرابِ سلطانی)

یہ لفظ اب بھی دلّی میں بولا جاتا ہے۔ جیسے: "تم نے تو تھل بیڑے ہی سے کھویا"

ا الف _ تھل = مقام۔

جلال جمال اس کے تھل
پاک منزہ بے مثل

(رسالہ، قربیہ)

ب _ تھل = تلے۔زیر۔ زیرِ نگیں۔ ا

تھوتڑا کرنا = تھڑم تھڑی کرنا۔ فضیحت کرنا۔ برا بھلا کہنا۔

سن کے یہ کر تھوتڑا اس کو تمام
بولے اے احمق نہ کر پھر ایسا کام

(بہارستانِ عشق)

ا الف _ تھوتڑلا کرنا = تھو تھو کرنا۔ برا بھلا کہنا۔

ہور لوگاں تھو تھڑلا کرے سری کا نا کرے۔ (انوارِ سہیلی) ا

تھوہر (توّر) = ارہر کی دال۔

یہ لفظ حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"میرے کو تھوہر کی دال ہونا"

دلّی میں تھوہر ایک جنگلی درخت کا نام ہے جسے عربی میں زقوم کہتے ہیں۔

ا د _ تھوہر = ایک خاردار زہریلا پودا جس کے پتے سبز اور پھول رنگ برنگے ہوتے ہیں۔ زقوم۔ ا

تیترنی = تیتری۔ ایک قسم کا خوب صورت پردار کیڑا۔

یہ لفظ حیدر آباد میں آج کل بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"کیا خوش رنگ تیترنی ہے"

شمالی ہند میں باہر والے اس کو تتلی کہتے ہیں۔ لیکن شہر والے یعنی اہلِ دہلی تیتری کہتے ہیں۔

[د _ تیتری = (۱) تیتر کی تانیث۔ (۱) ایک خوب صورت پروں والا کیڑا۔ بھنبیری۔ تتلی۔ (۳) خوش پوشاک و شوقین عورت۔]

تے = سے۔ از۔ حرف جار ہے۔

نہ خالی ترے کوئی حکمت تے کام
غضب میں بی تجھ مہربانی تمام (علی نامہ۔ الف)

[الف _ تے = سے۔

(۱) مرید اسلام تے جاتا ہے۔ (مخزنِ عشق)
(۲) محی الدین توں دین بج تے جیا (پرت نامہ)
(۳) اپے اپس تے اپس کو چھپاوے۔ (سب رس)

ب _ تے = سے۔ پر۔]

تیریاں = جمع تیری کی۔ ضمیر اضافی مخاطب۔

تیریاں حکمتاں دیکھنا ہے بچار
پھریں مرکباں پن اسے ناسوار (علی نامہ۔ الف)

تیزی = تازی۔ اسپ۔ گھوڑا۔ عربی گھوڑا۔

بھی منگا تیزی اتم اس ذات کا
او چلنہارا اتھا دن رات کا
نام اس کا بولتے تھے اختیار
نظر کوں بخشش ہوا اس پر سوار
(قصۂ دل و حسن)

تب کہا دل نے مرا تیزی منگاؤ
جوش اس کا ناؤں ہے بیگی سوں لاؤ
بیگ تیزی کوں لے آئے ہیں سنوار
شاہزادہ دل ہوا اس پر سوار
(قصۂ دل و حسن)

جو تیزی کو بھی واں تے ایڑی دیا
چڑیک پل میں وئیں ساتواں گڑلیا
(علی نامہ۔ الف)

[الف _ تیزی = تازی۔ عربی گھوڑا۔
(۱) تیزی۔ ترکی۔ ہر جنسی (نوسرہار)
(۲) لے کر آئے سنگار تیزی براق (قطب مشتری)
(۳) ٹٹو کو ٹومنی تیزی کوں اشارت۔ (سب رس)
ب ۔ _ تیزی = تازی۔ عربی گھوڑا۔]

○●○

ٹ

ٹاک = جھرنا۔ چشمہ۔

جو پانی ٹاک سو ٹپکے تو آپی
وضو کرنا روا بھی اس سورا کی

(فقہ، محفوظ خانی)

ٹپہ = ڈاک۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"ٹپہ آیا"

[ج ۔ ٹپا = ڈاک۔ پوسٹ۔
ٹپا خانہ = ڈاک خانہ۔ پوسٹ آفس۔
د ۔ ٹپا = دکنی بول چال میں ڈاک خانہ۔]

ٹڑی = عورت۔ مادہ۔

جدید دکنی کا بازاری محاورہ ہے۔

"ارے خاں کیا بانکی ٹڑی ہے"

ٹغول = دل لگی۔ مذاق۔ مسخرہ پن۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

ٹغول باز = مسخرہ۔ مذاقیہ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

ٹنٹا ٹوٹنا = جھگڑا نبڑنا۔ قصہ تمام ہونا۔ قضیہ چکنا۔

"بڈی کھئی کہ اب مج سوں ٹنٹا ٹوٹیا"

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

ا ب ـ ٹنٹا = جھگڑا۔

د ـ ٹنٹا = جھگڑا۔ فساد۔ لڑائی۔ ردو کد۔ قضیہ۔ ا

ٹوٹا = ایک قسم کی آتش بازی جو چھچھوندر کی طرح ہوتی ہے۔ کارتوس۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"سدی نے بندوق میں ٹوٹا ڈال لیا"۔ "شبرات میں ٹوٹے بکتے ہیں"

ا د ـ ٹوٹا = (۱) نقصان۔ گھاٹا۔ خسارہ۔ (۲) بانس کا ٹکڑا۔ (۳) سگریٹ یا موم کا بچا ہوا ٹکڑا (۴) کارتوس۔ پٹاخا۔ (۵) کمی۔ توڑا۔ تجارت میں نقصان (۶) ہرجانہ۔ تاوان۔ (۷) ایک قسم کی آتش بازی۔ (۸) غریبی۔ مفلسی۔ (۹) چاول کا چورا۔ ا

ٹولہ = جماعت۔ فرقہ۔

سیوم ٹولہ مطلق بخیلی کریں
رکھے زر جتن جیو کوں کھوئے ہیں

(ابلیس نامہ)

[د _ ٹولی = (۱) گروہ۔ جتھا۔ جماعت۔ پرا۔ ٹکڑی۔ طائفہ۔
(۲) پتھر کی سل۔ بھاری پتھر۔

ٹولی = ادھی۔ پیسے کا آٹھواں حصہ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔
جیسے: "ٹولی کی شیرینی بانٹو"

ٹھار کرنا = ٹھکانے لگانا۔ مار ڈالنا۔ کام تمام کرنا۔

کیا فرض کو ہوں میں تقصیر وار
کرو ایک ہی بار میرے کو ٹھار

(قصہ۔ نور جہاں بیگم)

ٹھان = ٹھاؤں۔ ٹھور۔ ٹھکانہ۔ مقام۔ جگہ۔

نہ اچھتے تو ہمنا کوں او مہربان
تو اچھتے ہمیں سب جہنم کی ٹھان

[الف _ ٹھانّوں۔ ٹھاؤں = جگہ۔ مقام۔
(۱) تو تیرا کہاں جاگا، کس ٹھانّوں لاگا (کلمۃ الحقائق)

(۲) ذات ہور صفات نانوں ہوے ۔ ایک دو ٹھاؤں ہوئے ۔ (سب رس)

ب ۔ ٹھان ۔ ٹھانا = مکان ۔ جگہ ۔ ٹھکانا ۔ ا

د ۔ ٹھاؤں = جگہ ۔ ٹھکانا ۔ استھان ۔ ا

ٹھولے مارنا = چپت مارنا ۔

ٹھولے سر پو میرے وہی مارتا
نہ فرصت دیتا کھوپری پھوڑتا
(ابلیس نامہ)

ا الف ۔ ٹھولا مارنا = ٹھونگا مارنا ۔

(۱) مرے سر پو ٹھولا فلک مار یا (طوطی نامہ)

ب ۔ ٹھولا = ٹھونگا ۔ مار ۔ ضرب ۔

د ۔ ٹھولا مارنا = انگلی کے جوڑ کے بیرونی رخ کو کسی چیز پر مارنا یا کھٹکھٹانا ۔ ا

ٹھیکا = جاءِ مقعد ۔ ڈیرہ ۔ خیمہ ۔

شہا بان ان کے ٹھیکے میں جا گزرنے لگے زور کر جا بجا
(اضراب سلطانی)

ٹھیکے میں اس کے چلا جلد تر دونو کان اس کے لیویں گے پکڑ
(اضراب سلطانی)

ٹھیکے میں تیرے چلا کر کے سیخ بھی سکے کا ماریں گے اس بیچ میخ
(اضراب سلطانی)

ا د ۔ ٹھیکا = تھکنے کے بعد آرام ۔ ٹھہرنے کی جگہ ۔ ا

○●○

ث

ثمرہ = باغ کا ٹھیکہ

یہ لفظ حیدر آباد میں آج کل بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"یہ باغ ثمرے پر ہے"

○●○

ج

جاب = جواب۔

دیے جاب حضرت نبی مصطفیٰؐ
اتھا تاج سر حیدرِ مرتضیٰؑ
(نورنامہ۔ احمد)

اتا شاہ زادے کوں کیا جاب دیوں
بلا ہے جو اپنا گلا چانپ لیوں
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[ب _ جاب = جواب۔
د _ جاب = جواب۔]

جا پوجا = جگہ بہ جگہ۔

کھڑی جا پوجا فوج او با ادب
او جن بھوت دیو دھیت را کاس سب
(بڈن نامہ)

جاتے کے ناد = جانے کے ساتھ ہی۔ پہنچتے ہی۔

"جانے کے نادِ چٹّی چپاٹی لکھیں گے" (موجودہ دکنی)

جام = امرود۔ ایک قسم کا مشہور پھل ہے۔

حیدر آباد میں یہ لفظ آج کل بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"جام پیسے راس پیسے راس"

{ یعنی ایک پیسے کو ایک امرود۔ (م۔ت) }

| ج _ جام = سفری۔ امرود

د _ جام = امرود۔ |

جان = جوان۔

بزاں جان اتریا تخت کے تلے
مرے پاؤں پڑ مج کو لایا گلے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

میں اس جان کوں شہر میں لے چلیا
اسے ایک جیتا پڑیا غلبلا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| ب _ جان = جہاں۔ جس گہ۔ جوان۔ |

جان بھرانا = زندہ کرنا۔

ولایت کی قوت سوں آکو ہم میں
بھرائے جان شحمہ کے جسم میں (قصہ۔ ابو شحمہ۔ الف)

جب لگ = جب تک۔

گنہہ سوں او ہوانئیں دور جب لگ
روانئیں ہے پلانا نیر تب لگ
(قصہ ۔ابو شحمہ۔الف)

جریش = دوزخ میں عذاب کا بہت ہیبت ناک و زہریلا سانپ ہے۔

جریش اس سانپ کا ہے نام جانو
گنہہ گاراں تمیں اس کو پچھانو
(فقہ ۔ محفوظ خانی)

جڑاوی = جڑاؤ۔ مرصع۔

جڑاوی وہ چمپا کلی بے بہا
اور اک ست لڑا دھک دھکی بے بہا
(قصہ ۔نور جہاں بیگم)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"انو بولے کہ دولے کی طرف سے جڑاوی توڑے چڑھیں تو یہاں سے جڑاوی پیۓ زیب ملے۔"

جزالا = ایک قسم کی توپ

تفنگ تیر جزالا زبوریاں کا بانک (جنگ نامہ۔حنیف شاہ)

جزالی کرنا = جزال چھوڑنا۔

تفنگ داراں ہزاراں بازی کریں
جزال داراں جزالی کریں
(جنگ نامہ۔ حنیف شاہ)

جگ = جوڑا۔

مجھے تو نے ظالم برد گن کیا
تجا جگ مرا مج کو جو گن کیا (قصہ۔ سیاہ پوش)

یہ لفظ مثلوں میں اب تک محفوظ ہے۔ جیسے:

"جگ ٹوٹا نرد ماری گئی" یہ کہاوت دلّی والوں نے سید عبداللہ اور سید حسن پر کہی تھی جن کو حضرت محمد شاہ رنگیلے نے حکمت عملی سے الگ الگ کر دیا تھا۔

جگ پھوٹنا۔ جگ ٹوٹنا = چوسر میں دو گوٹوں یا نردوں کا جدا ہونا۔ نااتفاقی ہونا۔ پھوٹ پڑ جانا۔

جگالی = کور۔ وہ کھال جو ناخن کی جڑ میں ہوتی ہے۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ دلّی پیاری میں مویشیوں کے غذا ہضم کرنے کی حرکت کو کہتے ہیں۔

جگالی نکلنا = کوریں اکھڑنا۔ کوریں پھٹنا۔

یہ محاورہ حیدر آباد میں آج کل بولا جاتا ہے۔

جگ اجال = نورِ جہاں۔ دنیا کو روشن کرنے والی۔

بتادے مجے نام ان کا اتال
کہا تب کہ سن بات اے جگ اجال

(قصہ ۔ ملیکا)

| الف _ جگ اجال = دنیا کو روشن کرنے والا۔

(۱) کہ تج سوں ملے دھن چندر جگ اجال (قطب مشتری)

(۲) کروں کیوں نہ میں شکر اے جگ اجال (طوطی نامہ)

ب _ جگ اوجال = دنیا کو روشن کرنے والا۔

د _ جگ اجال = دنیا کو روشن کرنے والا۔ عالم افروز۔

جگدیس = جگدیش۔

عجب ناز نیں سر لنبی کیس ہے
یہ جانو کہ جگدیس کا بھیس ہے (قصہ ۔ سیاہ پوش)

جگمگنا = چمکنا۔

کہ چمپا کلی دگدگی جگمگے
سو وہ دل ہمارے کو پیاری لگے (قصہ ۔ سیاہ پوش)

| الف _ جگمگ رہنا = جگمگانا۔

جگمگ رھیا ہے تمام گلشن ۔ پھولاں نہیں یہ دیوے ہوئے ہیں روشن۔

(سب رس)

ب _ جگمگنا = جگمگانا۔|

جلو = جلے۔ جل جائے۔

یہ امر کی صورت دعائیہ اور تمنائی معنوں میں اکثر حیدر آباد میں اب بھی بولی جاتی ہے اور ہندوستان میں گیتوں میں آتی ہے۔

کھی بھاگ ونتی جلو تیرا بھاگ
جو کھاتی توں اپنی جوانی کی آگ

(مینا ستونتی و لورک)

لگت بھلی بچھڑت بری جلو بلو یہ ریت
کن سکھ پایوری سکھی پردیسی کی پیت

(دوہا)

"جلو ماں مٹھی پڑو اجاڑ صورت"

جما کرنا = جمع کرنا۔ اکٹھا کرنا۔

[الف _ جما = تمام۔ جملہ۔

غلماں بشر جمارے ۔ قربان تج پہ سارے

(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)۔]

جمعگی = چالا۔

دلہن جو چوتھی کے بعد اپنے عزیز قریب کے رشتے داروں میں چار جمعوں کو جاتی ہے۔ وہاں اس کی اور اس کے سسرال والوں کی دعوت ہوتی ہے۔ اسے دکن میں جمعگی اور دلی میں چالا کہتے ہیں۔ دلی میں جمعگی جمعہ کو جو جیب خرچ ملتا ہے اسے کہتے ہیں۔

اسی رات کو خوب چوتھی ہوئی
پنجیری بھی آئی جمعگی ہوئی

(قصہ۔نور جہاں بیگم)

جمنا = ایک دریا کا نام ہے۔

لیکن یہاں عام دریا کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

اسمِ معرفہ اسمِ نکرہ کی طرح برتا گیا ہے۔

کہاں ہے او محلاں منے کی صفا
کہاں ہے وہ جمنا کی ٹھنڈی ہوا

(رضوان شاہ وروح افزا۔الف)

جن = جو۔ اسم موصول ہے۔

ہوا ہے جن امت میں تیری اپج
چھڑا ناچ اس کوں تجھ آخر ہے بچ

(علی نامہ۔الف)

یہ لفظ اب بھی گیتوں میں آتا ہے۔ جیسے:

"جن مارو پچکاری جن مارو پچکاری۔ کنھیا گاری میں دوں گی جن مارو پچکاری۔ اڑت گلال لال کچن پر میں بھیج گئی ساری ساری۔ کنھیا گاری میں دوں گی جن مارو پچکاری۔"

[الف _ جن = جس نے۔

جن پو سرجیا بھوئیں آسماں (نوسرہار)]

جنّات = جنت کی جمع۔

متقیاں جنات میں شادی کریں مدام
دوزخیاں عذاب سے چھوٹیں نہیں مدام

(فقہ۔ ہندی۔ عبدوامین)

جنگم مٹ = جوگ۔

جو کوئی جنگم مٹ میں جو ہوتا ہے سخت
بڈن دن اولیا او دیتے ہیں تخت

(بڈن نامہ)

[الف _ جنگم سد = سیلانی سادھو۔
مسلماناں میں پیرو مرشد ہوگا، ہندواں میں جنگم سد ہوئے گا۔
(سب رس)

ب _ جنگم (جنگم) = سیلانی۔ سادھو۔ مرشد۔ جنگماں (جمع)۔
د _ جنگم سَد = پیرو مرشد۔]

جھوکنا = جلنا۔ سلگنا۔ جھنبکنا۔ منکپنا۔ تحلیل ہونا۔

لگیا تن اسے ان بغیر سو کنے
لگی ذوق میں رات دن جھوکنے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ جھوکنا = غم کھانا۔
(۱) سِنا پھوڑنے دھیں لگی جھوکنے (طوطی نامہ)]

اسی رات کو خوب چوتھی ہوئی
پنچیری بھی آئی جمعگی ہوئی

(قصہ۔ نور جہاں بیگم)

جمنا = ایک دریا کا نام ہے۔

لیکن یہاں عام دریا کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

اسمِ معرفہ اسمِ نکرہ کی طرح برتا گیا ہے۔

کہاں ہے او محلاں منے کی صفا
کہاں ہے وہ جمنا کی ٹھنڈی ہوا

(رضوان شاہ وروح افزا۔ الف)

جن = جو۔ اسم موصول ہے۔

ہوا ہے جن امت میں تیری اپج
چھڑا ناچ اس کوں تجھ آخر ہے بچ

(علی نامہ۔ الف)

یہ لفظ اب بھی گیتوں میں آتا ہے۔ جیسے:

"جن مارو پچکاری جن مارو پچکاری۔ کنھیا گاری میں دوں گی جن مارو پچکاری۔ اڑت گلال لال کچن پر میں بھیج گئی ساری ساری۔ کنھیا گاری میں دوں گی جن مارو پچکاری۔"

[الف _ جن = جس نے۔

جن پو سرجیا بھوئیں آسماں (نو سرہار)]

جنّات = جنت کی جمع۔

متقیاں جنات میں شادی کریں مدام
دوزخیاں عذاب سے چھوٹیں نہیں مدام

(فقہ۔ ہندی۔ عبدوامین)

جنگم مٹ = جوگ۔

جو کوئی جنگم مٹ میں جو ہوتا ہے سخت
بڈن دن اولیا او دیتے ہیں تخت

(بڈن نامہ)

[الف _ جنگم سد = سیلانی سادھو۔
مسلماناں میں پیرو مرشد ہو گا، ہندواں میں جنگم سد ہوئے گا۔
(سب رس)

ب _ جنگم (جنگم) = سیلانی۔ سادھو۔ مرشد۔ جنگماں (جمع)۔
د _ جنگم سَد = پیرو مرشد۔]

جھوکنا = جلنا۔ سلگنا۔ جھنبکنا۔ منکپنا۔ تحلیل ہونا۔

لگیا تن اسے ان بغیر سو کنے
لگی ذوق میں رات دن جھوکنے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ جھوکنا = غم کھانا۔
(ا) سِنا پھوڑنے دھیں لگی جھوکنے (طوطی نامہ)]

جوالہ = کمبل (کنڑی)۔

جو کھاندے جوالہ چندوٹی سڑی
ترے انگ میں گند آوے بری

(مینا ستونتی ولورک)

| الف _ چندوٹی = کپڑے کا ٹکڑا۔ سر پر باندھنے کا معمولی ٹکڑا۔
(۱) جو کھاندے جوالہ چندوٹی ہے سیر (مینا ستونتی) |

جورو = عورت۔ زن۔ استری۔ نار۔

علمِ شریعت بوجھنا فرضِ عین کر جان
بالغ جورو مرد کو جو ہو مسلمان

(فقہ۔ ہندی۔ عبدوامین)

| ب _ جورو = بیوی۔
| د _ جورو = بیوی۔ گھروالی عورت۔ رفیقہ۔ حیات۔ زوجہ۔ استری۔ |

جوک = وزن۔ تول۔

دھریں عشق طوطی لے مینا پولوک
اسے مول لیویں جواہر سوں جوک

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

دلی میں جھونک کہتے ہیں اور یہ تول کے ساتھ بولا جاتا ہے۔ جیسے: "
اچھی طرح تول جھونک کے دیکھ لیا۔ پھر کم ہو جائے تو کون چرائے۔"

| الف _ جوکنا۔ جوکھنا = تولنا۔ وزن کرنا۔

(۱) مال کوں ترازو میں نھئیں جوکتے ہیں ۔ عملاں ترازو میں جوکھیں گے ۔
(شمائل الاتقیا)

(۲) کہ جو کھا ان نے عاشق کوں بھواں کی بات لے لکڑی
(کلیاتِ ولی)

ب _ جوک = جوکھنا ۔ وزن کرنا ۔ تولنا ۔

ب _ جوکھ = (۱) پرکھ ۔ جانچ ۔ انداز (سونا یا چاندی) کسوٹی پر لگا کر دیکھنا (۲) تول ۔ وزن ۔]

جوھکنا = جھکنا ۔

جوھکے گاسب کا ایمان آپ کلیں
اچھے صدیق کا ایمان سنگیں
(قصہ ۔ ابو شحمہ ۔ الف)

جھاڑی = جنگل ۔

باون لاکھ کافر کا لشکر کھپا
شہر چھوڑ جھاڑی میں جا کر چھپا (بڈن نامہ)

[د _ جھاڑی = (۱) چھوٹے کانٹے دار درخت ۔ (۲) وہ جگہ جہاں چھوٹے کانٹے دار درخت ہوں ۔ جنگل ۔ بن ۔ (۳) جھڑ بیری ۔]

جھانپڑی = کھانچا ۔ ٹاپا ۔ مرغیاں بند کرنے کا ٹوکرا ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے ۔

[ج _ جھانپ = ٹاپا ۔ بڑا ٹوکرا ۔

د _ جھانپ = بانس کا ٹوکرا یا خوان پوش ۔ بانس کی کھپچیوں کا ڈربہ ۔]

جھبا = کھانچا۔ خوان پر ڈھانکنے کا ٹوکرا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

| الف _ جھبا = جبہ۔

اسے اٹھالے کر جھبے میں لپٹ لیا۔ (انوارِ سہیلی)

ب _ جھبا = کاکل۔ لوہے کی کڑاہی۔ طرہ۔

ج _ جھبا = لوہے کی کڑاہی۔

د _ جھبا = (۱) پھندنا۔ (۲) گچھا۔ (۳) آویزہ۔ (۴) بڑے بڑے کان۔ (۵) جبہ۔ |

جھٹکا = ایک قسم کا یکا۔ ایک قسم کی گھوڑا گاڑی

یہ حیدر آباد میں مروّج ہے۔

| ج _ جھٹکا = گھوڑا گاڑی۔ |

جُھٹنا = جُتنا۔ مصروف ہونا۔

چھے مہینے جھٹی جا کے اس نار سوں
چلیا نئیں مرا مکر او نار سوں
(مینا ستونتی و لورک)

| الف _ جھٹنا = جھگڑا کرنا۔ کشمکش کرنا۔

(۱) پری کا جھٹنت شہ جھٹے اس سوں جب (قطب مشتری)

(۲) جھٹا پٹ کے جھٹنے میں نالیا کے تاب (گلشنِ عشق)

ب _ جھٹنا = چمٹنا۔ |

جھٹیلنا = جھٹلانا۔ مکرانا۔

جھٹیلا بھی خوب اس کو تقریر سے
کیا قید طوق اور زنجیر سے

(نور جہاں بیگم)

| الف _ جھٹانا = جھٹلانا۔

(۱) جھٹاتی مری بات لوگوں میں ہوں (قطب مشتری)

جھربرانا = جھلانا۔ آگ بگولہ ہونا۔

ذری بات سوں جھربراتی اچھے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

جھڑپ = جھپٹّا۔

جھڑپ مار چنگل کی لے نوک میں
دلی کے اولیا چیل سٹے چوک میں

(بڈن نامہ)

| د _ جھڑپ = (۱) ہلکی سی لڑائی۔ جھپٹ۔ تکرار۔ (۲) تیزی۔ گرمی۔ غصہ۔
(۳) ایک چیز کو دوسری چیز کا صدمہ پہنچانا۔ |

جھک۔جھکاٹ = جھم۔جھماہٹ۔

کہ مشرق سوں مغرب تلک جھک۔جھکاٹ

(نورنامہ۔ عنایت شاہ)

جھکا جھول = زرین۔ جھم جھم کی۔ بھاری تلواں۔

وہ پشواز ایسی جھکا جھول تھی
کہ بس لاجواب اور ان مول تھی
(قصہ۔ نور جہاں بیگم)

جھل جھلانا = جھم جھم کرنا۔ جھمکنا۔ چمکنا۔
جھنڈے سب ہرے پھڑ پھڑانے لگے
سنیری نقش جھل جھلانے لگے
(جنگ نامہ۔ حنیف شاہ)

جھل جھلانا۔ اب غصّے کے معنوں کو ادا کرتا ہے۔ ہاں جھلا جھل اب تک چمک کو ادا کرتا ہے۔ جیسے: "جھلا جھل کی اوڑھنی۔"

[الف _ جھلجھلنا = چمکنا۔
(۱) کچل مخمل کنتل پر جیوں سو موتی آج جھل جھلتے (قطب مشتری)
ب _ جھلجھلانا = جگمگانا۔ جھل جھل کرنا۔ چمکنا۔
د _ جھلجھلانا = (۱) چمکنا۔ دمکانا (۲) سوزش کرنا۔ جلنا۔
(۳) دیر تک صدمہ رہنا۔]

جھلکار = جھمک۔ چمک۔ درخشندگی۔ تابندگی۔ جھمجھاہٹ۔ جھم جھم۔ جھلک۔

کہ پاتاں سوں شاخاں دسے آبدار
سرج کی بھی جھلکار سوں تاب دار
(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

نہ تھا اس کا جھلکار کچ سور میں
ڈلی تھی سراپا سگل نور میں

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| الف _ جھلکار = روشنی۔ چمک۔ جھلک
خدا کا بی دیدار بچ دیکھنا، وہاں بی کچ جھلکار بچ دیکھنا۔ (سب رس)
ب _ جھلکار = جھلک۔ چمک دمک۔ روشنی۔
د _ جھلکار = چمک دمک۔ |

جھوکنا = جلنا۔ سلگنا۔ جھنکنا۔۔ منکینا۔ تحلیل ہونا۔

لگیا تن اسے ان بغیر سوکنے
لگی ذوق میں رات دن جھوکنے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| الف _ جھوکنا = غم کھانا۔
سِنا پھوڑ لے وئیں لگی جھوکنے (طوطی نامہ)

جیا = جی۔ جان۔ دل۔
یہ لفظ اب تک دلّی میں جو گیت گائے جاتے ہیں ان میں آجاتا ہے۔
| ب _ جیا = دل۔ جی۔ |

جیسی روح ویسے فرشتے = جیسا آدمی ہوتا ہے ویسی اس کی پسند ہوتی ہے۔

سنو اے عاشقانِ جاں گذشتے
ہیں جیسی روح ویسے ہیں فرشتے
(قصہ ۔ ملا)

یہ محاورہ اب تک دلی کا روز مرہ ہے ۔ جیسے : " ووئی موئی کس کڑ کھائی چڑیل کو ڈالا ہے ۔ سچ ہے جیسی روح ویسے فرشتے "۔

جیو باد بارا ہونا = جی پریشان ہونا ۔

ہوا باد بارا مرا جیو سب
مرے دل میں بھکلات ہیہات عجب
(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

[ب _ باد = برباد ۔]

جیو ہرانا = جان دینا ۔ مرنا ۔

لگیا قدماں پو پڑ کر جیو ہرانے
پکڑ قدماں لگیا وئیں تھر تھرانے
(قصہ ۔ ابو شحمہ ۔ الف)

اسی سے فارسی میں " جوہر " بہ معنی ستی لیا گیا ہے ۔

○●○

چ

چاتور = چاتر۔ عاقل۔ فرزانہ۔ فہیم۔ عقل مند۔ سمجھ دار۔

چتور گاؤ دی میں اتا فرق ہے
نہ چاتور سو غفلت منے غرق ہے

[الف _ چاتر = ہوشیار۔ عقل مند
ہور گوالیر کے چاتراں، گن کے گراں، انوں بھی بات کوں کھولے ہیں۔
(سب رس)

ب _ چاتر = ہوشیار۔ فہیم۔ چالاک۔
د _ چاتر = (۱) چالاک۔ قابل۔ کاری گر۔ ہنر مند۔ (۲) چار۔ چار کے متعلق۔
(۳) دانا۔ عقل مند۔ (۴) بہادر۔ دلیر۔]

چار باٹ کرنا = پراگندہ کرنا۔ پریشان کرنا۔ درہم برہم کرنا

کتیک دن اگلا ہوا منج او چاٹ
کیا برہ دل کوں مرے چار باٹ

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ چار باٹ کرنا = پراگندہ کرنا۔ درہم برہم کرنا۔
کیا برہ دل کو مرے چار باٹ (رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)

چاڑ = تمنا۔ ارمان۔ ذوق۔ چاؤ۔

مکے کوں جکوئی جائے دھرتے ہیں چاڑ
دکھن میں مکا ہے بوڈن دن کا پھاڑ

(بڈن نامہ)

[الف ۔ چاڑ = گہری محبت۔ آرزو۔ چاہ۔

(۱) جے ہے تجھ کوں میری چاڑ (نوسرہار)

(۲) معشوق جکچھ کرے تو عاشق کی چاڑ۔ (سب رس)

ب ۔ چاڑ = نشان۔ داغ۔ چوٹ۔ سہارا۔ صدمہ۔ چغلی۔ پردا۔ سرد کار۔ احتیاج۔

د ۔ چاڑ = (۱) شکوہ (۲) صدمہ۔ (۳) چڑ۔ (۴) زخم (۵) خواہش (۶) داغ۔ (۷) سہارا۔ (۸) پردا۔ پاس۔]

چاڑی کہنا = چغلی کھانا۔ لگائی بجھائی کرنا

اپس راج کوں جا کو چاڑی کہے
تروک آیا ہمیچ کاڑی اہے

(بڈن نامہ)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[الف ۔ چاڑی = چغلی۔

(۱) چاڑی سو کئی گھراں گئے۔ چاڑی سوں بھوت ڈرنا۔ (دیوانِ ہاشمی)

ب ۔ چاڑی = چغلی۔ غیبت۔]

د ۔ چاڑی = چغلی۔ الزام۔ چاشنی۔]

چالا = رویّہ۔ چال۔ طرز۔ روش

۔ تجے اس پو کی عار آتا نہیں
یو چالا ترا مج کوں بھاتا نہیں
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ چالا = غمزہ و انداز۔ مکر و فریب۔ چال۔
(۱) سو استاد ہے ناز ہور چالے میں (قطب مشتری)
(۲) ناز۔ غمزا۔ شیوا۔ عشوا۔ چھند۔ چالا۔ (سب رس)
(۳) کہ چالے انوں کے ہیں کئی دھات دھات (طوطی نامہ)
(۴) تج روپ کا یو چٹکا، تج نین کا یو چالا (دیوانِ عبداللہ قطب شاہ)
(۵) دسری بار بھی کوئی ایسے چالے نہ کرے۔ (سب رس)
ب _ چالا = چال۔ حرکت۔ گردش۔ ناز۔ غمزہ۔ آئین۔ مکر۔]

چانپنا = گھونٹنا۔

اگر نئیں گلا چانپ لیتی ہوں میں
ترے سامنے جیو دیتی ہوں میں
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ چانپنا = (س = چپے) ۔ دبانا۔ مڑوڑنا۔]
دیوں جیوڑا نٹرڑی چانپھ (نوسرہار)
د _ چانپنا = دبانا۔]

چاور =

منگا کر لئی دیے اس کوں زر کے دینار

ملک لک کر دیے چادر زمیں بھار

(ابو شحمہ۔ الف)

| ج ۔ چادر = ایک جریب کا نام جو ایک سو بیس بیگے کے مساوی ہے۔ (سادرم) |

چُپ = یوں ہی۔ ناحق۔ بے کار۔

نہیں ہوں میں تو ایسا عاشقِ خام
کروں گل فام جو چپ تج کوں بدنام

(قصہ ۔ ملا)

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

| الف ۔ چپ = خوامخواہ۔ یوں ہی۔
(۱) بڑیاں کو بڑے چپ حسیں کہتے ہیں۔ (سب رس)
(۲) اٹھلتی اور مٹھلتی چپ گھڑی دو چار بیٹھوں گی (دیوانِ ہاشمی)
ب ۔ چپ = چپکے = جھوٹ۔ یوں ہی۔
د ۔ چپ = (۱) خاموشی۔ سکوت۔ نہ بولنا۔ (۲) خاموش رہو۔ |

چپو = ایک لٹیری قوم

پنڈاری و چپو و کاکڑ و بید
کہ جوں یوز کرتا ہے آہو کوں صید

(اضرابِ سلطانی)

چتور = چتر۔ چاتر۔ دانا۔ فرزانہ۔ ذکی۔ فہیم۔

ہو خاطر نشاں تب وو خورشید نور
کہی پوچھتی ہوں تجھے اے چتور
(قصہ ملیکا)

| الف _ چاتر = ہوشیار۔ عقل مند۔
ہور گوالیر کے چاتراں، گن کے گراں انوں بھی بات کوں کھولے ہیں۔
(سب رس)

ب _ چاتر = ہوشیار۔ فہیم۔ چالاک |

چٹ پٹی = چیٹک۔ فکر۔ انتظار۔

اتھی چٹ پٹی اس اول تے اول
اٹھیا ہڑ بڑا بیگ آیا نکل
(بڈن نامہ)

| الف _ چٹ پٹی = بے چینی۔ اضطراب۔
(۱) دیکھیا تب سوں او چٹ پٹی ہے منجے (مینا ستونتی)
(۲) لگی چٹ پٹی، نیند اڑی آنک تے (طوطی نامہ)
(۳) منجے چٹ پٹی اس کے ہے خیال میں (رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)

ب _ چٹ پٹی = بے چینی۔ اضطراب۔|

چچا تاؤ بڑے = _ لال بجھکڑ۔

(ان کی کہانی لکھی جائے) ہاتھی کو دیکھ کر کہا کہ یہ رات کا بقیہ حصہ ہے۔)

چرخے کھانا = چکّر کھانا۔ چکرانا۔ دھکے کھانا۔

پھر الادہ من مراد پانے کیتے
جانکو چرخے دھکے کھانے کیتے

(تنبیہہ انسا)

| الف ۔ چرخ ہونا = چکرانا۔

(۱) جو یاد آئی وہ دھن سو ہو چرخ وئیں (سیف الملوک و بدیع الجمال)

چرکا = چھکا۔ آگ کی جلن۔

گرم بارے کا جب چرکا لگے گا
گرم پانی جو ویسے میں ملے گا

(قصہ ۔ محفوظ خانی)

| ب ۔ چرکا = آگ۔ تپش۔
د ۔ چرکا = (۱) ہلکا سا زخم۔ (۲) نقصان (۳) گرم لوہے سے داغ دینا۔ |

چڑ = بڑھ چڑھ کر۔ زیادہ۔ بہتر۔ قدیم۔ حرفِ تفضیل ہے۔

توں باگاں کوں جبر تے چڑنک دیا
دسن گج کوں کر گرز بے شک دیا

(علی نامہ۔ الف)

| الف ۔ چڑ دسنا = بڑھ چڑھ کر دکھائی دینا۔

حصار اس کا کوہِ قاف تے چڑ دسے (علی نامہ۔ ب)

ب ۔ چڑ = چڑھ، زیادہ، چڑھ کر۔ |

چڑ بڑانا = چڑ چڑانا۔ چڑ جانا۔ چڑ چڑا ہونا۔ بد دماغ ہونا۔

غصے سوں نپٹ چڑبڑاتی اچھے
ذری بات سوں بھڑبڑاتی اچھے
(رضوان شاہ و روح افزا)

[الف ـ چڑپھڑنا = تلملانا۔ بے چین ہونا۔
ٹک ہنس ٹک روئیں چڑپھڑیں یو بھی تماشا دیکھیں۔ (سب رس)
د ـ چڑبڑ = بڑبڑ۔ بکواس۔]

چڑی = چڑیا۔ مادہ کنجشک۔

کہا یک نے بالاجی کر کر دغا
چڑی سا ہو پونے میں جا چھپ رہا
(اضرابِ سلطانی)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"اگے ماں چڑا چڑی کی کہانی بولے"

[الف ـ چڑی ۔ چڑھی = چڑیا۔
(۱) سو اس جھاڑ پر یک چڑی مستدام (طوطی نامہ)
(۲) میں اس چڑھی سوں گئی گزری تئیں ہوں (انوار سہیلی)
ج ـ چڑی = چڑیا۔
د ـ چڑی = چڑیا۔]

چک = آنکھ۔

کیا جال سرمہ اگر کوہِ طور

دیا ٹھارا سے چک میں دینے کوں نور

(علی نامہ۔ الف)

ا الف ۔ چک (سنسکرت چکشو) = آنکھ۔

(۱) کھلی چک کنور کی سو بے اختیار (گلشنِ عشق)

(۲) تھوڑا عقل کے چک سوں دیکھو۔ (انوارِ سہیلی)

ب ۔ چک = آنکھ۔

د ۔ چک = (۱) گڈریا۔ (۲) آنکھ۔ ا

چک چار ہونا = چار آنکھیں ہونا۔ آنکھیں ملنا۔
آنکھیں دو چار ہونا۔

ہوئے ایک بار جو چک چار دونو
رہے حسرت سوں ہولا چار دونو

(قصہ ملا)

چک ڈھال = ایک قسم کا نشان۔

کتیک ماہی مراتب چک ڈھال تھے
نشاں تکئے پیلے ہرے لال تھے

(بڈن نامہ)

چکڑ = کیچڑ۔ مٹّی۔ گارا۔

چکڑ کا سامنے گولا کھڑیا تھا
سو مارے ہات سوں آدھا اڑیا تھا
(ابو شحمہ)

[الف _ چکڑ = کیچڑ۔
(ا) دل کی ماٹی کوں بہشت کی چکڑ تھے لیائے ہیں (شمائل الاتقیا)
ب _ چکڑ = کیچڑ۔ دلدل۔]

چکسا = ایک قسم کی خوشبو کا سفوف جس سے جسم مل کر دھویا جاتا ہے۔ ایک قسم کا ابٹنا۔

ابٹنا و چکسا بھی ایسا ملی
کہ پھولوں کی گویا ملی تھی کلی (قصہ۔ نور جہاں بیگم)

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ گلبرگہ کا چکسا مشہور ہے۔

[ب _ چکساوٹنا = ابٹن۔
د _ ایک قسم کا سفوف جو عورتیں بال صاف کرنے کے لیے استعمال کرتی ہیں۔]

چکل = (بھینچ کر۔ دبا کر)۔

یو دشمن مرے ہیں کہ یک دھیر تے
کھندل مج کوں مارے چکل سیر تے
(ابلیس نامہ)

[د _ چکل = دباؤ۔]

چل چنخے = چل دور۔ یہ مستورات کا کلمہ، عتاب ہے۔

پہلے دلی میں بولا جاتا تھا۔ ہائے افسوس اب اس کے بولنے والے ناپید ہوگئے۔ یہ لفظ شاہ زادیوں کی زبان پر بہت تھا اور عجیب بانکا معلوم ہوتا تھا۔

مکر اے ٹھگن نہ کر آگے میرے
کیا مجھے پھسلاتی ہیں گی چل چنخے

(بہارستانِ عشق)

[د ۔ چل چنخ۔ چل چنخے = (کلمہ۔نفرت) چل دور۔ ہٹ۔ دور ہو۔ چلاجا۔]

چلک = چال۔ رفتار۔

برق سا چلک اس دیس خوش جھلک
ہوئی دنگ خلق سب فلک پر ملک

(بدن نامہ)

چمبو = جنس نکالنے کا ڈونگا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولاجاتا ہے۔

چمکوڑے کی بھاجی = اروی کے پتّے۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"چمکوڑے کی بھاجی تل کے پکاتے ہیں"

چمکی = ستارہ۔ ایک قسم کا مسالا ہے۔ جو گول تکلی سی ہوتی ہے۔ اس کے بیچ میں ایک چھید ہوتا ہے۔

یہ لفظ اب تک حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"کرتنی پر چمکیاں ٹانکو"

"چولی میں چمکیاں لگاؤ"

| ج _ چمکی = ستارہ۔

د _ چمکی = (۱) جھوٹا کام۔ جھوٹا مقیش۔ (۲) وہ ستارے جو سلمے وغیرہ میں پرو کر ٹانکے جاتے ہیں۔ |

چنتاک = ایک قسم کا گلے کا زیور۔ دکنی وضع کا گلوبند۔

وہ چنتاک یاقوت پکھراج کی
پدک اور بدھی سجائے سجی

(قصہ۔ نور جہاں بیگم)

یہ زیور اب بھی حیدر آباد میں پہنا جاتا ہے۔

چُنچلا = چندھا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

| د _ چندھا = جس کی آنکھیں روشنی کی تاب نہ لاسکیں۔ |

چندر = چاند۔ مہتاب۔ قمر۔

چندر جوہری نیک جھاڑ یا رتن
کیا جا کے مغرب کے گھر میں وطن

(مینا ستونتی ولورک)

| الف　چندر = (۱) چندر سورج تارے رد دھ　(نوسرہار)
(۲) چندر غواص ہو آیا، لگن سمدر بھتر دھایا　(کلیاتِ قلی قطب شاہ)

ب　چندر = چاند۔

د　چندر = (۱) چاند۔ ماہ۔ مہتاب۔ (۲) مور کی دم پر جو چاند ہوتا ہے۔ |

چندڑ = گودڑ پوش۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"خاوند! اس چندڑ کو کیوں بلایا"

چندی = گھوڑے کا راتب۔ جس میں بھوسی جو اور چنے ملے ہوتے ہیں۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"تمھارا سائس گھوڑوں کی چندی خوب چراتا ہے"

چندوٹی = ایک قسم کا گنوارو لباس۔

| الف　چندوٹی = کپڑے کا ٹکڑا۔ سر پر باندھنے کا معمولی ٹکڑا
(۱) جو کھاندے چوالا، چندوٹی ہے سیر　(مینا ستونتی)

ب　چندوٹی = سر پر باندھنے کا معمولی کپڑا۔ |

چندی = کترن۔ دھجی۔ تھگلی۔ پرخچا۔ ریزا۔ کرچ۔ پرزا۔ چورا۔ چکنا چور۔

متذکرہ بالا کل الفاظ کی بہ جائے یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے جیسے: "کاغذ کی چندی"، "کپڑے کی چندیاں اٹھالو"۔ دلی میں بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے لیکن حیدر آباد میں دیگر افعال کی مدد سے بہت سے موقعوں پر بولا جاتا ہے۔ دلی میں کہیں گے "ہندی کی چندی"۔ "تن ڈھکنے کو چندی تک نہ رہی" جہاں تک میری یاد یاری دیتی ہے۔ میں نے ان دو موقعوں کے علاوہ اور کسی موقع پر اس کا استعمال دلی میں ہوتے نہیں سنا۔

ا ج ۔ چندی = چھیتھڑا۔ لیوری۔

ب ۔ چندح = چھوٹا ٹکڑا۔ پرزہ۔ ا

چندیاں ہو جانا = پرخچے اڑجانا۔ پرزے پرزے ہوجانا۔ چکنا چور ہوجانا۔ ٹوٹ جانا۔

یہ محاورہ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ میں نے اس محاورہ کو اعلیٰ حضرت حضور نظام (میر عثمان علی خاں) کی زبانِ مبارک سے سنا تھا۔ جیسے:

"آئینہ چھوٹ گیا تو چندیاں ہوجائیں گا"

چنگا = تن درست۔

اشارت نا کرسکے نماز رکھے موقوف
چنگا ہو تو پھیر کر جو تجھ ہوئے وقوف

(فقہ ہندی۔ عبدواحین)

| الف _ چگا = اچھا۔ بھلا۔

کہ بنیاد میں تھی اول یو تگی
شرم ڈھانپ کر میں کیا اس چنگی (طوطی نامہ)

د _ چگا = اچھا۔ تندرست۔ توانا۔ |

چوا = چوہا۔ موش۔

شہر بیچ اس کا جو شہرت ہوا
سو تب من پھرا روپ کنتیا چوا

(قصہ۔ ملیکا)

| ب _ چوا = سیاہ کبوتر۔ چندن۔ دال کا چھلکا۔ چوپایہ۔ خصوصاً بیل
ایک قسم کی خوش بو۔
(۲) مشکِ سیاہ۔ (۳) چوہا۔ |

چوبا کھلانا = ہلکے چاول پر شکر میوہ ڈال کر سمدھیانے والوں کو کھلانا۔ یہ ایک شادی کی رسم ہے۔

پکا طعم شیریں او چوبا کھلائے
کرا بلوز نا بات شربت پلائے

(بڈن نامہ)

یہ رسم اب تک باہر والوں میں جاری ہے۔

چوتار = ایک قسم کا جالی دار باریک کپڑا۔

کہ چوتاری انگیا کچوں پر کسے

سدا وہ جو دل میں ہمارے بسے
(قصہ ۔ سیاہ پوش)

چودیس = چاروں کھونٹ ۔ چوطرف ۔ تمام جہان ۔

ہوا ہوں میں مشتاقِ دختِ وزیر
کہ چودیس میں کوئی نئیں ہے نظیر
(قصہ ۔ سیاہ پوش)

یہ لفظ اب بھی دلی میں گیتوں میں گایا جاتا ہے

| الف ۔ چوندیس = ربع مسکوں ۔ چار اطراف عالم ۔
(۱) چوندیس کے کفر کوں یو چغتہ (من لگن) |

چوچندر = چھچھوندر ۔ ایک قسم کی آتش بازی ۔

چوچندر ، پھٹاقے و بندوق و بان
اگر کوئی چھوڑے قضارا یہان
(اضرابِ سلطانی)

چوڑتے = چوٹے ۔ چور ۔ چوٹے ۔

شرابی زنا کار یہ چوڑتے
کتے کبر مغرور مچ موڑتے
(ابلیس نامہ)

چوکٹا = پھاندی۔ گٹھا۔

جب گنے کی چوکٹا لا کر دھری
گھر تیرا دوزخ میں بند کر دھری

(تنبیہہ النسا)

چوکسی = ہوشیاری۔ حفاظت۔

رہتے ہیں نپٹ چوکسی کے سنگات
کہ تا پاویں چھاپے سوں ان کے نجات

(اضرابِ سلطانی)

یہ لفظ اب بھی شمالی ہند میں بولا جاتا ہے۔

چولا کرنا = اوہر پاسو ڈاین اتھی یک بلا
ادتین ڈونگراں کلسو کیتی چولا
چولا پاک کرخاک سٹتی او کاڑ
بسیا گاؤں اس ٹھار سو بورے باڑ

(بڈن نامہ)

[ب ۔ چولا = چولھا۔]

چولنا = کرتا۔ اونچا کرتا۔

پکڑ اس کو دھوتی دیا چولنا

پچھوڑی و پگڑی و لوٹا چھنا

(اضرابِ سلطانی)

چونا ڈالنا = قلعی کرنا۔ سفیدی کرنا۔

یہ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"دیواروں پر چونا ڈالنے بولو"

چونے کی کھیر = اظہارِ عصمت کرنا۔ عصمت و نیکی کا امتحان دینا۔

اگر نیک اور با عصمت ہے تو منّھ کو چونے سے کچھ گزند نہ پہنچے گا۔ اس کے دکھانے کے لیے قلعی کا چونا کھایا جاتا تھا۔ دلی میں بھی یہ رسم تھی۔ وہاں بیوی زنیں بیوی کی صحنک کھانے سے پہلے اپنی پاکی کا ثبوت چونے کی طشتریاں چاٹ کر دیتی تھیں۔

تو اگر شرفہ کلاوے کیا ہوا
بھی چونے کی کھیر کھاوے کیا ہوا

(شبیہہ النسا)

چوہا مسّی =

ہوئی کنگی چوٹی سہاگن کے بات
لگائی چوہا مسّی وہ نیک ذات

(قصہ۔ نور جہاں بیگم)

چپل واری = لٹھا۔

ایک قسم کا سفید سوتی کپڑا جس کے پاجامے، پلنگ کی چادریں وغیرہ بنائی جاتی ہیں۔ یہ عام طور پر چالیس گز کا ہوتا ہے۔ اس لیے چپل واری نام پایا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"چپل واری کا تھان چالیس روپے کا ہے"

چیتا = چاہا۔ خواہش کی۔ اس کا مصدر چیتنا ہے۔

کہا دل میں بورا میں کس کا چیتا
جو میرے سر پہ ایسا وقت بیتا

(قصہ۔ لال و گوہر)

یہ دلی میں اب تک مروج ہے۔ جیسے: "اللہ محمدؐ کے چیتے"
"مریں مدعی مریں برا چیتے"۔ "ہے ہے کروں تمھارے حریفوں کی۔
بھتی کھاؤں تمھارے برا چیتوں کی۔"

| الف ۔ چیتا = خیال۔ منصوبے۔
میرے دل میں چیتا آتا ہے۔ (انوارِ سہیلی) |

چیر = شگاف۔ دراز۔ تڑخ۔

مرے یک ہاتھ کا چابک جو بیٹھے
تو شحمہ کیا زمیں میں چیر پیٹھے

(قصہ۔ ابو شحمہ۔ الف)

ا د ۔ چیرا = (۱) شگاف۔ زخم (۲) دھجی۔ کپڑے کی پٹی۔ کترن (۳) دوپٹہ۔

چیرا = پگڑی۔ ایک قسم کی دستار۔

سجا سر پہ چیرا سیاہ فام کا
ولے تھا وہ صد لاک کے دام کا

(قصہ۔ سیاہ پوش)

یہ لفظ اب بھی دلی میں بولا جاتا ہے۔
قلعے کی شہزادیاں طبیب کو "چیرے والا کہتی ہیں"

ا الف ۔ چیرا = غلام

(۱) اس دن سیں ہوا ہوں تیرا چیرا (کلیاتِ ولی)

ب ۔ چیرا = پگڑی۔ پتھر ا

چینڈکی = چوٹی جو ہندو مرد سر پر رکھتے ہیں

پُچھے پھر ترا رسم کیا کیا ہے
کہا سر کو دک چینڈکیاں جن رکھے

(ابلیس نامہ)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

ا ب ۔ چینڈکی = چوٹی۔ ا

{ حیدر آباد میں چینڈکی کو جُنّو بھی کہتے ہیں۔ (م۔ت) }

چینڈکیاں = جمع چینڈکی کی۔ منت کی پیٹ کے بالوں کی لٹ جو بچوں کے سروں پر چھوڑ دی جاتی ہے۔

اسی وقت بال سر کے سب کرے دور
نہ رکھنا چینڈ کیاں چوٹیاں کا دستور

(قصہ ۔ محفوظ خانی)

جن لوگوں کے بچے زندہ نہیں رہتے وہ منت مانتے ہیں کہ اگر بچہ زندہ رہا تو عقیقے کے وقت اس کے تمام سر کے نجس بال نہیں کٹوائیں گے بلکہ کچھ ان میں سے چھوڑ دیے جائیں گے۔ ان چھوٹی ہوئی لٹوں کو تیج تہوار میلے تقریب میں بہت سنوارتے ہیں اور گوٹے مسالے کے موباف ڈال کر گوندھ کر سامنے دونوں طرف لٹکا رہنے دیتے ہیں۔ اس قسم کی منت کے لڑکے اب بھی حیدر آباد کے بازاروں، گلیوں میں نظر آجاتے ہیں۔

چھاپا = شب خون۔

کتوں کوں جو تھا دل میں چھاپے کا ہول
دونو رہ کوں اپنے دیے جلد کھول

(اضراب سلطانی)

چھاپا = (۱) مہر۔ ٹھپا۔ (۲) چھاپنے کا آلہ۔ (۳) شب خون۔ رات میں دشمن پر اچانک حملہ کرنا۔ (۴) نقشہ۔ صورت۔ تصویر۔ (۵) سانچہ ڈھالنے کا ظرف۔ (۶) کھلیان پر ٹھپا لگانے کا آلہ۔ (۷) اخبار۔ چھپی ہوئی چیز۔

چھاتی بھر آنا = دل بھر آنا۔ آب دیدہ ہونا۔

حسن تب بولی کہ سن اے جوہری
کیا سبب بھر آئی ہے چھاتی تری (قصہ ۔ دل و حسن)

چھٹو = دکنی عورتوں کی کوئی فرضی موکلہ ہے۔

(فقہ۔ محفوظ خانی)

چھٹی ماولی =

پوجا چھٹی کا کر باسن بھراتے
چھٹی مادلی لگر اس کو مناتے

(فقہ۔ محفوظ خانی)

چھڑی دار = چوب دار۔ برقنداز۔ پیادہ۔

اسی وقت بھیجا چھڑی دار کو بلایا ہے سلطان نے عیّار کو

(قصہ۔ سیاہ پوش)

[الف _ چھڑی دار = چوب دار۔

چھڑی دار تجھ دار کے جھاڑ سب

(سیف الملوک بدیع الجمال)]

چھکڑ = لپڑ۔ ریپٹ۔ تمانچہ۔ تھپڑ۔ چپت۔ دھول۔

میں چیتا تھا مال ان سوں لینا نکر
یہ چھکڑ لگے گی سو نئیں تھی خبر

(اضراب سلطانی)

سراپا رات دن مانند جھکڑ چلا آندھی کے سر پر مار چھکڑ

(قصہ۔ لال و گوہر)

چھکڑ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

چھلکار = چمک۔ روشنی۔

انن سوں جنگل سب اجالا پڑیا
او چھلکار سوں چاند کالا پڑیا
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

چھند =

یو ہنگام تیرا ہے آنند کا
جو کھانے پینے شوق کے چھند کا

[الف _ چھند = چال۔ مکر و فریب۔ ترکیب۔ نفاست۔ حسن و خوبی۔ ناز و انداز۔
(۱) اپیں چھپیا کھیلے چھند (نو سرہار)
(۲) اس لطافت اس چھنداں سوں نظم ہور نثر ملا کر گلا کر یوں تیں بولیا۔ (سب رس)
(۳) سنیا تھا کہ ناری دھرے بھوت چھند (کلیات بحری)
ب _ چھند = مکر و فریب۔ ارادہ۔ آرزو۔ ناز۔ فَن۔ ہنر۔ ماتند۔
نخرہ۔ ترکیب۔ کرشمہ۔
د _ چھند = مکر۔ فریب۔ جل۔ (۲) ہندی نظم۔ (۳) ماتند۔]

○●○

ح

حاضر ہونا = جانا۔ رخصت ہونا۔

یہ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے اور شاید اس کا استعمال تفاؤلاً پڑا ہو۔ جیسے: "حاضر ہوتا ہوں"

دلی میں اس کے معنی بالکل برعکس ہیں۔ وہاں آنے کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"آپ تشریف رکھیں میں ابھی حاضر ہوتا ہوں"

حاضری = کھانا۔ طعام۔

حاضری نوفل نے منگوا روبرو
آپ کھایا اور کھلایا قیس کو

(بہارستانِ عشق)

[د ـ حاضری = (۱) موجودگی۔ (۲) وہ کھانا یا نقدی جو میت والوں کو ان کے رشتے دار دیتے ہیں۔ (۳) ناشتہ۔ (۴) کباب۔ شیرمال۔ حلوہ جس پر شہدائے کربلا خصوصاً حضرت عباس کی فاتحہ دلاتے ہیں۔ (۵) نام کا پکارا جانا۔ گنتی ہونا۔ (۶) عدالت یا مدرسے میں حاضر ہونا۔

حاقن =

امامت مکروہ حاقن کی اندھ لنگرہ سو
حاقن فاسق مبتدع سب تن کوڈھی ہو
(فقہ ۔ہندی ۔ عبدواحین)

حجلو بنو کرنا = شادی کی ایک رسم ہے اس کو ادا کرنا۔

انھوں میں سے ایک اٹھ کے تیار ہو
لگی کرنے دولہن کو حجلو بنو
(قصہ ۔نور جہاں بیگم)

حرام کا = حرامی۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"واہ رے حرام کے"

حرام زادہ۔ حرام کا = (۱) ولد الزنا۔ وہ شخص جو بے نکاحی ماں سے پیدا ہوا ہو۔ (۲) شریر۔ بدذات۔ فسادی۔ فتنہ پرداز۔

حِرفت = مکاری۔ فریب

بہوت حرفت کی باتاں سوں متر کر
پیالے پھر خمرُ کے سات بھر کر
(قصہ ۔ابو شحمہ۔ الف)

یہ لفظ اب تک دلی میں ان ہی معنوں میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"اری چھٹ چھندی تیری حرفتوں کو میں خوب جانتی ہوں۔"
[د _ حرفت = پیشہ۔ کسب۔ کاریگری۔ (۲) ہنر۔ علم۔
(۳) چالاکی۔ عیاری۔ مکاری۔]

حسناک = حسین۔ خوب صورت۔ شعلہ رو۔
پری زادوں میں جو جو تھے حسناک
ہوئے میدانِ رقاصی میں چالاک
(قصہ۔ لال و گوہر)

حصن مکتوب = ایک کتاب کا نام۔
زشمس الدین محمد کوہستانی
حصص مکتوب میں یو ہے معانی
(فقہ۔ محفوظ خانی)

حکمتی = دانا۔ وزیر۔ مشیر۔
بولا حکمتی کوں کہا بیر بلار
حاضر رہے سو سب فوج در حال کار
(بڈن نامہ)
[د _ حکمتی = چالاک۔ ہوشیار۔ فلسفی۔]

○●○

خ

خاسیے سلانا = خصیے سہلانا۔ خوش آمد کرنا۔

یہ اصطلاح بازاری ہے۔

حقیقی عاشقاں اکثر کلاتے
امیراں کیچ جا خاسیے سلاتے

(قصہ ۔ ملا)

خرچ ور = خراچ۔ مصرف۔ فضول خرچ۔

(جدید دکنی)

خِنجن = دھوبن۔ ایک قسم کا پرندہ۔

یہ چڑیا کے برابر ہوتا ہے اور چتکبرا ہوتا ہے۔ ہر وقت دُم تھرکاتا رہتا ہے۔ نالوں، موریوں کے کنارے کِرم چگتا پھرتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ پرندہ نقال بھی ہوتا ہے اور سدھانے سے سدھ جاتا ہے۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں پرندوں کے شوقین استعمال کرتے ہیں۔

خور = بیکار۔ بے فائدہ۔ لاحاصل۔

نصیحت خور ہے سوتے ہور متے کوں
اثر نئیں عشق میں جلتے بھٹے کوں

(قصہ ابو شحمہ۔ الف)

خوزادہ = صاحب زادہ۔ شہزادہ۔ حاکم کا لڑکا۔

انکھیاں میں کھول دیکھی تو خوزادہ
ابو شحمہ ہے خاصہ شاہ زادہ

(قصہ ابو شحمہ۔ الف)

یہ لفظ دلی میں اب بھی مثلوں میں آجاتا ہے۔ جیسے:

"باپ نہ دادے، مار خو زادے"

خوش بوئی جنساں = خوشبو کی چیزیں۔ خوشبویات

صباٹ صفادے رکھوں گی یو ٹھاؤں
دیوا لاکو خوش بوئی جنساں جلاؤں

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

○●○

د

داب = دبدبہ۔ رعب۔

صباحت میں دے توں ملاحت کا آب
رکھیا حسن کے تیغ کا جگ پہ داب
(علی نامہ۔ الف)

دلّی میں یہ رعب کا تابع ہو کر بولا جاتا ہے جیسے:
"مرزا مغل کا وہ رعب داب تھا کہ گابھنی گابھ ڈالتی تھی"

| الف _ داب = ساکھ۔ وزن۔
(۱) بڑے ٹھگ فنداں میں سو میرا ہے داب (مینا ستونتی)
(۲) جم خسروی کے داب کی با ہوستی پیا (دیوان عبداللہ قطب شاہ)
د _ داب = (۱) شان و شوکت۔ (۲) نمود و نمائش۔ (۳) رعب۔ دبدبہ۔ دھاک۔ |

داٹ = چڑھ۔ قریب۔ قربت قریب۔ نزدیک۔ گنجاں۔

کہ کوئی کس پر داٹ آنا سکے
گر آوے اچھوتا چہ جانا سکے
(علی نامہ۔ الف)

دسے ٹیک جاگا لئی جھاڑ داٹ

کہ دستی نہ تھی کئیں سو بی اس میں باٹ
جھرب داٹ جھاڑاں کی جو پیر تھا
وو کانٹیاں کوں ڈانکیاں کا تاثیر تھا
اگر داڑی اچھے تو داٹ کس کو
خلال داڑی کا کرنا لازم اس کو
(فقہ ۔ محفوظ خانی)

ا الف ۔ داٹ = بہت ۔ کثرت سے ۔
(۱) ملے داٹ جوں گھر میں مہمان دار (طوطی نامہ)
ب ۔ داٹ = سخت ۔ گہرا ۔ مضبوط ۔ زور ۔ قوت ۔ حملہ ۔ گھنا ۔ گنجان ۔ فیاض ۔
د ۔ داٹ = (۱) انبوہ ۔ ہجوم ۔ (۲) گہرا ۔ (۳) سخت ۔ (۴) مضبوط ۔ ا

داٹ پکڑنا =

ولے شمر نے دیک فرخ کی باٹ
سینا واٹ پکڑیا اتھا دل اُچاٹ
(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

داٹنا = پھٹنا ۔ کوٹنا ۔ پیٹنا ۔

سخاوت یو کرتی چلی اپنے بات
ابھالاں سو غم کے گئے چھاتی داٹ
(مینا ستونتی و لورک)

ا الف ۔ داٹنا = دبانا ۔ مغلوب کرنا ۔
(۱) پرت شہہ کوں داٹیا بہوت زور سوں (قطب مشتری)

ب　　داٹنا = پکڑنا۔ بھرپور ہونا۔ اکٹھا ہونا۔

د　　داٹنا = (۱) ہجوم کرنا۔ اکٹھا ہونا۔ (۲) بھرپور ہونا۔ |

دایت = دائی پن۔

دنیا میں بورا یو مرا دود ہے
یو دایت میری غنیب کا تیر ہے (؟)

دٹانا = سرپٹ دوڑانا۔ بڑھانا۔

دٹائے اسی طرف گھوڑے کے تئیں
بہوت بیگ اڑایا پون ہو کو دئیں

(جنگ نامہ۔ حنیف شاہ)

درائی = دُہائی۔ حکومت۔

درائی تری ہفت اقلیم میں
فلک سرنگوں تیری تعظیم میں

(علی نامہ۔ الف)

درگ = قلعہ۔ ارک۔ گڈھ۔

کِتے یاد کر ضرب توپ و شہاب
چھپے درگ اسفل میں کر اضطراب

(اضرابِ سلطانی)

یہ لفظ کنڑی معلوم ہوتا ہے۔ دکن کے اکثر اسماءِ مقامی کی ترکیب میں

مستعمل ہوا ہے جیسے: نلدرگ۔

| ب _ درگ = ناقابلِ فتح۔ ناقابلِ فہم۔ ناممکن الحصول۔
دشوار گھاٹی۔ ایک راکشس کا نام۔ |

درونا = اندر والا۔ دل۔ قلب۔ جی۔ جان۔

مرے دل کی دریا کی لیا یا اتال
کیا سرمہ میرے درونی کو جال

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| الف _ درونا = اندرون۔ دل۔ بطون۔
(۱) کوڑ آدمی اوپر چکنا دستا، درونے میں روکھا۔ (سب رس)
ب _ درونا۔ درونی = باطن۔ باطن میں۔ درونیاں (جمع)
د _ درونا = وہ زخم یا پھوڑا جس کا منھ اندر کی طرف ہو۔ باطن۔ اندرونی۔ |

دست بقچہ = چھوٹی گٹھڑی۔

اصیلوں نے لے دست بقچہ زری
لپیٹ اس میں چادر وہ لوہو بھری

(قصہ۔ نور جہاں بیگم)

یہ لفظ اب بھی دلّی میں بولا جاتا ہے۔

د _ دست بقچہ = چھوٹا تھیلا۔ ہینڈ بیگ۔ |

دستور = وزیر۔

اٹھا بول دستور معلوم نئیں

یہ مخفی سخن جو کہ مفہوم نئیں
(قصہ ۔ سیاہ پوش)

دستی = ہاتھ میں رکھنے کا چھوٹا رومال یا دستمال۔
یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"یہ دستی عنبر پیٹ کی ہے"

ا د دستی = (۱) ہاتھ کے متعلق۔ (۲) ہاتھ کے ذریعے۔ ہاتھ سے۔ (۳) مشعل۔ فلیتہ۔ (۴) چھوٹا دستہ۔ چھوٹا قبضہ (۵) کشتی کا ایک داؤ۔ (۶) چھوٹا سا قلم دان جو ہاتھ میں رہے۔ (۷) پیالہ یا مٹی کا گلاس جس کے دو دستے ہوتے ہیں۔ (۸) چھوٹا رومال (۹) مدد۔ امداد۔ ا

دسے = معلوم ہو۔ نظر آئے۔ اس کا مصدر دسنا ہے۔
اس کے دیگر مشتقاق بھی دکنی اردو میں استعمال ہوتے ہیں۔

یو گھر آج مجھ کوں یو سونا دسے
ولے دکھ پو دکھ مج کوں دونا دسے
(وفات نامہ حضرت فاطمہ)

ا الف دسنا = دکھائی دینا۔
(۱) دسیں تج منے سب سیادت کے سین (بغات نامہ)
(۲) یوں محمد دیکے جو آفتاب کے اجیالے میں تارے اچکر نہیں دستے۔
(معراج العاشقین)

ب دسنا = دکھائی دینا۔
د دسنا = دکھائی دینا۔ ا

دگر بھانت کرنا = دگر گوں کرنا۔

اپس مکھ سے چھپلی سیاہ خال کو
دگر بھانت اپنا کئی حال کو
(قصہ ۔ سیاہ پوش)

دعا کہنا = دعا دینا۔

ہوا شہہ کوں حاصل جو او مدعا
سناسی کوں کہتا ہزاراں دعا
(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

دغدغا = دھکڑ پکڑ ۔ دگدا ۔ فکر ۔ چنتا ۔ خوف۔

محبت ستی مج سوں ہم دم ہوا
مرے دل میں کا دغدغا کم ہوا
(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

| ب _ دغدغہ = خوف ۔ اندیشہ
د _ دغدغہ = (۱) خوف ۔ ڈر ۔ تشویش ۔ خدشہ ۔ کھٹکا ۔ (۲) گدگدی۔ |

دکھ پو دُنبل = درد میں پھنسی لفظی معنی ہوئے۔
کوڑھ میں کھاج با محاورہ معنے ۔ تکلیف سی تکلیف۔
مصیبت پر مصیبت۔

نزیک تھا جو دم جائے اس کا نکل
کہی ہائے لیو کیا ہے دکھ پو دنبل
(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

[الف _ دکھ پر دنبل ہونا (دنبل = دنبالہ) =
ایک مصیبت پر دوسری مصیبت۔ سیر پر سوا سیر۔
(۱) یو دکھ پر دنبل ترا بولنا (قطب مشتری)
(۲) کہی جائے یو کیا ہے دکھ پر دنبل (رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)]

دکھ دھکانا = دھک دھک کرنا۔ خوف کھانا۔ لرزنا۔ ترساں و لرزاں ہونا۔ دہکانا۔ سلگانا۔ تیز کرنا۔

[الف _ دھک دھکانا = جگمگانا۔ چمکنا۔
(۱) وہی دھک دھکاتے زرینے ستی (طوطی نامہ)
دھک دھگانا = چمکنا۔
(۲) ہور جنگل دھگ دھگانے لگیا (انوارِ سہیلی)
ب _ دھکنا = جلنا۔ مشتعل ہونا۔ آتش بجاں ہونا۔
د _ دھک دھکانا = (۱) تیز جلنا۔ چمکنا۔ روشن ہونا۔ ٹمٹمانا۔ (۲) دھڑکنا۔ تھرتھرانا۔ (۳) گھبرانا۔ بے چین ہونا۔]

دکھیلا = مصیبت زدہ۔ آفت رسیدہ۔ دکھیارا۔

اندھارے اور بلاکی میں اکیلا
رہتا ہے اونچ زندہ ہو دکھیلا
(فقہ۔ محفوظ خانی)

دل دوڑانا = دماغ پاشی کرنا۔ دل ڈالنا۔ جی لگانا۔

ننھے کام میں کیا میں دوڑاؤں دل (مینا ستونتی و لورک)

[الف _ دل دوڑانا = خواہش کرنا۔

(۱) ننھے کام پر کیا میں دوڑاؤں دل (مینا ستونتی ولورک)

ب _ دل دوڑانا = آمادہ ہونا۔ خواہش کرنا۔ |

دلق =

دعا کرتے تھے سب شحمہ کے حق میں
یہی تھی آرزو سب کے دلق میں
(قصہ ابو شحمہ)

دلملانا = تلملانا۔ بے قرار ہونا۔

چلے شحمہ وہاں تے دلملاتے
چلے صد حیف کر افسوس کھاتے
(قصہ ابو شحمہ)

| ب _ دل مل = رگڑ۔ مسل۔ |

دل میں گُندنا = تصور کرنا۔ دل نشین کرنا۔ دل میں رکھنا۔

ترا روپ میں خوب دل میں گندیا
توں آخر ملے گی مگر دل بندیا
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| الف _ دل میں گندنا = دل میں بسانا۔
(۱) ترا روپ میں خوب دل میں گندیا
(رضوان شاہ و روح افزا۔ ب) |

دم گھٹانا = دم دینا۔ جان دینا۔ مرنا۔

جکوئی تجھ یاد میں دم کوں گھٹاوے
مسیحا ہو موئے کوں پھر اٹھاوے
(قصہ ۔ابو شحمہ)

دن اوگے = (طلوع ہونا)

سجدہ تلاوت بھی نا کرے نماز جنازہ سو
جب دن اوگے اٹھوں جب دو پہرا ہو
(فقہ ۔ہندی ۔ عبدوامین)

[ب _ اوگے = طلوع ہو ۔]

دن پو دن = دن بہ دن ۔ روز بہ روز ۔

دو چارو منے خوش ہوا اتحاد ہوا دن پو دن وہ محبت زیاد
(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

دند کار = بو کی کثرت ۔ بدبو ۔

مت رہے جیوں جاہلاں اسرار میں
بھنگ گانجہ کا دیکھو دند کار میں
(شبیہہ النسا)

[الف _ دند کاری = دشمنی کرنا ۔ دشمن ۔
(۱) یو چھنال خدا تے نہیں ڈری ۔ کیا بلا کری جھگڑا الانہاری ۔ دند کاری ۔
(سب رس)]

دندی = دشمن ۔ حریف ۔ مخالف ۔

ایتا تو میرا جیو بچائی ہے توں
دندی کوں مرے منج دکھائی ہے توں
(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

[الف _ دندی = (س = دوندی) دشمن۔
(۱) اٹھ کے جیو کا دندی ہوئے (نوسرہار)
(۲) قدرت تھے کھکش آسے کر دندیاں کے سوارا ہوے
(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)
(۳) خدا نہ روزی کرے کس کو بند دندی کا۔ (سب رس)
ب _ دندی = رقیب۔ سوکن۔ جفاکار۔ دشمن۔]

دن میں مشال گرمی میں شال دیوانہ پن کی چال =
یہ کہاوت بھی آج کل حیدرآباد میں بولی جاتی ہے۔

دنیادار = مال دار۔ خوش حال۔
اُسی کا ولایت بہت شہار تھے
سبھی خلق وھاں کے دنیا دار تھے
(مینا ستونتی دلورک)

[الف _ دنیادار = خوش حال۔
سبھی خلق واں کے دنیادار تھے (مینا ستونتی)]
د _ دنیادار = (۱) دھندوں میں پھنسا ہوا آدمی۔ (۲) ظاہری اخلاق کا آدمی۔ ملنسار آدمی۔ (۳) چالاک آدمی۔ امیر آدمی۔]

دوتی = کٹنی۔ قاصدہ۔

| ب _ دوتی = پیام رساں عورت۔ دلالہ۔ |

دورانا = دوہرانا۔ دہرانا۔ ہیر پھیر کے کہنا۔ دوبارہ کہنا۔

کہی کیا ستاتی ہے ناپاک ذات
جو پھر پھر دوراتی ہے توں اپنیچ بات
(میناستونتی ولوفک)

| الف _ دورانا = دہرانا۔
کہ پھر پھر دوراتی ہے تو اپنیچ بات (میناستونتی) |

دھابا = کچی دیوار۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔

| الف _ دھابا = کوٹھا۔ اٹاری۔
ہور دھابے سوں نیچے اُتر کر آتی (انوارِ سہیلی)
د _ دھابا = (۱) مٹی کی ہموار چھت۔ (۲) مکان جس کی چھت ہموار ہو اور مٹی کی بنی ہو۔ (۳) پہلی نظر۔ |

دھابلی = ڈربہ۔ مرغیوں کے بند کرنے کی جگہ۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔

دھاپش (دھاپوش) کرنا = مارے مارے پڑے پھرنا۔

گڑبڑ کرنا۔ گھبرانا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

دھام = امر۔ حکم۔ دھمکی۔

اٹھارویں اٹھارا سکل کام پر
او آتی ہے مجھ کام ہور دھام پر
(ابلیس نامہ)

دھام دھوم = دھوم دھام

مچ گئی ہے گھر میں اس کے دھام دھوم
سب ادا کرنے لگے رسم و رسوم
(بہارستانِ عشق)

دھانا = آنا۔ گھسنا۔

او لورک جو اس ٹھار پر آسے گا
توچندا کوں لے سات رو دھائے گا
(مینا ستونتی و لورک)

چڑھ دھاوت نہ ڈرات

[الف _ دھانا = دوڑنا۔ لپک کے جانا۔

(۱) یہ نوا آبِ حیات ہے، جکوئی دھایا ہرگز زوراں سوں کہنے تیں پایا۔
(سب رس)

(۲)　سو دیں راے رائیاں کنے دھائیا　　(طوطی نامہ)

(۳)　گفتار کہ خضر ہو توں اس چشمے پاس دھانا　　(دیوانِ عبداللہ قطب شاہ) |

دھاندل = ضد۔ ہٹ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے اور ضد کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: "ان کا بچہ دھاندل کرنے لگا" لیکن دلّی پیاری میں بے ایمانی اور رومٹی بازی کے معنوں میں برتا جاتا ہے۔ جیسے: وہ بڑا رومٹی باز ہے۔ "کھیل میں بڑی دھاندل کرتا ہے" "یہ دھاندل ٹھیک نہیں۔ میں نے خود پتے چراتے اور بدلتے دیکھا ہے"

| د _ دھاندل = (۱) جھگڑا۔ تکرار۔ (۲) بے ایمانی۔ دھوکا۔ فریب۔ |

دھرتی = دھرتی۔ زمین۔

کہی ڈھونڈنے جاؤ کتیک پری
جہاں لگ دریا جاں لگ دھرتی

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| الف _ دھرتی = زمین۔ دھرتی۔

(۱)　کہ اسماں تے خوب ہوی دھرتی　　(قطب مشتری)

(۲)　ہری ہو دھرتی ساری دسے پاچاں میں جیوں ناری

(دیوانِ عبداللہ قطب شاہ)

(۳)　دھرتی پو پھر کو تماشا دیکھو۔　　(انوارِ سہیلی)

ب _ دھرتی = لغزش۔ لرزش۔ کپکپاہٹ۔ زمین۔

د _ دھرتی = (۱) زمین۔ (۲) مٹی۔ اراضی۔ (۳) دنیا۔ |

دھر دھر = دھل دھل۔ بھل بھل۔ سے خون بہنے کی حالت کے اظہار کے لیے یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

چھلے پاواں منے آویں گے بھر بھر
چلے گا خون اس چھلیاں سوں دھر دھر (قصہ بلا)

دھک دھکا = دھر دھر۔ بھڑکنا۔ تیزی کے ساتھ جلنا۔

جلے انگ میرا سکل دھک دھکا
بلکتا ہوں اس دک ستی تکپکا
(ابلیس نامہ)

دھک دھکی = دھکڑ پکڑ۔ وحشت۔ خوف۔

قضا اس کی انکھیاں میں پھرنے لگی
قضا اس کے دل میں سٹیا دھک دھکی
(اضرابِ سلطانی)

دہگارنا = دہکانا۔ سلگانا۔

صندل اور اگر لاکو لکڑیاں دہگار
لگائی اسے غم کی تازی انگار
(مینا ستونتی ولورک)

دھگڑے دیوانی = دھگڑوں پیٹی۔

یہ گالی آج کل حیدر آباد میں مروج ہے۔

دھماں دھم لگانا = گھونسے لگانا۔ کوٹنا۔

دھماں دھم لگا سینے کے بھیتر
کیے ٹکڑے سینے کے اندر جگر

(قصہ۔ سیاہ پوش)

دھنگر = گوالیا۔ مویشی پالنے والا۔

بیٹھی خوب دھنگر انچل لا کو پاک
مانڈی چرخہ ہو موں کوں لا پھر کو خاک

ا الف _ دھنگر = چرواہا۔
یہ کتا دھنگر کا ہے۔ (انوارِ سہیلی)۔
د _ دھنگر = چرواہا۔ گھوسی۔ ا

دھوبلا = لہنگا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ یہ لفظ خیال پڑتا ہے۔ میں نے دلّی پیاری میں سنا ہے مگر غالباً کسی اور معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کی تحقیق کی جائے۔

دھووی = دونی۔ دگنی۔ دوہری۔

"کہ اب مج پو دھووی ہوئی ہے بلا"

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

دھیت = خبیث روح ۔ بلا ۔ چڑیل ۔ ڈاین ۔

تجھے بھوت دیو دھیت را کاس ہے
مجھے حق نبی مصطفےؐ آس ہے

(بڈن نامہ)

دھیٹ =

زمیں سے اٹھانے لگی پیٹ کو
وہ رو رو ڈرانے لگی دھیٹ کو

(قصہ ۔ نور جہاں بیگم)

[الف _ دھیٹ = دھٹائی ۔ مضبوطی ۔

کراو جوان شک دور وئیں دھیٹ سوں (طوطی نامہ)

ب _ دھیٹ = بے شرم ۔]

دھیر = طرف ۔ سمت ۔

او جنگل سے نکل چلے در امنگ
سو اک گاؤں کے دھیر پونچے نسنگ

دھیر کی ایک اور صورت دھر ہے اور اس سے ادھر ۔ ادھر ۔ جدھر ۔ تدھر ۔ ودھر اور چوندھیر نکلے ہیں ۔

[الف _ دھیر = طرف ۔ سے ۔

کہواؤ ملحد کیرایاں بیاں یک یک منج دھیر ۔ (خوش نامہ)]

دھیر = دھیرج۔ صبر۔ اطمینان۔ تسلی۔ ہمت والا۔ حوصلہ۔ استقلال۔

نہ ہمسایہ کوئی دھیر کا دینے بار
نہیں کوئی یہاں باج پروردگار
(مینا ستونتی ولورک)

[الف _ دھیر = ہمت والا۔ حوصلہ۔ استقلال۔
(۱) ملک شاہ بن جگ کو کچ دھیر نیں (رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)
(۲) اب تو سن یہ دھیر بچن (رموز السالکین)

دھیڑ = [نیچ ذات کی ایک قوم۔ (م۔ ت)]

گرو گئے دوار کا پیر گئے مکہ
انگریز کے راج میں دھیڑ مارے دھکا
یہ کہاوت آج کل حیدرآباد میں بولی جاتی ہے۔

[ب _ دھیڑ = دکن کی ایک اچھوت قوم]

دھینپا = بھیلی۔

لیے کوئی مصری کا سر پر گھڑا
لیے کوئی گوڑ کا دھینپا بڑا
(چوہے بلی نامہ)

دیاونت = مہربان۔ رحیم۔

دیاونت داتا سخی مرد اہے
مسلمان موم دل ابل درد اہے
(بڈن نامہ)

[الف _ دیاونت = دیاوالا۔ کریم۔
(۱) اس اللہ کے ناؤں سوں سب جگت
جودانی ، دیاونت اس کی صفت
(لیلیٰ مجنوں۔ احمد دکنی)
(۲) دیاونت ، داتار ، نامی اہے۔ (سیف الملوک بدیع الجمال)
د _ دیاونت = رحم دل۔ مہربان۔]

دیٹ = ڈنٹھل۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

دینداری = قرضہ۔ قرض داری۔

مجھے دین داری سے محفوظ (؟) رکھ
الٰہی جہاں میں تو محفوظ رکھ
(قصہ ، نور جہاں بیگم)

یہ لفظ ہندی حاصلِ مصدر دین اور فارسی دار کی ترکیب سے دیندار اسم فاعل کی اچھی مثال ہے۔

یہ لفظ اب بھی دلّی میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"اللہ کسی کو قرضہ اور دیندار نہ کرے"

دیوتن = دیوی۔ دیوتا کی تانیث۔

کہے کوئی دیول نہ اس حرف بن
کہ آتی ہے اب دیو کی دیوتن
(چندر بدن مہیار)

دیوٹیاں = ایک قسم کی قندیل۔

ستارے اس انگے دس آئے ہیں
کہ جیوں دیس کوں دیوٹیاں لائے ہیں
(مینا ستونتی و لورک)

یہ لفظ حیدر آباد میں اب بھی بولا جاتا ہے۔

ا الف ۔ دیوٹی = چراغ۔ مشعل۔

ستارے اس انگے دس آئے ہیں
کہ جیوں دیس کو دیوٹیاں لائے ہیں
(مینا ستونتی و لورک)

ب ۔ دیوٹ۔ دیوٹا۔ دیوٹی = چراغ۔ مشعل۔ چراغ دان۔ ا

دیول میں بکرا مرغی دینا = مندر میں بکرے اور مرغ کی بھینٹ چڑھانا۔ دکن کی عورتوں کے توہمات کو ظاہر کرتا ہے۔

بمن کو ناریل دھوتی و چانول بھی بکرا مرغی جو دیتے ہیں دیول
(فقہ۔ محفوظ خانی)

دیس = دن۔ روز۔

سکت پائے کوئی دیس موذی اگر
وبال اس کوں دے جیوں کہ چمٹی کوں پر

(علی نامہ۔ الف)

| الف _ دیس = دن۔ روز۔

(۱) دیس اندھاری کاری رات (نوسرہار)

(۲) جو ابرے کچھ دیس چیلاں اگھائیں (کدم راؤ پدم راؤ)

(۳) دنیا دو دیس کی کوئی تیں کسی کا۔ (سب رس) |

○●○

ڈ

ڈارنا = ڈالنا۔

حکم پانی ناپاک ہے سارا ڈالو ڈار
ممکن نہیں ہو ڈارنا جوا کی ذوالابصار

(فقہ۔ بندی عبد وامین)

گیتوں میں اب تک اسی طرح آتا ہے۔ جیسے:

"مو پہ ڈار گیو ساری رنگ کی گگر۔ میں جو بھولے سے
دیکھن لاگی ادھر۔ ساری ڈار گیو مو پہ رنگ کی گگر"

| الف _ ڈارنا = ڈالنا۔

(۱) اندھارا دین کرنے تیں سواد دیپک بجا ڈارے۔

(کلیاتِ شاہی)

(۲) جن جو یوسب ڈار سبک بارا اچھے (کلیاتِ بحری)

ب _ ڈارنا = ڈالنا۔ |

ڈاواں = بایاں۔ الٹا۔ چپ۔ دائیں کا نقیض۔

اذاں بولے طرف سیدھی سراسر
کہے ڈاویں طرف قامت برابر

(فقہ۔ محفوظ خانی)

لگت بھی اونچ دھووے ہاتھ ڈاواں
ضرب کھینچے لے کونی سو بھی انگلیاں (فقہ۔ محفوظ خانی)

حیّ علی الفلاح بھی بولنا مگر اس وقت
منھ ڈاویں طرف رکھ کر بولنا (فقہ۔ محفوظ خانی)

[الف _ ڈاواں = ڈاوا۔ بایاں۔

(۱) سلام کے وقت سیدھے ڈاویں موں پھرانا سنت ہے۔ (فرائض اسلام)
(۲) جس کی ڈاویں آنکھ سوں سیدھی آنکھ چھوٹی اچھینگی۔ (احکام الصلواۃ)
(۳) کھانے میں مکروہ دس چیزیں ہیں اول ڈاوے ہاتھ سے کھانا (کنزالمومنین)

ب _ ڈاواں = بایاں۔
ڈاویں = بائیں
د _ ڈانواں۔ڈاواں = بایاں۔چپ۔]

ڈُبکا دینا = دھوکا دینا۔ ٹالنا۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔

ڈُپاّ = دَونا۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔

ج _ ڈپاّ = ددنا۔ ٹوپی۔]

ڈغلا = دگلا۔ روئی کا بھرا سینہ بند جو زرہ کے نیچے پہنتے تھے۔

اگر چڑے سے یا ڈغلا دیا ٹوپ
وہ موزے اور سلح کا ہوئے اسلوب (فقہ۔ محفوظ خانی)

ڈگ = قدم۔

ا ب _ ڈگ = قدم۔
د _ ڈگ = لمبا قدم۔ ا

ڈگ ڈگ = قدم قدم۔ چپہ چپہ۔

ہر یک ڈگ پو چشمے کے ڈگ ڈگ شکار
ہرن کے مندے سو ہزاراں ہزار

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

ا الف _ ڈگے ڈگ = قدم قدم۔
(۱) ڈگے ڈگ پر ہزاروں سوں تھے آفت (انوارِ سہیلی)
ب _ ڈگ ڈگ = قدم قدم۔ ا
د _ ڈگے ڈگ = قدم قدم۔ قدم قدم پر۔ ا

ڈنڈارس = ایک قسم کا باریک و مہین کپڑا۔

ڈنڈارس کی انگیا جھلا جھل تمام
کٹوری پہ ڈانک اور چمکی کا کام

(قصۂ نور جہاں بیگم)

ا ب _ ڈنڈارس = کپڑے کی قسم۔ ا

ڈوپا = ٹوپی۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

ا الف _ ڈوپا = ٹوپی۔

(۱) گیتی گگن کے پات کوں ڈوپا طرے ہور بار کا (علی نامہ۔ الف)

ب ۔ ڈوپا = پگڑی۔ دستار۔ |

ڈوپّا مارنا = ٹوپی پر مارنا۔ چپت مارنا۔

ٹوپی کو چپت مار کر گرا دینا۔

یہ محاورہ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

ڈونگر = پہاڑ۔ کوہ۔ پربت۔

بھی مشرق کے ڈونگر میں سوں دوسرے دن

نکل آیا سورج شعلہ گگن

(بینا ستونتی دلوراک)

| الف ۔ ڈونگر = پہاڑ۔

جن یہ سر جیا ڈونگر کوہ (نوسرہار)

ب ۔ ڈونگر = پہاڑ۔ چٹان۔

د ۔ ڈونگر = (۱) اونچی زمین۔ ٹیلا۔ پہاڑ۔ پہاڑی علاقہ۔ پہاڑی ملک۔ |

ڈھال = وضع۔ قطع۔ گھاٹ۔ طور۔

کہ ویسا کسی شاہ کوں کوئی نہ تھا

دریا میں بی او ڈھال موتی نہ تھا

(قصہ رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| د ۔ ڈھال = (۱) نشیب۔ نیچی جگہ۔ ڈھلوان (۲) سپر۔ تلوار۔ تیر۔ نیزے کا وار نیزے کا وار روکنے کا ایک چوڑا ہتھیار۔ (۳) طور طریقہ۔ وضع۔ (۴) رسم و رواج۔ (۵) سایہ۔ |

ڈھالیا = چھجاّ۔ سائبان۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

| ج _ ڈھالیا = برامدہ۔اسارا۔ |

ڈھگار = ڈھیر۔ تودہ۔ انبار۔ پشتہ۔

دیکھے جا بجا تھا مردیاں کا ڈھگار (جنگ نامہ۔ حنیف شاہ)

| الف _ ڈھگار = انبار۔ ڈھیر۔

(ا) یہ انگار میرے لکڑیاں کی ڈھگار میں کہاں سوں پڑی (انوارِ سہیلی)

ب _ ڈھگار۔ ڈھگارا = ڈھیر۔

ج _ ڈھگار = ڈھیر۔انبار۔ تودہ۔

د _ ڈھگار۔ڈھگار = ڈھیرانبار۔ |

ڈھونگ پھیلانا = فیل مچانا۔ مکاری کرنا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"اگے حضرت تم بڑے وہ ہیں خوب ڈھونگ پھیلائی ہے"

| د _ ڈھونگ = فریب۔ ریاکاری۔ بناوٹی باتیں۔

ڈھونگ رچانا = فریب کا جال پھیلانا۔ |

ڈھیپا = ڈلاّ یا بھیلی۔

جیسے گڑ کا ڈھیپا۔ مٹی کا ڈھیپا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

| الف _ ڈھیپا = (ڈھیپ) ڈھیر۔

پھترے بھیج بھیج آب سوں ڈھیپاں نمن لگے اتھے۔ (علی نامہ۔ب)

ج _ ڈھیپا = ڈھیلا۔ |

ڈیٹنا = دیکھنا۔

تین بار سو اگلے پانی بہت نہ بیٹ
استنجے میں بول مت عورت اپ نہ ڈیٹ

(فقہ ۔ ہندی عبد وامین)

ڈیرا = مکان۔ خانہ۔ ٹھکانا۔ جگہ۔

کہے کوئی جا کہو مادر کوں میرے
تمیں اس وقت کیا بیٹھے ہیں ڈیرے

(قصہ ۔ابو شحمہ۔ الف)

ا ب _ ڈیرا = خیمہ۔
د _ ڈیرا = (۱) خیمہ۔ تنبو۔ (۲) عارضی قیام گاہ۔ (۳) گھر مکان۔ ا

○●○

ذ

ذکر لگنا = تصور رہنا۔ ذکر کرتے رہنا۔ یاد کرنا۔

اچھے روح افزا کوں شہہ کیچ فکر
لگے رات دن اس کوں اس کیچ ذکر

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

ذوالفقار = بھنگراج۔ ایک قسم کا سیاہ پرند جو جھانپل سے بڑا ہوتا ہے اور دم مقراضی ہوتی ہے۔ یہ بڑا نقّال ہے۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔

[د _ ذوالفقار = حضرت علی کی تلوار کا نام۔]

○●○

ر

رات سرنا = رات گزرنا۔ شب تمام ہونا۔

نہیں نیند آئی انن کوں ذری
یو باتاں منے رات ساری سری

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

رات لگانا = دیر لگانا۔ رات زیادہ کرنا۔ بڑی رات کرنا۔

لگی پوچھنے اے وفادار من
بڑی رات کیوں آج لاگی تمن

(قصہ۔ سیاہ پوش)

راتے رات = راتوں رات۔ فوراً رات ہی کو۔

او لورک جو گوال ناپاک ذات
گیا شاہزادی کوں لے راتے رات

(چندا ولورک)

[د ـ راتوں رات۔ راتارات = رات ہی رات میں۔ ایک رات میں۔]

راج واٹ کرنا =

بلا بامناں کوں کرے راج واٹ
بسر کر خدا کو کرے کام لاٹ
(ابلیس نامہ)

راج سور = چلّہ۔ چھٹی۔

پائے ہیں ماں باپ نے ازبس سرور
لاگے کرنے خوب جشنِ راج سور
(بہارستانِ عشق)

راج ور = صاحبِ حکومت۔ راجہ۔ بادشاہ۔ حاکم۔

دھرے رب کرم کی نظر جس اپر
گدا ہے تو پل میں کرے راج ور
(قصہ ملیکا)

اس میں "راج" سے "ور" کی ترکیب قابلِ غور ہے۔ ہندی فارسی کا پیوند لگا کے اسمِ فاعل بنایا ہے۔

راحت = آرام۔ چین۔

قدیم دکنی اردو میں یہ لفظ مذکر بولا جاتا تھا۔

اوکھاتی تھی الوان نعمت جتا
منگے باج بھیک اس کو راحت نہ تھا

دلّی میں نعمت اور راحت دونوں مونث بولے جاتے ہیں۔

راز کا ماہر = بھید جاننے والا۔ ہم راز۔

ترے راز کا کوئی ماہر نہیں
ترے کوئی کہنے سے باہر نہیں

(قصہ۔ سیاہ پوش)

راسک راست = من و عن۔ سچ سچ۔

بُلا افلاح کوں اپنے پاس بولے
جو کچھ تھا اس یو راسک راست کھولے

(قصہ۔ ابو شحمہ۔ الف)

[الف _ راسک راس۔ راسیک راس = ٹھیک ٹھیک۔

(۱) ایسے مرد عورتاں سے بہتر راسک راس۔ ایسے مرد پیکے میں پچاس۔

(سب رس)

(۲) لگیا چاکری کرنے راسیک راس (طوطی نامہ)

ب _ راسک = راست۔ ٹھیک۔
راسک راس = ٹھیک ٹھیک۔]

راک = راکھ۔ خاکستر۔

لیجا کر اس کوں آتش میں جلائے
لے اس کی راک بارے پر اُڑائے

(منصور نامہ)

ا الف _ راک = راکھ۔

سورج ترا روپ دیکھ کر جوگی ہوا ہے رشک سوں
کِرناں جٹاں، بالہ گھٹا بھر دھوپ کی لایا ہے راک

(دیوانِ ہاشمی)

ب _ راک = راکھ۔ ا

راکھنا = رکھنا۔ دھرنا۔

جنے عشق کی رہ میں راکھا قدم
اسے جیو دینے کا کیا دل میں غم

(قصہ، سیاہ پوش)

ا الف _ راکھنا = رکھنا۔

ایکن راکھے آس تڑاؤ (نو سرہار)

ب _ راکھنا = رکھنا۔ ا

رام پھل = یہ ایک قسم کا پھل ہے۔ اس میں ہیک بہت ہوتی ہے۔

یہ گرمیوں میں پکتا ہے۔ دکن میں بہت ہوتا ہے۔ اس کے درخت میں نے سیلون میں دیکھے ہیں۔ روایت ہے کہ سری رام چندر جی کے لیے یہ پھل پیدا ہوا تھا۔

ا ج _ رام پھل = ایک قسم کا ہرا شریفہ۔

د _ رام پھل = ایک قسم کا سرخ رنگ، ترشی مائل شریفہ جو رام چندر جی کو بہت مرغوب تھا۔

راتنا = کاٹنا۔ گزارنا۔ راندنا۔

اسی خیال میں دیس کوں راتنا
اجھوں او ترا ناؤں نئیں جانتا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ راتنا = (راندنا۔ راندن) مصیبت اٹھانا۔ جھیلنا۔

لگی وقت اس سات گزرانے
سو دن دن لگیا دکھ سوں اورانے

(طوطی نامہ)

ب _ راتنا = حکم رانی کرنا۔ نکال دینا۔ مصیبت جھیلنا۔]

راوت =

ٹوٹیا بھڑکل قلعے کا ہو شکستہ
چلیا پھر ذوق کا روات کھمستا

(قصہ۔ ابو شحمہ۔ الف)

[ب _ راوت = مالک۔ مہاراجا۔ شہنشاہ۔ سردار۔ بہادر۔

د _ راوت = (۱) بہادر۔ شجاع۔ سورما۔ (۲) راجپوتوں کی ایک قوم۔
(۳) خاکروبوں کی ایک اعلیٰ قوم جو دوسروں کا جوٹھا نہیں کھاتی۔]

رتالو = شکر قند۔ ایک قسم کی ترکاری ہے۔

یہ ایک بیل کی جڑ ہے اور بہت مزے دار و شیریں ہوتی ہے۔ اس کو ابال کر یا بھون کر کھاتے ہیں۔ اس کی کھیر، حلوا، پراٹھے،

گلگلے وغیرہ دوسری چیزیں بھی تیار کرتے ہیں۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ لیکن دلّی میں رتالو، اردی، کچا اور پنڈالو کی ایک قسم ہے۔ جو رنگ میں تو شکر قند سے ملتا ہے لیکن مزا اردی اور کچالو کا سا ہوتا ہے۔ علی گڑھ میں شکر قند کو گنجی کہتے ہیں۔

| د _ رتالو = اردی کی مانند ایک قسم کی جڑ۔ |

رِتی = شاید ریت کے لیے استعمال ہوا ہے بہ معنی رسم۔ طریقہ۔

الٰہی گنہ بخش ہور مجھ خطا
رتی کرتوں ایمان کے مجھ عطا
(شمائل نامہ)

| الف _ رتی = ریت۔ طریقہ۔
(۱) حضرت کہے ہیں یو سچ نبی کے رتی کہ "الکذب لاامتی"۔ (سب رس)
ب _ رتی = ریت۔ قول۔ |

رچنا = باندھنا۔

رچی توپ ہمت بہانڈی سراست
دھرے تس پہ دارو او گولے تھے راست
(من لگن)

| الف _ رچنا = بنانا۔ جمانا۔ آراستہ کرنا۔
جیتا معوی کھیار چ رچ (نوسرہار)
ب _ رچنا = بنانا۔ ترتیب دینا۔ تصنیف کرنا۔ ایجاد کرنا۔ پیدا کرنا۔

د ۔ رچنا = (۱) سرایت کرنا۔ اثر ہونا۔ (۲) مہندی کا رنگ لانا۔
(۳) شروع کرنا۔ پھیلنا۔ سامان مہیا کرنا شادی کرنا۔ (۴) جزوِ بدن ہونا۔
(۵) کبوتر کا خانے میں جانا۔ (۶) کھانا ہضم ہونا۔ (۷) بننا۔ مرتب ہونا۔
(۸) ایجاد ہونا۔ (۹) کام پر لگنا۔ (۱۰) استعمال کرنا۔ (۱۱) متعلق ہونا۔
(۱۲) واقف ہونا۔ مانوس ہونا۔ (۱۳) گانے میں سم جانا۔ (۱۴) قسمت میں
ہونا۔ (۱۵) محبت کرنا۔ (۱۶) فطرت۔ (۱۷) شکل۔ صورت۔ بناوٹ۔
(۱۸) نظم۔ گیت۔

رخصت دینا = اجازت دینا۔ حکم دینا

کندورے بچھانے کی رخصت دیا (رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

ب ۔ رخصت = اجازت۔

د ۔ رخصت = (۱) اجازت۔ منظوری۔ رضا۔ (۲) روانگی۔ کوچ چلنا۔ جانا۔
(۳) وداع۔ جنازہ اٹھنے کا وقت۔ (۴) وقفہ۔ مہلت فرصت۔
(۵) جائیں؟ اجازت ہے؟

ردّا دینا = دھوکا دینا۔

یہ محارہ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"واہ حضرت میرے کو خوب ردّا دیے"

رکاڑا کرنا = حملہ کرنا۔

غضنفر سنیا سو پکارا کیا
بہوت بیگ او آ رکاڑا کیا
(جنگ نامہ۔ حنیف شاہ)

رکت = لہو۔ خون۔

رکت اس بچاری کے ہات کوں لگا
نجانے نمن تیونچ کا دینچ سلا

(مینا ستونتی ولورک)

| الف _ رکت = (س: رکت) خون
جیوں کہ شنگرف یا کہ رکت (نوسرہار)

ب _ رکت = خون۔

د _ رکت = (۱) لہو۔ خون۔ (۲) سرخ رنگ۔ (۳) رنگ دار۔ رنگین۔
(۴) بے حد مشتاق۔ فریفتہ۔ |

رکیلا رکیل = دھکا پیلی۔ زور آزمائی۔

او گج مست پر گج کوں لالا کو ٹھیل
کیے زور در زور رکیلا رکیل

(بڈن نامہ)

| الف _ رکیل = حملہ۔
(۱) اہے یہ تو دشمن کا پہلا رکیل۔ (انوارِ سہیلی)

رم ڈھول = ایک قسم کا باجا۔

عقب ان کے طنبور اور بانسری
بگل اور رم ڈھول جھانجیں کئی

(قصہ۔ نور جہاں بیگم)

رموز = مذاق۔ دل لگی۔ ٹھٹھا۔

کہا چوبداراں یو بیراں کو لیو
رموز مجھ سوں کیے سزا ان کوں دیو

(بڈن نامہ)

[د ۔ رموز = رمز کی جمع۔ اشارہ۔ راز۔ بھلا۔
رموزیں چھانٹنا = نوک جھونک کی باتیں کرنا۔]

رن گھام = نعرہ۔ چیخ۔ صدا۔ آواز۔

جہاں عشقِ صنم کا ہے اکھاڑا
وہاں رن گھام جایا نے اکاڑا

(قصہ ملا)

[ب ۔ رن گھام = میدانِ جنگ کا کھم۔ بہت بہادر۔]

رن گھام کاڑنا = بلبلانا۔ چیخ مارنا۔ بلبلا کر رونا۔ بلکنا۔

وہاں سب خلق کا رہتا اکھاڑا
جہاں او "کیا لکھوں "رن گھام کاڑا

(قصہ ملا)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے اور بچوں کے بلبلا کر رونے کے لیے استعمال ہوتا ہے اور دکنی دیہات کی عورتیں اکثر بولتی ہیں۔

رن کھنڈل = جھگڑا۔ لڑائی۔ جنگ۔ جھڑپ۔

دیکھیا اس کون یک ناگ کالا شکل
او دو نو منے خوش ہوا رن کھنڈل
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

رنگ ڈالنا = رنگ کرنا۔ روغن کرنا۔ رنگنا۔
یہ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"میں میستری سے کرسیوں پر رنگ ڈالنے بولا"

روئی چڑھانا = دکنی عورتوں کی ایک قسم کی منت ہے۔
(فقہ۔ محفوظ خانی)

رو ریائی = رو رعایت۔ پاس داری۔ لحاظ۔
اچھے لی شرع پر قائم او بھائی
نہ تھا رکھتا کسی کی رو ریائی
(قصہ۔ ابو شحمہ۔ الف)

ا ب رو ریا کرنا = لحاظ کرنا۔ مروت کرنا۔
ا رو رعایت = پاس۔ لحاظ۔ طرف داری۔ ا

رو سیام = رو سیاہ۔ کالا منھ۔
آکے یک یک نے جو کی اوپر تمام
دیکھی یک فر پر بیٹھا رو سیام
(بہارستانِ عشق)
یہ ہندی فارسی ترکیب قابلِ ملاحظہ ہے۔

رومال = ایک قسم کا کپڑا جو سر پر مثلِ پگڑی کے لپیٹا جاتا ہے۔ یا عورتیں مثل ساڑی کے استعمال کرتی ہیں۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"عنبر پیٹ کا تلیا رومال پونے تین وار کا ہوتا ہے"

"رومال دس ہاتھ کا بھی ہوتا ہے"

{ رومال = لفظی معنی وہ کپڑا جس سے چہرہ پونچھا جاتا ہے۔ لیکن دکن میں اجرک کو رومال کہا جاتا ہے جسے سر پر باندھتے ہیں کاندھے پر ڈالتے ہیں اور مختلف کام لیتے ہیں ـــــ (م۔ت) }

ریل = قطار۔ فوج۔

پچھے اس لگ گئی بچوں کی ریل
رنج اس دکھیا کا اور ان کا تھا کھیل

(بہارستان عشق)

| د ـ ریل = (۱) رو۔ پانی کا چڑھاؤ۔ طغیانی۔ سیلاب۔ (۲) دھکا۔ (۳) دھار۔ (۴) بھیڑ۔ ہجوم۔ |

○●○

ز

زبان گردان کرلینا = چپ ہو جانا۔

کرامت بے نہایت جان کر سب
لیا عادل زباں گردان کر سب

(قصہ۔ابو شحمہ۔الف)

زٹ = مست۔ جوبن میں بھری ہوئی۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"خوب زٹ ہے"

زراین =

گریباں کری چاک دامن لگن
اتاری بھی ابرن زراین کنگن

(قصہ۔سیاہ پوش)

| الف _ زرائن = پوشاکِ زریں۔

پنھاں سب زرائن ہر اک دھات پھر (ابراہیم نامہ)

ب _ زرائن = زرتار لباس۔ زرکار۔ زیور۔ |

زرورازرور = ضروری۔ بالتاکید۔ بالضرور۔

حکم سن خزانچی زرورا زرور
اونٹاں پرا اینٹاں بھر کو بھیجیا حضور (بڈن نامہ)

زرینا = زربفت۔ زرتار۔ ایک قسم کا زرین کپڑا۔

مکلل زرینے میں سارا بدن
زرینے کوں تھا اس بدن سوں لگن

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

زمیں سخت ہور آسماں دور ہونا = زمیں سخت اور آسماں دور ہونا۔

علاج اس کے کاں مج کوں مقدر رہے
زمیں سخت ہور آسماں دور ہے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

ا د ۔ زمیں سخت ہے آسماں دور ہے = سخت مصیبت اور بے بسی کے موقع پر کہتے ہیں۔ نہ سختی کے باعث زمین میں سما سکتا ہوں نہ دوری کے سبب آسماں پر پہنچ سکتا ہوں۔ کچھ کرتے دھرتے نہیں بنتی۔ ا

زنانہ = زنخا۔ ہیجڑا۔ نامرد۔ زنانی۔ عورت۔

زنانیوں کی باتوں پہ پایا دغا
ہے سچ نئیں ہے رانڈاں میں بوئے وفا

(اضرابِ سلطانی)

ا د ـ زنانہ = (۱) مخنث۔ ہیجڑا۔ وہ مرد جو عورتوں کی سی حرکتیں کرے
(۲) پردہ نشین عورتوں کے رہنے کا مکان۔ حرم سرائے
(۳) پردہ۔ (۴) نامرد۔ ڈھیلا۔ سست۔ ا

زود = جلدی۔

ساڑھے باون تول جو روپا ہو موجود
پندرہ ماشہ اور دو رتی زکات جدا کر زود
(فقہ ہندی۔ عبدوامین)

ا د ـ زود = جلد۔ شتاب۔ فوراً۔ ابھی معاً۔ ا

زیاد = زیادہ۔

دو برس کا جب ہوا وہ خورد سال
مہر و مہ سے تھا زیاد اس کا جمال
(بہارستانِ عشق)

کشت ظاہر ہو گئی حد سے زیاد
ہونے لاگے خلق کی حاصل مراد (بہارستانِ عشق)

ا د ـ زیاد = زیادہ کا مخفف۔ ا

زیاستی = زیادتی۔ جور۔ ظلم۔

ہے چوتھا غصہ ہور ظلم زیاستی
کرے کوئی غریباں پو ناراستی (ابلیس نامہ)

باہر والے اب بھی زیاستی کہتے ہیں۔

ا ج ـ زاستی = زیادتی۔ افزونی۔ ا

○●○

س

سات = ساتھ۔ ہم راہ۔

نا کچھ کھاوے نا پیوے نا سوئے دن رات (= خدا)
نا روئے نا وہ ہنسے نا بیٹھے نا چلے سات

(فقہ۔ ہندی)

[ب _ سات = ساعت۔ ساتھ۔ ساتھ۔ سات (،) ۔ سے۔]

ساٹن = ایک قسم کا سوتی کورا کپڑا ہے جو گزی سے ملتا جلتا ہے۔ عام طور پر جھاڑن، صافیاں، چاندنیاں اور غریب غربا کے کپڑے اس کے بنتے ہیں۔ یہ سفید ہوتا ہے دو گز سے لے کر پون گز تک کا عرض ہوتا ہے۔

یہ لفظ حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"ساٹن کے ایک تھان میں اس دالان کی ایک چاندنی بنے گی"

دلّی میں ساٹن انگریزی ریشمی کپڑے کو کہتے ہیں جو غلتے کی طرح ہوتا ہے۔

[ساٹن = (Satin) ایک قسم کا دبیز بھڑکیلا۔ ریشمی کپڑا۔ اطلس۔]

ساک =

نا جورو نا مرد ہے نا شوت نا ساک
نا مائی نا باپ ہے نا بیٹا نا دیہہ (دھی= بیٹی) آک
(فقہ۔ بندی۔ عبد امین)

ا د _ ساک = غصہ۔ شرم۔ ا

سالو = قند۔ ایک قسم کا سرخ باریک کپڑا۔

کہ جوں باریک سالو کالے کپڑا
کھے جوں کانٹوں کے جھاڑوں میں سنپڑا
(فقہ۔ محفوظ خانی)

ا ب _ سالو = ایک گہرے سرخ رنگ کا مہین کپڑا۔
د _ سالو = ایک قسم کا سرخ رنگ کا کپڑا۔ لال ململ۔ ا

سانج = شام۔

ہوئی سانج تو اڑ کو آتا ہے یاں
وقت آپنا او گماتا ہے یاں
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

ا الف _ سانج = شام۔
دیوڑ باج اندھیارا اچھے گھر میں سانج (لیلیٰ مجنوں۔ عاجز)
ب _ سانج = سانجھ۔ شام۔
د _ سانجھ = (۱) شام کا وقت (۲) دوستی۔ ا

سانج کوں آنچ نئیں = سچ پر آگ اثر نہیں کرتی۔

یہ ایک مثل سے اور اب تک اسی طرح بولی جاتی ہے۔ البتہ
بجائے کوں کے "کو" اب کہتے ہیں۔

دیکھو یہ قول سب دس پانچ کہتے
کہ نئیں ہے سانچ کوں کچھ آنچ کہتے

(قصہ ملا)

[ب _ سانچ = سچائی۔ سچ۔]
د _ سانچ کو آنچ نہیں = سچ کو کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔]

سپور = تمام۔ سب۔

بڑے چار سو بولتا ہوں سپور
اول سب میں داؤد کا ہے زبور

(قصہ ملیکا)

[سپور = مکمل۔ پورا۔
(۱) ترا بھید تو جانتا ہے سپور (معراج نامہ)
ب _ سپور۔ سپورن = بھرا ہوا۔ پر۔ کامل۔ مکمل۔ لبریز۔ پورا چاند۔]
د _ سپورن (سم پورن) = (۱) سارا۔ تمام۔ کل۔ (۲) بھرپور (۳) پورا چاند۔]

ست = راستی۔ صداقت۔ سچائی۔

اگر وہ ہے ست اپر استوار
حرام اس پہ ہو جان دوزخ کی نار

(مثنوی صوفی)

[الف _ ست = جان۔ حقیقی وجود۔ اصول۔ ایمان۔ نیکی۔ عصمت وفاداری۔

(۱)　مانی باپ کے من کی ست　　(نو سرہار)

(۲)　بارے جیوں آب حیات پیونے کوں موں پسار یا اپنا ست اپنا پت بار یا۔

(سب رس)

(۳)　اگر کوئی تمھیں ست نہ بدلاؤ تے　　(طوطی نامہ)

ب　ست = عصمت۔ طاقت۔ زور۔ سچائی۔ عرق۔ رس۔ خوبی۔ فضیلت۔ نیکی۔ سادھو۔ مردِ نیک۔ پاک اعلیٰ۔

د　ست = (۱) سچائی۔ سانچ۔ صداقت۔ صدق۔ راستی۔ (۲) ایمان۔ دھرم۔ یقین۔ سچ۔ صحیح۔ درست۔ بجا۔ (۴) کھرا۔ سچا۔ ا

ستمی (ستمتیں) = ؛ ظالم۔ ستم کرنے والا۔ (م۔ت) ؛

مدینہ ہور مکہ سنبالنے کوں
رکھے ستمی کفر کوں جالنے کوں

(قصہ۔ ابو شحمہ۔ الف)

سنے پر بات سٹ اس کوں اُچائے
سوتی تھی نیند میں ستمی جگائے

(قصہ۔ ابو شحمہ۔ الف)

ا ب ۔ ستمی = ظالم۔ ا

ستمی = جان بوجھ کر۔

نکو ستمی تمیں دوزخ میں جاؤ
بھلائی ڈر خدا کا دل میں لاؤ

(قصہ۔ محفوظ خانی)

لپسینہ با وضو کرتے سو بوندا ں
نہ ستی ڈال پانی میں ہے چھٹواں
(قصہ ۔ محفوظ خانی)

روزہ ستی توڑے گا تو وہ ظہار کے برابر ہے ظہار کہے تو اپنے قبیلے کو نکاح حرام ہے عورتوں میں سبوں ایک کی تشبیہ دیا تو ۔ جیسا ماں یا بھان یا بیٹی بولیا تو ۔ یو کفارہ لازم ہوا اسے ہرگز نا بولنا ۔
(فقہ ۔ محفوظ خانی)

دعا ماثورہ آخر لگ ہے پڑنا
نہ اس کوں ترک تو ستمیں سوں کرنا (فقہ ۔ محفوظ خانی)

ستّور = بُغدا ۔ قصائی کی بڑی چھری ۔
یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے ۔

ستیزی = برّش ۔ کاٹ ۔
نظر میں توں خوباں کی تیزی دیا
توں چھب کے کھڑگ میں ستیزی دیا
(علی نامہ ۔ الف)

سٹیا = سٹا ۔ ڈالا ۔ اس کا مصدر سٹنا ہے ۔ پرانی دکنی اردو میں "یا" ماضی مطلق کی علامت ہے ۔
کتیک دن کے بعد از اجالا سٹیا

او بگلی سو مچھی اسے آلگیا
(قصہ ۔ گلسری خاتونِ جنت)

پکڑنا سے پکڑیا ۔ کھنا سے کھیا وغیرہ۔

متذکرہ بالا قاعدہ کی رو سے ماضیِ مطلق جو مصادر سے بنائے گئے ہیں۔ ان کے نمونے ہیں۔

| الف ۔ سٹنا = چھوڑنا ۔ گرنا ۔ پڑنا ۔
(۱) کوفے کیرا مارگ سٹ (نوسرہار)
(۲) سئی مست ہو ہوشیاری انے (قطب مشتری)

ب ۔ سٹ دینا = چھوڑ دینا ۔ پھینک دینا

د ۔ سٹنا = (۱) سازش کرنا ۔ مل جانا ۔ (۲) جڑ جانا ۔ چپک جانا
(۳) چھوڑنا پھینکنا ۔ |

سجان = سجن ۔ دوست ۔ مہربان ۔ بھلے مانس ۔ میاں ۔ بنے ۔

دو فرخ کوں دے کر کہی اے سجان
مرے شہہ کوں انپڑا یو میرا نشان
(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

| الف ۔ سجان = سجن ۔ محبوب ۔
کہ تج یاد کرتا اچھوں اے سجان (قطب مشتری)

ب ۔ سجن = دوست ۔ محبوب ۔ معشوق ۔ |

سجر = سانی ۔ مویشیوں کی ایک غذا ۔

دیکھو بیل بھینساں کوں سجرتے سٹیا
بغیر گھانس ان کوں نہ لاگے میٹھا

سجنجل =

اسی وضع سوں کر بہوت قیل وقال
ہو حیرت زدہ سب سجنجل مثال

(اضرابِ سلطانی)

| الف ۔ سجنجل = (ع) آئینہ۔

(۱) یہ بوجھے وہ جو پہنچا ہے سجنجل کے معانی کوں (کلیاتِ ولی)

ب ۔ سجنجل = آئینہ۔ |

د ۔ سجنجل = (۱) آئینہ۔ (۲) عینک۔ (۳) پگھلا ہوا سونا۔ چاندی۔
(۴) زعفران۔ (۵) خالص۔ صاف۔ |

سچوٹی = سچائی۔ صداقت۔ ست۔

پکڑ کاٹیں گے میری ناک چوٹی
نکل جاوے گی میری کب سچوٹی

(قصہ۔ ملا)

اگر کچھ ہم منے ہوگی سچوٹی
موا کاٹے گا کیا کوئی ناک چوٹی

(قصہ۔ ملا)

| الف ۔ سچوٹی = سچائی۔

(۱) سچوٹی کا قاضی بھتر ہو کھڑا
کرے ہے زباں کوں عدل کا درا

(۲) ہر ایک کام۔۔۔ راستی ہور سچوٹی سیں کرنا۔ (انوارِ سہیلی)

ب ۔ سچوٹی = سچائی۔ |

سحرگر = جادوگر۔ ساحر۔ یہاں مونث بہ طور استعمال ہوا ہے۔ بہ معنی جادوگرنی۔ ساحرہ۔

پنجم یو بھنّورنا رہے سحر گر
اپس مرد پر پیار دھرنا لگر

(قصہ۔ ملیکا)

سد بندنا = حد فاصل قائم کرنا۔

ننھے ہور بڑے میں تہیں حد بندیا
دونو میں توں شمشیر کا سد بندیا

(علی نامہ۔ الف)

| الف _ سد بندنا = دیوار کھڑی کرنا۔

ننھے ہور بڑے میں تہیں حد بندیا
دونوں میں توں شمشیر کا سد بندیا

(علی نامہ۔ ب)

ب _ سد = دیوار۔ |

د _ سدّ = (۱) اوٹ۔ دیوار۔ پردہ۔ روک۔ دو چیزوں کے درمیان روک۔
(۲) ممانعت۔ روکنا۔ |

سرب = تمام۔ سب۔

صحابی سات لے سارا سرب دل
نبی یلغار سوں اس پر دیے چل

(قصہ۔ ابو شحمہ۔ الف)

بدن میں توں اعضا مرکب ہزار
رکھیا کر مرتب سرب یک توں ٹھار

(علی نامہ۔ ب)

[الف _ سرب = سب۔ کل۔ تمام۔
(۱) سرب دل سوں توں جائے جس باٹ تے (طوطی نامہ)
(۲) رکھیا کر مرتب سرب یک توں ٹھار۔ (علی نامہ۔ الف)
ب _ سرب = تمام۔ مسافر خانہ۔ گربن۔ سب۔ لاتعداد۔]

سرج = سورج۔ آفتاب۔ خورشید۔ مہر۔ سوریہ۔

کہ شاخاں او پاتاں دسے زیب دار
سرج کی بھی جھلکارتے تابدار

(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

[ب _ سرج = سورج۔]

سُرمنڈل = ایک قسم کا باجہ۔

دیکھت سوز سوں باجتا سرمنڈل
دلاں میں اندیشا ہوا دل کھندل

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[ب _ سرمنڈل = ایک قسم کا باجا۔]

سرن =

سنیا ناؤں اللہ کا جب پون

اسی وقت تصدیق کیتا سرن

(نور نامہ۔ احمد)

ا الف ۔ سرن = (س = شرن) پناہ۔ ہندوانہ سلام۔

سل ہے مجھے جو دانت کی ہور زلف کی تری

اس "سین" کو سرن ہے اور اس "لام" کو سلام (کلیاتِ بحری)

ب ۔ سرن = (۱) خوب صورت۔ حسین۔ (۲) پناہ۔ آسرا۔ درست ہونا۔ ختم ہو جانا۔ گزر جانا۔ پورا ہو جانا۔ قدم بوسی۔ (۳) دیوی۔ دیوتا۔ (۴) روح۔ (۵) سجدہ۔ دل۔ (۶) محبوب ہونا۔

سرنا =

کہاں لگ کہوں میں یو سرنے کا نئیں

قیامت تلک یو بسرنے کا نئیں

(ابلیس نامہ)

ا الف ۔ سرنا = مکمل ہونا۔ پورا ہونا۔ ختم ہونا۔

(۱) رات کا عنبر سریا۔ صبح کی پھوٹی کرن (لطفی)

ب ۔ سرنا = ختم ہونا۔ پیدا ہونا۔ پھوٹنا۔ گزرنا۔ ا

سرانا = زیب دینا۔ سزاوار ہونا۔

الٰہی قوی توں سرے تجھ سکت

نہ دیتا توں بھاتا رتی کس کے ہت

سرانا سرے اس سکت دار کوں

کہ آدھار ہے ان نرادھار کوں

(علی نامہ۔ الف)

| الف _ سرانا = سراہنا۔
سرائے نئیں تو نہ دھر دل پہ کچھ کہ رہتے ہیں (کلیاتِ بحری)
ب _ سرانا = سراہنا۔ تعریف کرنا۔
د _ سرانا = سراہنا۔ تعریف کرنا۔ |

سِکا = چھلا۔ مندری۔ انگوٹھی۔ انگشتری۔

دیا بات فرخ کے نام لکھا
نشانی دیا کاڑ اپنا سکا
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| الف _ سکا = منقوش۔ تراشیدہ۔
(۱) سکا صورت خوب از حد (نوسرہار)
ب _ سکّہ = انگوٹھی۔ |

سگاں = جمع سگ کی۔ کتّا۔

یہ کہہ کر وداع ہو کے اس سوں سگاں
گئے شہر پونے کوں کرتے فغاں
(اضرابِ سلطانی)

سگٹ = سب۔ یکساں۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"چھوٹے بڑے سب اس میں سگٹ ہیں"
| الف _ سگٹ = تمام۔

(۱)　سگٹ اس دنیا کے دھندیاں کو ایک ایک چیز کی کمک ضرور ہے۔
(انوارِ سہیلی)

ب _ سگٹ = تمام۔سب۔ کل۔سارا۔
د _ سگٹ = کل۔تمام۔ ا

سُگھڑ (س + گھڑ) = اچھے ڈول والی۔ خوش رو۔ خوش وضع۔

بڈی روح افزا کوں کھیَ اے سگھڑ
نہیں شہہ میں کچ ہوش توں بات کر

(رضوان شاہ و روح افزا۔الف)

یہ لفظ اب بھی بولا جاتا ہے۔

ا ب _ سگڑ = سگھڑ۔ صاحب سلیقہ۔
د _ سگھڑ = خوش سلیقہ۔ تمیز دار۔ ذی شعور۔ دانش مند۔صاحبِ تمیز۔ کاری گر۔ دست کار۔ ہنر مند۔ ا

سلاڑی = جولاہا۔ یہ لفظ تلنگی کا ہے۔

"کمتر کمین یک سلاڑی"

(چرخے کا گیت)

سِل ٹانکنا = سِل رہانا۔

{ بڑے چوڑے پتھر کو سِل کہتے ہیں جس پر مصالحہ پیسے جاتے ہیں۔ سل کو لوہے کے ایک ہتیار سے پیٹ کر کھردرا بنایا جاتا ہے اسے سِل ٹانکنا کہتے ہیں _ (م۔ت) }

ا د _ سل = مصالحہ پیسنے کا پتھر۔ پتھر کا لمبا چوڑا ٹکڑا جو عمارتوں میں لگایا جاتا ہے۔ ا

سلوقیہ = یک جزیرے کا نام ہے جو بدرہ ساحرہ کا مسکن ہے۔

سم = سامنے۔ مقابل۔ حضور۔

علی روتے سبوں سے جا کھڑے سم
کہے بخشو خطا حضرت عمر تم

(قصہ۔ ابو شحمہ۔ الف)

یہ دونوں شاہ روتے ان کو لاکر
عمرؓ کے سم کھڑے کیتے لجاکر

(قصہ۔ ابو شحمہ۔ الف)

[الف _ سم = سامنے۔ مقابل۔ برابر۔ ہم مرتبہ۔

(۱) عالم ہوا ہے خرم فردوس باغ کے سم (کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)

(۲) سو دھن کے دسن سم جو ہونے کوں آئے (قطب مشتری)

ب _ سم = اچھی طرح سے۔ مانند۔ مشابہ۔ مثل۔ سامنے۔
مقابل۔ تاں۔ برابر۔]

سمّی = ہم نام۔ مانند۔

زہے شاہ عادل سمّی ولی علی ابنِ سلطاں محمد بلی

(علی نامہ۔ الف)

سناسی = سنیاسی۔ جوگی۔ عابد۔ مرتاض۔

اوڑیا جب او کھاندے پوتے پنک پسار
وتے ہیں سناسی ہوا ہوشیار
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

سنچل = علم۔ شبہ۔ خیال۔

نہ خلوت کا سنچل ہووے کسی کو
نہ کر فحشہ تو عورت کی خوشی کو
(فقہ۔ محفوظ خانی)

ا ب ۔ سنچل = آواز۔ آہٹ۔ بھنک۔
د ۔ سنچل = آہٹ۔ بھنک۔ آواز۔ ا

سنچل = پرچھائیں۔ سایہ۔ جھلک۔

سوتی تھی سو اونار مھاڑی سندر
اُٹھی ہڑبڑاتی سنچل دیک کر
(مینا ستونتی ولورک)

سُنک = سن کر۔

ندا سنک حق کا وہاں تے چلیا
یکایک او باری کوں آکر ملیا
(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

سنکل = زنجیر۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"کتے کی سنکل کہاں ہے"

| الف _ سنکل = (س = شر نکھل) زنجیر۔

(۱) اس کے گلے میں بڑی گھٹ سنکل ڈالیا۔ (انوارِ سہیلی)

ب _ سنکل = زنجیر۔

د _ سنکل = (۱) زنجیر۔ کُنڈی۔ سنگل۔ |

سنکل ڈالنا = کُنڈی لگانا۔

یہ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"دروازے کو سنکل ڈال دو"

مجھے شبہ ہوتا ہے کہ علی گڑھ میں بھی سنکل ڈالنا اور سنکل لگانا بولا جاتا ہے۔

سوس = تشنگی۔ پیاس۔

مجھے حرص کی سوس لاؤں نکو
مرا آبرو مجھ پلاؤں نکو

(علی نامہ۔ الف)

| الف _ سوس = احساس۔ جذبہ۔

(۱) مجے حرص کی سوس لاؤں نکو (علی نامہ۔ ب)

ب _ سوس = جذبہ۔ احساس۔ پیاس۔ جلن۔ تشنگی۔ |

سوکی چھوڑنا = غپ مارنا یا لگانا۔

یہ محاورہ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"بڑی سوکی چھوڑا"

انہی معنوں میں شمالی ہند میں باہر والے سُری چھوڑنا بولتے ہیں۔ میں نے علی گڑھ میں یہ محاورہ سنا تھا جیسے "اچھی سری چھوڑتے ہو"۔

دلّی میں سری چھوڑنا بے آواز ریاح خارج کرنے کے معنوں میں مستعمل ہے جیسے: "اباں کیا سریاں چھوڑ رہے ہو سانپ اندھے ہو جائیں۔ ناگ کے بال جل جائیں۔" لیکن بازاریوں کا محاورہ ہے۔ عورتیں اس محاورے کو فتنہ پردازی کے محل پر استعمال کرتی ہیں۔ جیسے:

"تو بھی لنکا سیری کم نہیں۔ بیٹھے بیٹھے سرّیاں چھوڑتی ہے۔ جانے کیا خون خرابے کرائے گی"۔

سوں = سوگند۔ قسم۔

ترے شاہزادے کی سوں ہے تجھے
کہ ہے تیوں یو سب بولنا ہے مجھے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

کہ تا شاہ کوں یار سوں نا ملاؤں
اسی رزق کی سوں کہ کھانا نہ کھاؤں

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

اب بھی میوات میں سوں، بہ معنی قسم بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"ہے کا کی باپ کی سوں"

[الف _ سوں = قسم۔

(۱) اب بھی انگھیں یوں سوں کھاؤں (نوسرہار)

(۲) مصحف کی سوں دو ہمنا بھوت مانے گا۔ (سب رس)

_ سنّوں کھانا۔ سوں کھانا = قسم کھانا۔ عہد کرنا۔

(۱) تیری تو میں سنوں کھائی (نوسرہار)

ب _ سوں = قسم۔ سوگند۔ [

سوں = سے۔ کو۔

اگر مکھ دکھاؤں میرا سو رسوں
تو باطل کروں سور کے نور کوں

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ سوں = سے۔

(۱) سب خلق کوں تیرے نور سوں پیدا کیا ہوں۔ (معراج العاشقین)

(۲) ملحد سب گھال میل سوں من میں راکھے (خاور نامہ)

(۳) وہ سب میں ملیا ہور سب سوں جدا ہے۔ (سب رس)

(۴) سکیاں سوں تو نکلے کرن گشت جب (طوطی نامہ)

(۵) زمیں سوں سٹے اس کو اک تیر سوں (رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)

سوں = سو۔

(۱) شہہ کے مندھرا نگن میں نٹ سوں اجاڑ سکیاں

(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)

(۲) جو کچھ محمد نے پایا سوں علی کوں سمجھایا۔ (سب رس)

ب _ سوں = کی۔ (ان معنی میں شاذ و نادر ہی استعمال ہو رہے)

سوں = (سو) ۔ وہ ۔ سے ۔ سکوں ۔ کو ۔ سنسار و عالم ۔

د ۔ سوں = سے ۔ ا

سونچ = سے ہی (سوں + چ)

وتے اس ملک میں پری زاد ہے
اونن سونچ او ملک آباد ہے

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

ا ب ۔ سونچ ۔ سونچہ = سے ہی ۔ ا

سہرہ چڑھانا = سہرہ چڑھانا ۔ دکنی عورتوں کی ایک منّت ہے ۔

(فقہ ۔ محفوظ خانی)

ا د ۔ سہرا چڑھانا = (۱) لوحِ مزار پر سہرا لٹکانا ۔
تعزیوں کے علم یا فوج کے نشان پر سہرا لٹکانا ۔ ا

سہیلی = عورت ۔ رنڈی ۔ نار ۔

چھجے کے اُپر مرد اس کا یکات
او بیٹھا تھا مل اک سہیلی سنگات
گئی ہیگی دو تینے اس یار پاس
کیا تھا جنے اس سہیلی کی آس
کیتی جا کو در حال اس کوں خبر
قبولی تجھے او سہیلی سندر

(مینا ستونتی و لورک)

یہ لفظ دلّی میں سکھی۔ بھینلی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔
[د ۔ سہیلی = ساھن۔ سکھی۔ ساتھ رہنے والی۔ بھینلی۔ ہم جولی۔]

سیتا پھل = شریفہ۔ ایک پھل ہے۔ جو بہت شیریں اور لذیذ ہوتا ہے۔ دکن کے جنگلوں میں کثرت سے خوداؤ ہوتا ہے۔ روایت ہے کہ سیتا جی کے لیے یہ پھل پیدا کیا گیا تھا۔

یہ لفظ حیدر آباد میں بولا جاتا ہے اور عام طور پر اس کا تلفظ سیتا فل کیا جاتا ہے۔ جیسے: " سیتا فل والی کو بلاؤ "۔
علی گڑھ میں میٹھے گھٹے کو سیتا پھل کہتے ہیں۔
[د ۔ سیتا پھل = ایک خوش ذائقہ پھل۔ شریفہ۔ یہ پھل بن باس کے زمانے میں سیتا جی بڑے شوق سے کھاتی تھیں۔

سیتی = سے۔ از۔

کتو نے جو گئے تھے یہاں سیتے نھاٹ
سٹے ان کے ہاتاں و پاواں کوں کاٹ
(اضراب سلطانی)

یہ پہلے دلّی میں بھی بولا جاتا تھا۔ جیسے: " کھیتی خصم سیتی "
[الف ۔ سیتی = سے۔
(ا) سورج کی تاب سیتی جیوں پگھلتا برف آپس میں (مشتاق)
ب ۔ سیتی = (پہلی سے مجہول) حرف جار ہے۔ اس کا املا میں پہلی "سے" کو حذف کر کے بھی استعمال میں آیا ہے۔]

سیڈو = تھوہر۔

پیاس جیوں لگتی مجھے تو اے امام
تب وہ دود سیڈو ودیتے صبح و شام

سیری = جھوت۔ پتلی گلی مکان کے پچھواڑے۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

سینا مارلینا = چھاتی پیٹ لینا۔

سُنی روح افزا بڈی سوں یو بات
سینا مارلی جوڑ لی اپنے ہات
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

سیندی = سندولے کا نشہ آور عرق۔ گٹھل کھجور کا منشی رس

ستر ویں وہی نار سیندی شراب
پیوے نت ہمیشہ کرے گھر خراب (ابلیس نامہ)

ا د ۔ سیندھی = کھجور کا رس۔ ا

سینے کے کنارے کا مباف = مباف کی ایک قسم۔ عمدہ مصالحہ ٹکا ہوا مباف

وہ کر تیل کنگی سے بالوں کو صاف
کناری کا سینے کا ڈالی مباف
(قصہ۔ نور جہاں بیگم)

سیوٹ = آخر۔

بھی سیوٹ کوں حق کا سو فرمان ہوں
جو آیا ہے اس پر کہ اے نوریوں

(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

[ب _ سیوٹ = آخر۔ نتیجہ۔ کامیاب۔ انتہا۔ حد درجہ۔]

سیوٹ کرنا = ؛ مختصر کرنا۔ خلاصہ کرنا ___ (م۔ت) ؛

جو کوئی ہر بات کی سیوٹ کرے پھر
جو لا الہ الا اللہ سو آخر (فقہ۔ محفوظ خانی)

[الف _ سیوٹ کینا = خلاصہ بیان کرنا۔

(۱) اس بات کوں عزیزاں سیوٹ نہ کیئں تو کیا کیئں (کلیاتِ بحری)

ب _ سیوٹ = آخر۔ نتیجہ۔ کامیاب۔ انتہا۔ حد درجہ۔]

سیں = ستی۔ سے۔ از۔ تے۔

بچے آج ہوتے ہیں میرے یتیم
کہوں کس سیں جا اے رسولِ کریم

(وفات نامہ حضرت فاطمہ)

"سیں" شمالی ہندستان میں بھی شعرا نے استعمال کیا ہے۔ حضرت فردوس منزل عالی گوہر شاہ عالم ثانی بادشاہ غازی نے جو آفتاب تخلص فرماتے تھے۔ اپنے کلامِ معجز بیان میں اس کا استعمال فرمایا ہے۔

صبح تو جام سیں گزرتی ہے

شب دل آرام سیں گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے
اب تو آرام سیں گزرتی ہے

[الف _ سیں = سے۔
(۱) معوی جو ہے تجھ سیں سوت (نوسرہار)
ب _ سیں = سے۔]

سینڈ = تھوہڑ۔ ایک قسم کا تلخ درخت۔

جو جھاڑاں آگے اور سینڈ لاوے
جو اس گرمی حرارت میں کھلاوے
(فقہ۔ محفوظ خانی)

سیوک = خدمت گذار۔

عمر غصے سوں کیتے اس پو نعرا
اگر افلاح توں سیوک ہے ہمارا
(قصہ۔ ابو شحمہ۔ الف)

[الف _ سیوکی = کنیز۔
رہوں گی سیوکی ہو میں پیا کی ریج ہے جس سوں (کلیاتِ شاہی)
ب _ سیوک = نوکر۔ چیلا۔ غلام۔ خدمت گار
سیوکی = داسی۔
د _ سیوک = (۱) نوکر۔ خدمتی۔ خدمت گار۔ چاکر (۲) پجاری۔ بھگت۔
عابد (۳) مرید۔ چیلا۔]

○●○

ش

شاند = سودا۔ مرض۔ ضبط۔ جنون۔ خیال۔ غم۔ فکر۔

مری عقل کوں اس گھڑی کیا ہوا
منجے کاں سوں یو شاند پیدا ہوا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

توں کیا دیک کو پیچ ہے اس دھات کا
اٹھیا ہے تجھے شاند کس بات کا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

ا الف ۔ شاند = فکر۔ خیال۔

(۱) نہ رہ سک حماقت سوں لے پھر او شاند (طوطی نامہ)

(۲) مجے کاں تے یو شاند پیدا ہوئی (رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)

ب ۔ شاند = فکر۔ خیال۔ ا

شاند چڑنا = جنون ہونا۔ سودا ہونا۔

مگر پیچ ہو مجنوں نمن شاند چڑ
گیا ہونے گا ویچ جنگل پکڑ

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

شتالا = اذیت۔ تکلیف۔

منج تج کدن تے شتالا ہوا
اتا جیو مرا سو اتالا ہوا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[د _ شتال = بے چین۔ بے قرار۔]

شتالنا = بے قرار کرنا۔ پریشان کرنا۔ اذیت دینا۔ تکلیف دینا۔

بھی اول کی فکراں میں ڈالیا منجے
یونا نا اتا پھر شتالیا منجے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ شتالنا = چھیڑنا۔ اکسانا۔

جوں تار شتالتے سوں مضراب (من لگن)

ب _ شتالنا = تحریک دلانا۔ ایچ پیدا کرنا۔ ترغیب دلانا۔ ابھارنا۔ بھڑکانا۔ حرکت۔ میں لانا۔ بے قرار کرنا۔

د _ شتالنا = اکسانا۔ ابھارنا۔ شہ دینا۔]

شربت خوری = منگنی۔ نسبت۔

کہ اول ترا باپ اے شہ پری
کیا ہے مری تیری شربت خوری

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

کہ منج واسطے تج کوں اے شہ پری
کیے ہیں اول تیج شربت خوری

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

شرح طحاوی = ایک کتاب کا نام ہے۔

شرح طحاوی میں کہا پانی ہے دو شق
ایک پانی تقیدی دوجا ہے مطلق

(فقہ ہندی۔ عبدوامین)

شرمندی = شرمندہ۔ شرمسار۔ خجل۔ مجوب۔

میں نا کرنا سو شاہ سوں ہم بندی
خلائق میں مج کو نہ کر شرمندی

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

شکر بھات = منھ میٹھا کرنا۔ نسبت کی رسم۔

وزیر ہور پردھان کہے اس وزا
شکر بھات کی ہم کوں دیو رزا (بڈن نامہ)

شکر کدو = میٹھا گھیا۔ ایک ترکاری کا نام۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔
علی گڑھ میں اس کو سیتا پھل کہتے ہیں اور لکھنو میں کاشی پھل۔

شکل کا ملیدا = دکنی عورتوں کی ایک قسم کی منت و نیاز ہے۔
(فقہ ۔ محفوظ خانی)

شمرنا = شمار کرنا۔ گننا۔

ہوا پیٹ کی بُند سوں جو ہے صبر
اوا نتڑیاں کی بند سوں قناعت شمر
(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

فارسی و عربی کے الفاظ کے اس قسم کے بہت مصادر قدیم اردو میں ملتے ہیں تجویز نا۔ خطرانا۔ اندیشنا وغیرہ اس کی قدیم مثالیں ہیں۔

شوقی = دکن کا ایک شاعر ہے اس پر نصرتی نے چوٹ کی ہے۔
ملاحظہ ہو:

دس پانچ بیت اس دھات میں کے ہیں تو شوقی کیا ہوا
معلوم ہوتا شعر اگر کہتے تو اس بستار کا
(علی نامہ۔ الف)

شہاب = گولا۔

مگر چرخ پرسوں چلیا یک شہاب
اسے دیکھ دھوتیاں کیے تم خراب
(اضرابِ سلطانی)

ا د ۔ شِہاب = لو۔ لپٹ۔ وہ ستارہ جو آسمان سے گرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔
روشن ستارہ۔ شعلہ۔ بھڑکتی ہوئی آگ۔

شِٹّی = پنساری۔ بنیا۔

بھرے جا کو شٹّی کے گھر میں تمام
ولیکن شٹّی کو نہ تھا کچھ بھی فام

(چوہے بلی نامہ)

شہیر = مشہور۔

ہوا شہہ سواری میں ایسا شہیر
کہ راکب پہ تھا شیر کے خوردہ گیر

(چندر بدن و مہیار۔ الف)

[د _ شہیر = مشہور۔ نامور۔]

○●○

ص

صندل = سفوف۔ چورا۔ برادا۔

بھی یک جھاڑ کے پات کا رس نکال
وہ جڑ کا صندل کاڑ اس رس میں ڈال
دیا شاہ کے ہاتھ میں وہ صندل
کیا اس کوں کر لے جتن یاں سوں چل

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

صنوف =

فرض حج کے صاحباں تیں صنوف
طوافِ زیارت احرام بھی عرفان و قوفا

(فقہ۔ ہندی عبد دامین)

صو = صد۔ سو۔ پانچ بیسی۔

فرق سوں ہر ایک اسماں کو دھریا
برس پانچ صو راہ میانے کیا

(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

اس انداز پر دیوے درجہ خدا
دیوے صو ہزار اس کو نیکی جزا
(نکاح نامہ)

اب تو صرف "صد" صادے لکھا جاتا ہے اور "سو" سین سے لکھا جانے لگا ہے۔

صور = ایک قسم کا جانور ہے { سور؟ (م۔ت) }

اس دھات ایمان بدلائے کر
سو پھرتا ہے حیران ہو کر صور
(قصہ بلیکا)

صوفہ =

کہ صوفے اکھنڈ پانچ یاقوت کے
رنگا رنگ محلاں سو زمرود کے
(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

[ب _ صوفا = طاق۔ دالان۔ محراب۔]

○●○

ض

ضربنا = ضرب سے مصدر بنایا گیا ہے۔ لگنا۔ چوٹ مارنا۔

بھی لے ان کی مادر سوں سیتا تلک
ضربنے لگیا ان کے بھیتر بلک
(اضرابِ سلطانی)

ضوارہ =

سنے سب مرد و زن دورے ضوارہ
ملیا تھا خاص و عام اس ٹھار سارا
(قصہ ابو شحمہ۔ الف)

○●○

ط

طبق = طباق۔ قاب۔ صحنک۔ کونڈا۔ طشت۔

تخت کے انگے سب بچھانا کرے
او چشمے پو پھولاں کے طبقاں دھرے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

اب بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ جیسے: سینے پریوں کے طبق چھڑوائے ہیں۔

ا د ۔ طبق = (۱) تھال۔ بڑی رکابی۔ (۲) نیاز (۳) پریوں کی نیاز کا کونڈا۔ (۴) ڈھکنا۔ قرص۔ ٹکیہ۔ ا

طرا = طرح۔

طمطراق = ٹھاٹ باٹ۔ شان شوکت۔

جہانگیر ہونے کوں تازی براق
ترے کاج بھیجیا ہے دے طمطراق

(علی نامہ۔ الف)

ا د ۔ طمطراق = (۱) شان و شوکت۔ دھوم دھام۔ کر و فر۔ رعب داب (۲) غرور۔ تکبر۔

طوالِ مفصّل =

طوالِ مفصل فجر میں اور ظہر میں جان
اوساط مفصل عصر میں اور عشا میں آن
(فقہ ہندی۔ عبد دامین)

طور ہونا =

لگیا چابک پوچا بک طور ہونے
لگیا روتا خلق سب دور ہونے
(قصہ ابو شحمہ)

○●○

ع

عاروس = عروس۔ دلہن۔

کہ جب عاروس کو تو گھر میں لاوے
دونو مل ہاتھ منھ اس وقت دھلاوے

(فقہ، محفوظ خانی)

[الف _ عاروس = عروس۔
(۱) گئے شہہ عاروس خلوت منے (قطب مشتری)
(۲) میں عاروس پیاری، تو نوشہ بنا (میناستونتی)
ب _ عارس۔عاروس = عروس۔ دلہن (عروساں جمع)۔]

عاشور خانہ = امام باڑہ۔

یہ لفظ اب تک حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔

عانہ =

جو گرد ہوں چار چڑوں کا نمونہ
بھواں کمر پشانی اور عانہ

(فقہ، محفوظ خانی)

[د _ عانہ = ناف کے نیچے کی جگہ جہاں بال ہوتے ہیں۔ شرم گاہ کے بال۔]

عصات =

امامت اولے پادشاہ نہیں تو ہو قضات
نہیں تو امام حی ہو پچھو ولی عصات
(فقہ ۔ ہندی ۔ عبدالامین)

عقل وند = عقل مند ۔ عاقلہ ۔

دھنی ہے توں اس تخت ہور تاج کی
عقل وند بیئی ہے اس راج کی
(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

یہ لفظ اب بھی دلّی کے عوام بولتے ہیں ۔ جیسے :
"عقل وند کی دور بلا" ۔ "یہ کیا عقل وندی کی"

علاقت =

نبی فرمائے جب ہوسے گا قیامت
قیامت کا سنو ذرا علاقت
(فقہ ۔ محفوظ خانی)

علتّاں = جمع علتّ کی ۔ طلب ۔ لپکا ۔ برائی ۔

مشہور بات ہے حال سنگ بد نجائے
سبھی علتّاں جائے عادت نجائے

دلّی میں "عِلّت" بری عادت کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"اچھی عِلّت پڑی ہے۔ یہ چھٹنے والی نہیں"

ا د ۔ علّت = (۱) بیماری۔ دکھ۔ روگ۔ (۲) وجہ۔ سبب۔ باعث۔ (۳) خراب اور ناکارہ چیز۔ (۴) جھگڑا۔ بکھیڑا۔ (۵) عادتِ بد۔ لت۔ (۶) عیب۔ نقص۔ (۷) الزام۔ بہتان۔ (۸) کوڑا کرکٹ۔ خس و خاشاک۔ ا

علماں کی ٹٹی = بہت سے علم جو ایک قطار میں بیٹھے ہوں۔ اسے حیدر آباد میں علموں کی ٹٹی کہتے ہیں۔

علیکی دینا = جوابِ سلام دینا۔

علیکی نہ اس کوں دیے کوئی نئیں
خجل ہو پشیمان بولیا ہے وئیں

(ابلیس نامہ)

ا ب ۔ علیکی = سلام کا جواب۔ ا

علیم = عالم۔ فاضل۔ صاحبِ علم۔ پڑھا لکھا۔

(۱) پچھے سب نے اول غفور الرحیم
جو پیدا کیا سو کہو اے علیم (قصہ بلیکا)

(۲) بزاں ویں دیا جواب پھر او علیم
سلامت رکھو تجھ غفور الرحیم (قصہ بلیکا)

(۳)　یو مسلے کوں معلوم کراوَ فہیم
پھر آتب پُچھے اس کوں سن اے علیم　(قصہ ملیکا)

فارسی میں اکثر الف یا سے مبدل ہو جاتا ہے۔ جیسے رکاب سے رکیب۔

عمل = کام۔ کار۔ کاج۔

کہ رضوان شہہ کوں تخت بیسلاوَ
عمل بادشاہی کے سب مل چلاوَ
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

عیّار = چور۔

۔ ۔ ۔ ۔ ؟　(قصہ سیاہ پوش)　ا

اب شاطر اور چالاک کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔

عیوق =

چلاتا ہے بھی یوں ہو معشوق کو
کہ پہنچے فغاں اس کی عیوق کو
(قصہ چندر بدن و مہیار)

○●○

غ

غاٹا = مگرا۔ مغرور۔ خودسر۔ متکبّر

منھ سے اس کے ہے عیاں غاٹا پنا
ہے نہایت وہ تو سفلہ چرغنا

(بہارستانِ عشق)

یہ لفظ آج کل بھی حیدرآباد میں بولا جاتا ہے جیسے:

"ابا وہ بڑا غاٹا ہے"

[د _ غاٹا = مغرور۔ متکبر۔]

غارت غور = تہس نہس۔ ملیا میٹ۔ غارت۔

بلا رکوں سو مار کر کیے غارت غور
کفر تھا سو پھانکیا ہوا دین کا زور

(بڈن نامہ)

غوریوں کی غارت گری ضرب المثل تھی۔ غزنوی خاندان کی تباہی اور علاء الدین جہاں سوز کی سفاکی نے دنیائے اسلام میں تہلکہ ڈال دیا تھا۔ غزنی کی بربادی سے غوریوں کو غارت گری کا

خطاب ملا اور ان کے نام کی نسبت سے غارت نے زور پایا۔ اب دلّی میں غارت غول کہتے ہیں۔ رائے مبدل بالام ہو گئی ہے۔

| د _ غارت غول = تباہ و برباد۔ ستیاناس۔

غپاغپ = جلدی جلدی۔

یہ لفظ حیدر آباد میں آج کل بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"کیا غپاغپ کھارئیں یارو۔"

| د _ غپاغپ = (۱) متواتر۔ مسلسل۔ پے در پے۔ (۲) کسی چیز کی ملائم چیز کے اندر آنے جانے کی آواز۔ |

غچّا = پٹخنا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

| د _ غُچّا = دھوکا۔ فریب۔ جُل۔ |

غچّا دینا = پٹخنا۔ سنانا۔

یہ محاورہ آج کل حیدر آباد میں مستعمل ہے۔

| د _ غچا دینا = دھوکا دینا۔ فریب دینا۔ |

غِچا کا = دھکّا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

| د _ غچا کا = بھرے جسم کا۔ موٹا تازہ۔ |

غراب = ڈونگی۔ کشتی۔ ناؤ۔

کیا نقل راوی کہ جب او غراب
دریا کے میانے چلی جوں حباب

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ غراب = ایک قسم کی کشتی۔
(۱) کیا نقل راوی کہ جب او غراب (رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)
ب _ غراب = کوا۔ تیز رفتار کشتی۔
د _ غراب = کوا۔]

غلاٹا = گڑبڑ۔

یہ لفظ حیدآباد میں آج کل بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"اجی حضرت سب غلاٹا ہو گیا۔"

غلبلا = غلغلہ۔ شور۔ ہنگامہ۔ آواز۔ غل۔ بھید۔ راز۔

رہی دنگ سکی دیک یو غلبلا
کہ پھر آئی یو آسمانی بلا

(مینا ستونتی و لورک)

لے چندا کو لورک جو باہر ہوا
یو غلبلا جگ میں ظاہر ہوا

(چندا و لورک)

[الف _ غلبلا = شور۔ ہنگامہ۔ غلغلہ۔
(۱) کدھیں شور کرتی کدھیں غلبلا (قطب مشتری)
(۲) دو نازاں بلا ہے دو نازاں میں بڑا غلبلا ہے۔ (سب رس)

ب _ غلبلا = غلغلہ۔
د _ غلغلہ = ہنگامہ۔ شور و غل۔ دھوم۔ شہرت۔ ا

غلفی دینا = دھوکا دینا۔ چکّر میں لانا۔

یہ محاورہ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

" واہ یار خوب غلفی دیتے ہو "

غیب = غائب۔ پوشیدہ۔

(۱) رضا لے ہوئے غیب اوسب جنے
رہے دائی ہور شاہ جنگل منے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

(۱) اگر غول دشتی ہیں بے شک و ریب
ہماری نظر سیتی ہوتے ہیں غیب

(اضراب سلطانی)

○●○

ف

فاضل = برتر۔ بزرگ۔

بلار مست سیاہ سنگ دل
کھیا جگ میں میں ہوں فاضل
اتر حقِ تے بلا نازل
غنیم غازی او طوفانی

(بڈن نامہ)

فام = خبر۔ فہم۔

کون تھا یو شخص اور کیا نام تھا
صاحبِ عرفان یا بے فام تھا

(قصہ۔ جم جاہ)

(۱) ولیکن شئی کو نہ تھا کچھ بھی فام

(چوہے بلی نامہ)

ا الف ۔ فام = فہم۔ سمجھ۔
عجب عجب اس کے کام انسان کیا کر سکے فام۔ (سب رس)
ب ۔ فام = فہم۔ ا

فائیق (فائق) = حاوی۔ چھایا ہوا۔

دہاں تھا جہاں میں جتا ساز تھا
او سازاں پو فائیق آواز تھا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

فراقی = مہجور۔ مفارقت دیدہ۔ فراق چشیدہ۔

پچھاڑی کھا پڑے تب ہو فراقی
ذرا کچھ دم نہ تھا واللہ باقی

(قصہ۔ ابو شحمہ)

اس میں یائے نسبتی نے جو اسمِ فاعلی کی حالت پیدا کردی ہے۔ اس قسم کے الفاظ اب بہت کم بولے جاتے ہیں۔ باہر والوں سے شوقی بہ معنی شوقین سننے میں آیا ہے۔

فرزند = بیٹا۔ پسر۔

یہ لفظ عام طور پر بیٹے کے معنوں میں حیدر آباد میں بولا جاتا ہے جیسے: "میر طالب علی کے فرزند"۔

دلّی میں بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ لیکن تکلّف کی بول چال میں۔

ا الف _ فرزندؔ = بیٹی (جس طرح آج بیٹی کو پیار میں بیٹا کہہ کر پکارتے ہیں)

جنے دفع اس اژدہاں کوں کرے
دیوں فرزند اپنا اسے تو سرے

(طوطی نامہ)

ب _ فرزند = بیٹا۔ بیٹی۔

د _ فرزند = (۱) بیٹا۔ لڑکا۔ (۲) اولاد لڑکا یا لڑکی۔]

فرزندِ لطفی = منھ بولا بیٹا۔

نکل شہر شیشی آج آئی ہوں یاں
ترا ایک فرزند لطفی ہے واں

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

فرنگ = تلوار فرنگی۔ کرچ۔ تپنچہ۔ پستول۔ بندوق۔ اسلحہ کی ایک قسم جو فرنگی اپنے ساتھ لائے تھے۔

کھتے ہیں تلگ (تلنگ) آیا ویسے منے
فرنگ کھینچ مارے اسے دو جنے

[الف _ فرنگ داز = فرنگ انداز۔ بندوقچی۔

زحل کوں رکھیا کر فرنگ داز توں (سیف الملوک بدیع الجمال)

د _ فرنگ = (۱) یورپ سے متعلق۔ مغربی۔ (۲) تلوار۔]

فرنگی = کافر۔ کاذب۔ دغا باز۔ مکار۔ بے ایمان۔ گندا۔ نجس۔ ناپاک۔

کلمہ گو ہیں ظاہرا باطن پلید
مونھ مسلماں دل فرنگی ہیں شدید

(شبیہہ النسا)

[د _ فرنگی = یورپی۔ انگریز۔ مغربی۔]

فزود = زیادہ۔

تھی جتنی طرح شیرنی کی نمود
کئی طرح کے روس بھی تھے فزود
(قصہ ۔نور جہاں بیگم)

فکیر = سوچ کر۔ فکر کر کے۔ غور کر کے۔

ادیاراں جو تھے بھار کے بے نظیر
او تجویز اپس میں کیے یوں فکیر

فلح = فلاح۔ نیکی۔ بہبودی۔

نہ تھا ان کے تئیں احتیاجِ صلح
کرم سیتی چاہی ہماری فلح
(اضرابِ سلطانی)

فنداں = جمع فند کی۔ فریب۔ عیاری۔ مکاری۔

یو سن بات کٹنی نے بولی جواب
بڑے ٹھگ فنداں میں سو میرا ہے داب
(مینا ستونتی ولورک)

| الف _ فنداں = دھوکا باز۔ عیار۔
(۱) بڑے ٹھگ فنداں میں سو میرا ہے داب (مینا ستونتی)
ب _ فن۔ فند = مکر۔ فریب۔ دھوکا۔ چالاکی۔
د _ فند = (۱) فریب۔ جھانسا۔ (۲) خایہ۔ |

فوت = موت۔ مرگ۔

"ڈرے نا تمن کیوں مری فوت سوں"

(قصہ۔ سیاہ پوش)

فوت کا استعمال بغیر افعال کی ترکیب کے اب نہیں ہوتا۔ "فوت ہو جانا۔ فوت کرنا۔ فوت ہونا، وغیرہ" بولا جاتا ہے۔ لیکن فوت بہ معنی موت بہ طورِ رسم اب نہیں بولا جاتا۔

| د _ فوت = نیست۔ معدوم۔ جاتا رہنا۔ موت۔ |

○●○

ق

قالی = قالین۔

ہر یک ٹھار خوش طرح قالی بچھائے
صدر ٹیک سوں ٹیک عالی بچھائے
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

قدم = پایہ۔ رتبہ۔ درجہ۔ مرتبہ۔

اس قدم کا اب ولی ہے گا کہاں
جس کے چہرے سے بزرگی ہے عیاں
(بہارستانِ عشق)

قصارِ مفصل =

قصار مفصل شام میں نیکی کر کے جان
طوال سورہ حجرات سو بروج تابیں مان
(فقہ ہندی۔ عبدامین)

قلتبان = دیوّث۔ بھڑوا۔

کہا اس سے سب مشورت کا بیان
بھی سارے زناں کوں بلا قلتبان

(اضرابِ سلطانی)

ا د _ قلتبان = (۱) دیوث۔ بھڑوا۔ قرم ساق۔
(۲) وہ جو اپنی عورت کو دوسروں کے پاس بھیجے۔ ا

قول بیڑا = جب نسبت منظور ہو جاتی تو سمدھیانے والوں کو جو پان دیے جاتے تھے اسے قول بیڑا کہتے تھے۔

لپیٹ کر تکٹ میں دیے قول بیڑا

(بڈن نامہ)

قوم = جماعت

بھاری ہوئے قوم پر دراز پڑھے قرات
سورت اگو پیچھو پڑھے سو بھی مکروہات

(فقہ، ہندی۔ عبدوامین)

قیام = قیامت۔ روزِ حشر۔

مفصل صفت ایمان میں تسی کے سات۔۔۔م
ایمان خدائے فرشتگان کتب رسل قیام

(فقہ، ہندی۔ عبدوامین)

○●○

ک

کارفرما = سرکار۔ حاکم۔ سردار۔

بغیر کارفرما چلے کام کیوں
دسے شاہ بن جگ کوں آرام کیوں

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| د _ کارفرما = (۱) کام لینے اور کام بنانے والا۔ حکم کرنے والا اور چلانے والا۔
کمانڈر۔ (۲) بادشاہ۔ استاد۔ |

کاڑی = تنکا۔ خس و خاشاک۔

پتھر کے سلب بیچ ہیرا کرے
تو کاڑی کا (کو) پل میں پہاڑی کرے

(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

حیدر آباد میں یہ لفظ اب بھی بولا جاتا ہے اور دیاسلائی کے لیے بھی یہی لفظ حیدر آباد میں بولتے ہیں۔ جیسے:

"کاڑی کی ڈبیا لاؤ" "کاڑی کی ڈبی ایک گنڈے میں آوے گی۔"

| الف _ کاڑی = تنکا۔

رکھے پاڑکوں لاکے کاڑی پہ جیوں (سیف الملوک بدیع الجمال)

ب _ کاڑی = لکڑی کا باریک اور کچھ لمبا ٹکڑا۔ تنکا۔
ج _ کاڑی = تنکا۔
د _ کاڑی = تنکا۔ تیلی۔ |

کاکڑ = ایک لٹیری قوم۔

پنڈاری و چپو و کاکڑ تمام
لگے لوٹ لینے کوں ہر صبح شام
(اضرابِ سلطانی)

کالوا = نہر۔ چشمہ۔ نالا۔

کہ دو ہونٹ سوں دو پڑے بند جب
ہوئے کالوے بہشت کے اس تے تب
(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

ندی کوں نھنانا سمجھنا کدی نھنا کالوا جاکو ہوتا ندی
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| الف _ کالوا = نالا۔ نہر۔
(۱) کہ بہتے تھے واں کالوے نیر کے (قطبِ مشتری)
(۲) پانی کالویاں میں سب شراب ہوا (سب رس)
(۳) نھنا کالوا جاکو ہوتا ندی (رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)
ب _ کالوا۔ کالوہ = نالا۔ نہر۔ ندی۔ چھوٹا دریا۔
کالوے۔ کالویاں = کالوا کی جمع۔ |

کالویٹ = سیاہ ہرن۔ استعاراً کالا آدمی۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے جیسے:

"اگے اس کالویٹ نے کیا ڈھونگ پھیلائی ہے۔"

ا الف ـ کلویٹ = کالا ہرن (نر)

ارے کلویٹ تو بے شرم۔۔۔ ہوا سو تیرا موں تو کالا ہو گیا۔

(انوارِ سہیلی)

د ـ کالواٹ = ہرن (نر)۔ ا

کالی توپآ = کالی لوکٹ۔ {کالی کلوٹ۔ (م ت)}۔

یہ صفت ہے اور سیاہ فام عورتوں کے لیے آج کل حیدر آباد میں مستعمل ہے۔ جیسے: "ارے ماں تم جو بولے سو پوٹی کالی توپآ ہے۔"

کام چھوٹک ہونا = کام سرانجام ہونا۔ کام ختم ہونا۔ مطلب پورا ہونا۔

چھوٹک ہوئے یو کام یک فند منے
علی کے ہمیں جا کہیں سامنے

(جنگ نامہ، حنیف شاہ)

کام لاٹ کرنا =

بسر کر خدا کوں کریں کام لاٹ (ابلیس نامہ)

UQAABI 03055198538

کام نئیں سو حجام بلّی کا سر مونڈا = خالی بنیا کیا کرے اس کو ٹھی کے دھان اس کو ٹھی میں کرے۔

یہ مثل آج کل حیدر آباد میں بولی جاتی ہے۔

کُپّا = ڈھیر۔ انبار۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ مجھے اس لفظ کو اعلیٰ حضرت حضور نظام فلد لا ملکہ سے سننے کا شرف حاصل ہوا۔ حضور نے فرمایا "الگ الگ ہراج نہ کر کُپّا کردے۔"

[ج ۔ کُپّا = ڈھیر۔ تودہ۔

د ۔ کُپّا = (۱) چمڑے کا چھوٹے منھ کا پھولا ہوا ظرف جس میں گھی یا تیل رکھا جاتا ہے۔ (تشبیہہ) موٹے جسم کا۔ فربہ۔ (۲) پھولا ہوا جیسے کپے کی مانند بھرا ہوا۔ سوجا۔ پھولا بیٹھا ہونا۔]

کپڑا نکلنا = کپڑوں سے ہونا۔ گودی میں پھول جھڑنا۔ سر میلا ہونا۔

یہ محاورہ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

کُتّی = کتیا۔ مادہ سگ۔

پکڑ آئی ہوں دل منے آس میں
رہوں گی کتی ہو ترے پاس میں

[د ۔ کُتّی = کتیا۔ مادہ سگ۔ (حقارتاً) کمینی اور چھنال عورت۔]

کَتھل = رانگ۔ قلعی۔

کہا گوشت میرا سو گلتا رہے
کتھل آگ میں جیوں پگلتا رہے

(ابلیس نامہ)

یہ لفظ اب بھی بولا جاتا ہے۔

| الف ۔ کتھل = رانگ۔

روپے کے مول گر جو بکادے کتھل مرا

(کلیاتِ بحری)

ب ۔ کتھل = ایک دھات کا نام۔ رانگ، رانگا۔
د ۔ کتھل۔ کتھل۔ کتھیل = رانگا۔ |

کُچ = سینہ۔ پستان۔ چھاتی۔

"کہ چوتاری انگیاں کچوں پر کسے"

(قصہ۔ سیاہ پوش)

یہ برج بھاشا کا لفظ ہے۔ اکثر دوہوں میں سنا جاتا ہے۔

کنک لتاسی نار ہے کٹ کاہے تے بین
کٹ کا کنچن اینچ کے کچن مانجھ بھر دین

| ب ۔ کُچ = پستان کا بالائی نوکیلا حصہ۔ سینہ۔
د ۔ کچ = کھڑی چھاتی۔ پستان۔ تھن۔ (۲) سرِ پستان۔ بھٹنی۔ |

کچرا = کوڑا کرکٹ۔

اگر راہ میں اس کی ہوتا فدا
کوے کچرے میں میں نہ پڑتا سدا
(چندر بدن مہیار)

کداں۔ کدھاں = کہاں۔ کب۔

جنگل آدمی کوں کداں خوش لگے
اگر رہے تو یک دیس میں دل بھگے
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

بھی فرقان نازل ہوا سو کدھاں
یو کہ کھول مجھ پر ہوئے سب عیاں
(قصہ ۔ملیکا)

[الف _ کدھاں = کب تک۔
(۱) خدا جانے کدھاں ہوتا تھا نفا۔ (سب رس)
کدھاں لگ = کب تک۔
ب _ کدھاں = کب۔
کدھاں لگ = کب تک۔ کہاں تک۔
د _ کدھاں لگ = کب تک۔]

کدل = ایک قسم کا جانور ہے (شاید بڑ باگڑ ہے)۔

کدل کی جو وھاں اک جماعت اتھی
جو حضرت او عیسیٰ کی امت اتھی
(قصہ ۔ملیکا)

[الف _ کدل = کیلے کا درخت۔

لڑکتے تھے کد لاں د بھیلا نمن (قصص الانبیا)

ب _ کُدل = طاقت ور۔ |

کدمد = سیر۔ دل بہلاؤ۔ تفریح۔ گمّت۔

یو جنگل میں کدمد کوں آتی ہوں میں
وقت آپنا بھیں گماتی ہوں میں (رضوان شاہ و روح افزا)

کدو = دراز گھیا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ لکھنو میں اس کو لوکی کہتے ہیں اور دلّی میں دراز گھیا اور کدو بھی شمالی ہند کے شہروں میں اکثر بولا اور سمجھا جاتا ہے۔

| ب _ کدو = (۱) ایک ترکاری۔ گھیا۔ اردو میں بہ تشدید دال بھی مستعمل ہے۔
(۲) کودہ، شراب۔ شراب کی بوتل یا صراحی۔ (کنایتہً) بچوں کا سر (اس معنی میں بہ تشدیدِ دال بولتے ہیں۔)

کر = ٹھیٹ دکنی ترکیبِ استعمال ہے۔ اس کا استعمال مختلف طور پر ہوتا ہے جو مختلف معنی پیدا کرتا ہے۔

دبرِ جنگ و گھانسی میاں کی خبر
سنیا جب وو حجام آتے ہیں کر
(اضرابِ سلطانی)

| الف _ کر = مان کر۔ کر کے۔ تسلیم کر کے۔

(۱) توں فرزند ہے کر حسن کی خوشی (بیاضِ مراثی)

(۲) اس کا معنی دائم خدائے تعالیٰ کا دیدار بقا کر ہے۔ (معراج العاشقین)

(۳) تو ان لوڑتی ہے تجے مرد کر (طوطی نامہ)

ب _ کر = حرفِ تخصیص و عطف۔ کے نام سے۔ نامی۔ وجہ۔

د _ کر = (۱) (تابع فعل) ماضی کے بعد آکر یہ ظاہر کرتا ہے کہ پہلا فعل پہلے ہوا دوسرا بعد میں۔ (۲) رعایت سے۔ لحاظ سے۔ مصدر کرنا کا امر۔]

کرت = بار۔ دفعہ۔

بعد کھاندے پو سیدھے تین کرت
ہر ایک میں بولنا ہے یونچ نیت

(فقہ، محفوظ خانی)

[د _ کرت = دفعہ۔ باری۔ نوبت۔ نمبر۔]

کرستان = کرسٹان۔ عیسائی۔ کرستو پرست۔ نصارا۔ یہ لفظ انگریزی اصل کا ہے۔

رہے کھو کے سب عقل و تاب و تواں
خصوصاً کرستان از خوفِ جاں

(اضرابِ سلطانی)

[د _ کرسٹان = عیسائی۔ نصرانی۔ کرسچن۔]

کڑکا = سرا۔ کنارا۔ ساحل۔

نہیں یاں کام عاقل ہور الڑ کا

نہ پایا کوئی تری قدرت کا کڑکا

(قصہ ابو شحمہ۔ الف)

| الف _ کڑکا = کنارہ۔

اس پو مکھیاں آکر جم گئے تھوڑے تھالی کے کڑکے پو بیٹھے۔

(انوارِ سہیلی)

ب _ کڑکی = غوطہ۔ کنارا۔ کڑکیاں (جمع)۔

د _ کڑکا = (۱) کڑاکا۔ بجلی کا شور۔ آوازہ۔ (۲) رجز۔ میدانِ جنگ میں دل بڑھانے والے اشعار یا گیت۔ (۳) وہ آواز جو نقیب بادشاہ کی سواری کے آگے لگاتے ہیں۔ (۴) رزم نامہ۔ بہادری کے گیت۔ (۵) کنارہ۔ |

کڑکڑانا = دہاڑنا۔ دڑوکنا۔

پچھاڑ دوم او کڑکڑا کر اوڑان
دیکھی سو خلق کی نِکس گئی پران

(بدن نامہ)

| د _ کڑکڑانا = گھی یا تیل کے بگھارنے کی آواز نکلنا۔ بگھارنا۔ داغ دینا۔ |

کڑکڑنا = لرزنا۔ ہلنا۔

روئے ہیں تیا جو زمیں کڑکڑی
سُنے سو پچھاڑیاں کھائے او گھڑی

(ابلیس نامہ)

کشائش = کشادگی۔ مدد۔

کشائش بندیاں کا وہی کر نہار

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

ا د _ کشائش = فراخی ۔ کشادگی ۔ وسعت ۔ ا

کس باغ کی مولی ہے =

کون نامحرم یہ آیا رو برو
چل نکل کس باغ کی مولی ہے تو

(بہارستانِ عشق)

یہ مثل اب تک دلّی میں بولی جاتی ہے ۔

ا د _ کس باغ (کھیت) کی مولی ہے ؟ کس باغ (کھیت) کا بتھوا ہے ؟ =
(مثل) بے حقیقت ہے ۔ کیا اصل و حقیقت ہے ؟
کس شمار و قطار میں ہے ؟ کسی حساب میں نہیں ۔ کون پوچھتا ہے ؟ ا

گگر = کر ۔ کہہ کر ۔ نامی مسمّٰے ۔ یہ دکنی زبان کے جملوں میں ایک خاص قسم کی ترکیب دیتی ہے ۔

سو دوزخ اول باویہ ہے گگر
دوجا دوزخ ہے ناؤں حُطمہ گگر

(قصہ ۔ ملیکا)

ا الف _ گگر = کہہ کر ۔ سمجھ کر ۔
(۱) درست ہے گگر اپنے دل میں سمج (قطب مشتری)
(۲) تجھے اس سوں لڑو گگر کون کھیا ۔ (سب رس)
ب _ گگر = وجہ ۔ کہہ کر ۔ کر کے ۔ موسوم ۔ مشہور ۔
د _ گگر = کہہ کر ۔ سمجھ کر ۔ ا

ککلوت = مامتا۔ محبت۔

کیا یوں دیکھوں کہاں ایسے پوت کون
لگیا بول رونے یوں ککلوت سوں
(جنگ نامہ۔ حنیف شاہ)

دلّی میں یہ لفظ اب بھی بولا جاتا ہے۔ لیکن تلفظ کا ککلوت اور کاکلود ہے اور صرف ماں کی محبت کے لیے مستعمل ہے۔ جیسے:
"ماں بچاری کا ککلوت کی ماری۔ کلیجہ پکڑے پکڑے پھولتی تھی۔"

[الف _ کاکلوت = حرص۔ لالچ۔ خواہش۔
(۱) جو عقل میں کاکلوت کو نہ ملادے۔ (سب رس)
(۲) اسے بس کہ تھا نسل کا کاکلوت (رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)
ب _ ککلوت = حرص۔ خواہش۔
کاکلوت = لالچ۔ ہوس۔ خواہش۔
د _ کاکلوت۔ کاکلود = (۱) محبت۔ فرطِ الفت کا تقاضا۔ (۲) حرص۔ لالچ۔
(۳) آرزو۔ خواہش۔ (۴) کنجوسی۔ بخل۔]

کلالہ =

منی نازل ہو نظر میں احتلام ہو جائے
تیل ملے سر دیہہ کو دانت بھیچ کلالہ کھائے
(فقہ۔ ہندی۔ عبدوامین)

کلتر =

چہارم ٹولہ جو کلتر بدل
دیویں جیو اپن اس کریں رد بدل (ابلیس نامہ)

کیتے کھا کلتر کتے خون خوار
جوا کھیل کیتے کریں گھر اجاڑ
(ابلیس نامہ)

[ب _ کلتر = خدا۔ قادرِ مطلق۔
د _ کلتر = بدسلیقہ۔]

کلولی میں آنا = کلیل میں آنا۔ خوش ہونا۔

سناسی کے کھاندے پو پکڑیا قرار
کلولی مین آذوق سوں ہنک مار
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ کلولی = خوش طبعی۔ انبساطی کیفیت۔
ہر ایک یکس کے دیدار دیکھنے سے نچنت ہور کلولی میں گزارتے۔
(انوارِ سہیلی)
ب _ کِلول = شوخی۔ ولولہ۔ مسرت۔ لہر۔ چہل۔ کلولیاں (جمع)۔
د _ کلول۔ کِلول = (۱) کھیل کود۔ اچھل کود۔ (۲) دل لگی۔ سیر۔
(۳) شوخی۔ چلبلا پن۔ پیارا مذاق۔]

کلیمہ = کلمہ۔

بعضے بھوت ایسے دگر اور ہیں
کلیمہ زبان پر دلوں چور ہیں
(ابلیس نامہ)

[الف _ کلیما = کلمہ۔

کلمہ کہی مجنوں لے دھیان کا　　(لیلیٰ مجنوں۔ عاجز)

کلمہ = (۱) لفظ۔ بات۔ قول۔ (۲) وہ بامعنی لفظ جو آدمی کے منھ سے نکلے۔ (۳) دین اسلام کی صداقت کا عقیدہ۔ (مجازاً) خدا کا نام۔

کمر بیٹھنا = کمر ٹوٹنا۔ ہراساں ہونا۔

وزیراں یو افواہ کی سن خبر
ہوئے گھابرے سب کی بیٹھی کمر

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

کمسیل = کونسل۔ یہ لفظ لاطینی اصل کا ہے۔

سبھی اہلِ کمسیل کے پاس جا
کہا مشورت تم کوں کیا سوجتا　　(اضرابِ سلطانی)

کمی کا وقت = گھٹتی کا پہرا۔ زوال۔ بری گھڑی۔

دیکھو جب کمی کا وقت آ کھڑیا
تخت کا دھنی جا کو تختا چڑیا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

کنجرنیاں = رنڈیاں۔ کنجریاں پنجابی میں رنڈیوں کو کہتے ہیں۔

کنجرنیاں نے بازار میں گر لڑیں
دیامل کے دو رانڈاں غوغا کریں

(اضرابِ سلطانی)

کنجرنیاں و بجڑوں کے تئیں اپنے سات
لجاؤ لڑانے کوں ان کے سنگات

(اضراب سلطانی)

ا ب ـ کنجری = (۱) کنجر قوم کی عورت۔ (۲) ایک قسم کے فحش گیت۔
(۳) رنڈی۔ کسبی۔ ا

کنچن = سونا۔ زر۔ طلا۔

ترنگاں کوں کنچن کے نالاں بندائے
چمک کر پہاڑ پراد فوجاں کوائے

(بڈن نامہ)

یہ لفظ اب بھی گیتوں میں آجاتا ہے۔ جیسے:
"تیرا کنچن کایا یوں چلے آئے کوئی تیرے پاس"

ا ب ـ کنچن = سونا۔

د ـ کنچن = (۱) سونا۔ زر۔ طلا۔ (۲) ایک قوم جو اپنی عورتوں کو نچواتی ہے۔
اور ان سے کسب کراتے ہیں۔ (۳) حرامی۔ ا

کنچی = رنیگ۔ ایک قسم کا مہین باریک سوتی کرارا کپڑا۔
جو کرتے دوپٹوں کے کام آتا ہے۔

گلابی تو مندیل سر پر بندھا
دو کنچی کا جامہ بدن پر سجا

(قصہ۔ نور جہاں بیگم)

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔

کندا = کچالو۔ اروی کی ایک قسم جو گول ہوتی ہے۔
دلی میں اس کے کچالو بھی بنا کر کھاتے ہیں اور سالن میں بھی ڈالتے ہیں۔

یہ لفظ حیدر آباد میں آج کل بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"کندے کے گڈے"

کندراٹ۔ کندراہٹ = کراہیت۔ گھن۔

بہتا ہو نک پڑی سو لہو یا پیپ
بجز کندراٹ عورت چاٹے از جیب
(فقہ۔ محفوظ خانی)

| الف _ کندراٹ = گھن۔ نفرت۔
نپٹ دل میں جاگا کیا کندراٹ (صیف الملوک بدیع الجمال)
د _ کندرات = نفرت۔ کراہٹ۔ |

کنکڑی = ذرہ۔ ریزہ۔ چورا۔

ہوا تن اس ضرب سوں پھٹکے کنکڑی
کلی سا دل پھٹیا جیوں گل سے پھنکڑی
(قصہ۔ ابو شحمہ۔ الف)

کنے = پاس۔ قریب۔ نزدیک۔

بیٹھا پردے کنے ملّا بچارا
سنو بارے لگن کا ایک نظارا (قصہ۔ ملّا)

| الف _ کنے = پاس۔

(۱) خوباں جتے دنیا منے خدمت کریں شہ کے کنے (کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)

(۲) اپس کنے اپنی فریاد۔ (سب رس)

(۳) ہور گگن کی بچے والی مرغی بھی اس کنے اڑ کو نہیں جا سکتی۔

(انوارِ سہیلی)

ب _ کنھیں۔ کنے = کے پاس۔

د _ کنے = (۱) پاس۔ نزدیک۔ (۲) قبضے میں۔ (۳) گھر پر۔ |

کو = کر۔ کے۔

قسم کھا کو سابق میں سلطان سوں

دیے تھے جو ہم بیل بھنڈار کوں (اضرابِ سلطانی)

مدراسی اب بھی یہ لفظ بولتے ہیں جیسے:

"جھینگاں کا سالن کھا کو"

| الف _ کو = کر۔ کے۔

(۱) یو چار چیزاں چھپا کو رکھیا تھا۔ (معراج العاشقین)

(۲) اس کتاب کو فارسی میں بنا کو نوشیرواں کوں لے جا کر دیا۔

(انوارِ سہیلی) |

کوانا = کہلوانا۔

نہ تھا سو سب کیا ہر شے کوں موجود

کوایا سب کسی کا آپ معبود

(وفات نامہ حضرت صلعم)

| الف _ کوانا = کہا جانا۔ مشہور ہونا۔

کوائے قریشاں میں توں شاہ صدر
تہیں کر سکیا فتح لڑ جنگِ بدر

(علی نامہ۔ ب)

ب　کوانا = کہلوانا۔ کہلائے جانا۔ مشہور ہونا۔
د　کوانا = کہلانا۔ ا

کوت = جھوٹ۔ کھوٹ۔

یو مطلب تج انگے کہوں گی نہ کوت
دلے ہے مرے دل میں دہشت بہوت

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

کوٹھا = پوٹا۔ پرندوں کا پیٹ جس میں ان کی غذا رہتی ہے۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

ا ب　کوٹھا = ذخیرہ۔ گودام۔ کوٹھی۔
د　کوٹھا = (۱) بالاخانہ۔ اوپر کا کمرہ۔ (۲) مکان کی بڑی کوٹھڑی۔ (۳) ذخیرہ۔ گودام۔ گھر۔ (۴) پیٹ۔ شکم۔ معدہ۔ (۵) بچہ دان۔ رحم۔ ا

کوجنا = گلنا۔ خاک ہونا۔

کوجے سو باڑ اور سو کے سوتن سب
سڑے سو اور ٹھکے سو او گال سب

(فقہ۔ محفوظ خانی)

ا ب　کوجنا = جھلسنا۔ بولنا۔ آواز کرنا۔ ا

کوری نگاہ کرنا = انجان پن کی نظر کرنا۔ بے اعتنائی کی نظر کرنا اس انداز سے دیکھنا کہ معلوم ہو نہیں دیکھ رہے۔

جس طرف کرتی تھی وہ کوری نگاہ
اس سے ہوتی حالتِ مردم تباہ
(بہارستانِ عشق)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"اوے ماں انو کیسی کوری نگاہ سے دیکھتے ہیں"
| د ـ کوری آنکھ سے دیکھنا = بے حیائی سے دیکھنا۔ نڈر ہو کر دیکھنا۔ |

کوکرے = آنکھ کا ایک مرض ہے۔
یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

کومٹی = بنیا۔ بقّال۔ ویش۔ ؛ بخیل ـــ (م۔ت) ؛
یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"وہ بڑا کومٹی ہے"
"دال چاول کومٹی کی دوکان پر ملتا ہے"

کونڈنا = بند کرنا۔ باندھنا۔ محبوس کرنا۔
زلف کی زنجیر میں اس کو کونڈ
(قصہ۔ دل و حسن)

یہ مصدر کنڈی سے بنایا گیا ہے۔

ا　الف　کونڈنا = مقید کرنا۔ بند رکھنا۔ گرفتار کرنا۔

(۱)　نہ رکھ کونڈ اپس کو کلی سار دئیں　(طوطی نامہ)

(۲)　کہ کونڈیا ہے پوراچ برہامنج آج　(طوطی نامہ)

(۳)　نکو رکھ ہوئج کونڈنے میں خیال　(گلشنِ عشق)

ب　کونڈنا = گھونٹنا (جیسے بھنگ گھونٹنا)۔

د　کونڈ = ناند۔ مقید۔ ا

کونلا = نارنگی۔ نادان۔ کم سن۔ کچا۔

یہ لفظ حیدر آباد میں آج کل بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"اس باغ کے کونلے کھٹے ہیں"

"او پاڑون کونلی کونلی لگڑیاں دے"

"ابھی تو تم کونلے ہیں"

کونّلی = کچی۔ نادان۔ خام

اگر چہ پری رخ ہے کونّلی کچی
ولے آدمیت میں مج تے سچی

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

ا　ب　کونّلیاں = (کونّلی) نارنگی کی ایک قسم۔ خام۔ کچا۔ کم عمر۔ جوان ا

کویٹ = ایک قسم کی آتش بازی۔

جمعیت کی آگے تھا فیل و نشان
کویٹ اور ہوایوں کا چھٹنا وہاں
(قصہ ء نور جہاں بیگم)

کویٹ = کَیٹ۔ ایک قسم کا کھٹ مٹھا پھل ہے۔
جس کو کیٹ کہتے ہیں (Wood apple)

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"کویٹ کے جھاڑ کو بہت سے کویٹاں لگے ہیں"

[ج _ کویٹ = کیتھ۔ ایک پھل کا نام جو بیل پھل کی مانند سخت مگر ذائقے میں کھٹ مٹھا یا نرا ترش ہوتا ہے۔]

کویلو = کھپریل۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"اپن تو غریب ہیں کویلو کے گھر میں رہتے ہیں۔"

[ج _ کویلو۔ کویلی = کھولا۔ کھپرا۔
د _ کویلو۔ کویلی = کھپریل۔]

کہا توڑنا = سرتابی کرنا۔ حکم نہ ماننا۔

تو لے ہاتھ انن کا نہ چھوڑ دیا انے
کھیا پاک بی بی کا توڑیا انے
(بڈن نامہ)

کہاں تیں = کہاں تک۔

اے عزت کہاں تیں کریں گا بیاں
قلم قاصر عاجز ہوئی ہے زباں (اضراب سلطانی)

کھال ہے = رقم ہے۔ یہ محاورہ ایسے موقع پر بولا جاتا ہے جب کہ کسی کی چالاکی اور ہوشیاری بتانی مقصود ہوتی ہے۔ جیسے:

"تمھیں ہم ہی جانتے ہیں بڑی کھال ہے"
"کیوں میری بھی کیسی کھال ہے"

کھانا = خشکہ۔ ابلے ہوئے چاول۔

یہ لفظ حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"مرچی کی چٹنی اور کھانا میرے کو بس ہے"

دلی میں کھانا مطلق غذا و خاصہ و خوراک کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ جیسے: "تمھارے گھر کا کھانا کھانا اور جوتیاں کھانا برابر ہے۔ کہ منھ میں روٹی سر پر جوتی۔ اسی لیے بڑوں نے سچ کہا ہے کہ اللہ نکٹے کا کھلائے اگیٹے کا نہ کھلائے"۔

اس موقع پر مجھے ایک بڑی پُر لطف حکایت یاد آئی۔ میرے چھوٹے بھائی آغا علی قدر حسن کے ساتھ ایک حیدر آباد کا آدمی آیا آدمی چوں کہ پردیس کا تھا اور نیا اس لیے اس کی خاطرداری دوسرے نوکروں

سے زیادہ کرنی ملحوظ تھی اس کے لیے خاص طور پر خاصے کا الش روانہ کیا گیا میں نے بھی کوئی ایک گھنٹے بعد خاطراً دریافت کیا کہ تم نے کھانا کھالیا ۔۔۔ جواب نفی میں ملا۔ مجھے اس بدانتظامی پر غصہ آیا اور آن کر مغلانی پر خفا ہوا۔ مغلانی قسمیں کھائی۔ سچ جھوٹ کے معاملے کو اللہ سپرد کرتی۔ صحیح سہارے کو آئی۔ دریافت پر پھر اسے بھی نفی میں جواب ملا۔ مغلانی آگ بگولا ہو گئی اور کہنے لگی بھائی صدر حمت۔ تیری خاطر میں سپڑ چن بنی۔ خود خوان لائی۔ تجھے بریانی نہیں دی۔ کواب نہیں ملے۔ دلمہ نہیں دیا۔ پاڈ بھر کی روٹیوں کی تھئی نہیں رکھی اس نے کہا:

"جی ہو: سالن روٹی تو میں کھایا" مغلانی نے جواب دیا کہ بھائی اور کیا میرا کلیجہ کھائے گا اور کیا کھانا کھائے گا۔ یہ کھانا نہیں تو کیا ہے۔ تم نے کیسے اددر روپٹ دینی جھوٹ بول دیا۔ جب ہم سب اس کے مفہوم سے آگاہ ہوئے۔ نئی مغلانی کو خوب چھیڑتے اور بناتے رہے۔ چوں کہ خشکہ ہمارے ہاں کھانے پر نہ ہوتا تھا۔ اس لیے ہمیشہ کھانا کھا کر کہتے کہ کھانا نہیں کھایا۔

[ج _ کھانا = خشکہ۔ ابلے ہوئے چاول۔]

کھانا دبانا = کھانا کھانا۔

ایک مذاقیہ محاورہ ہے جو آج کل حیدرآباد میں بے تکلف دوستوں میں مستعمل ہے۔ جیسے:

"خان کب تک کھانا دبائیں گے"

{ الف _ کھانا دبانا = خوب جی بھر کر کھانا۔ (م۔ت) }

کھاندے = کاندھے۔ کندھے۔

| الف _ کھاندا = کندھا۔ کاندھا۔

(۱) بھٹتی کیرے کھاندے پر (نوسرہار)

(۲) قدم راکھنے تو جھ کھاندا دیے (پند نامہ)

ب _ کھاندا = کاندھا۔ شانہ۔ کھاندے۔ کھاندا کی جمع۔ |

کھپانا = ٹھکانے لگانا۔ جھپانا۔ رکھنا۔ برباد کرنا۔ غارت کرنا۔ ناس کرنا۔

سلوقیہ کے رخ پو جاتی ہے او
نجانے اسے کاں کھپاتی ہے او

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

باون لاک کافر کے دل کوں کھپائے
اس نے لاک اصحابی شہیدی سو پائے

(بڈن نامہ)

| ب _ کھپانا = نیست و نابود کرنا۔ برباد کرنا۔ |

د _ کھپا دینا۔ کھپانا = (۱) برتنا۔ صرف کرنا۔ کام میں لانا۔ (۲) گھلانا۔ تحلیل کرنا۔ (۳) کام تمام کرنا۔ (۴) تباہ کرنا۔ برباد کرنا۔ (۵) کھونا۔ گنوانا۔ ضائع کرنا۔ (۶) جذب کرنا۔ پلانا۔ (۷) سمانا۔ بھرنا۔ |

کھٹلا = آل عیال۔ گھربار۔ بیوی بچے۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے جیسے:

"ضلع سے اپنا کھٹلا لے آئے"

| د _ کھٹلا = (۱) نااتفاقی۔ لڑائی جھگڑا۔ (۲) رکاوٹ۔ (۳) چیزیں جو قبضے یا ملکیت میں ہوں۔ (۴) مال واسباب۔ (۵) سامانِ سفر (۶) سامانِ خانہ داری۔ (۷) محنت مشقت۔ (۸) کام دھندا۔ (۹) مشکل کام۔ (۱۰) معاملہ۔ مقدمہ۔ |

کُھدڑنا = گھسیٹنا۔

یکس نہاتا ہے قیامت تلک
دو جا یک کھدڑتا ہے اس پیٹ لگ
(قصہ بلیکا)

| الف _ کھدڑنا = کھدیڑنا۔
(۱) سب سمجھے کہ اسے کوئی کھدڑتا ہوں گا۔ (انوارِ سہیلی) |

کھد کھدی چھوٹنا = غصّے سے کھولنا۔

سلام علیک اے محمد نبی
تمن دیک مجھ تن چھٹے کھد کھدی
(ابلیس نامہ)

آج کل دکن میں کھد کھدی پڑنا بولتے ہیں اور حسد کرنے جلنے کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔

"میرے کو دیکھ کے کھد کھدی پڑ گئی"

کُھر = کُہر۔

یہ لفظ حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

کھروچا = کھرنچ۔ نہشتا۔

لیا اتنے میں ہی وہ بوسے بھی کچھ
لگے چوڑیوں کے کھروچے بھی کچھ

(قصہ۔ نور جہاں بیگم)

بابر والے اب تک "کھروچا" ہی کہتے ہیں۔

ا ج ۔ کھرونچا = خراش۔ کھسا۔ رگڑا۔
د ۔ کھروچا۔ کھرونچا = خراش۔ رگڑ۔ ا

کھروما = دکنی عورتوں کا فرض موکل۔

جنوں کا اور نرسو کا وہ پوجا
ملک دادل چھٹو کھموسو کھروما

(فقہ۔ محفوظ خانی)

کھڑا کھڑی کا گوڑ = دکنی عورتوں کی ایک قسم کی نیاز ہے۔

(فقہ۔ محفوظ خانی)

کھڑا کھڑی کی سپاری = یہ بھی دکنی عورتوں کی ایک قسم کی نیاز ہے۔

پھٹانے اور کنکڑیاں ترتاترت کی
سپاری گوڑ دیتی ہیں کھڑا کھڑی کے

(فقہ۔ محفوظ خانی)

کھڑ باولی =

منت کا رکھ کے روزہ لبیک مانگے

کھڑ باولی و بیڑی طوق ڈالے
(فقہ۔ محفوظ خانی)

کھُلگا = ۔بھینسا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

| الف _ کھلگا = بھینسا۔

(۱) کھلگا ہتی کے کام سارے گا۔ (سب رس)

ب _ کھلگا = بھینسا۔

ج _ کھلگا = بھینسا۔

د _ کھلگا = بھینسا۔ |

کھم ہونا = دنگ ہونا۔ متحیر ہونا۔ ششدر ہونا۔

جزیرے میں اپنے اسے لے گیا
وہاں کا خلق دیکھ کھم ہو رھیا
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

کھُمسنا =

ٹوٹیا بھڑکل قلعہ کا ہو شکستہ
چلیا پھر ذوق کا راوت کھمستا
(قصہ۔ ابو شحمہ)

کھمو = دکنی عورتوں کا فرضی موکل۔

کھنڈا = کھانڈا۔ تلوار۔

چھڑک آب تیرا برہنہ کھنڈا
کیا جیو جلتی اگن کا ٹھنڈا

(علی نامہ۔ الف)

[الف _ کھنڈا = تلوار۔
(۱) کمر ترکش کھنڈا بات (نوسرہار)
(۲) کہ کیوں دو کھنڈے مائیں گے یک میان میں (طوطی نامہ)
(۳) چھڑک اب تیرا برہنہ کھنڈا (علی نامہ۔ ب)
د _ کھنڈا = (۱) چاولوں کا چورا۔ (۲) کھانڈ کا مخفف۔ تلوار۔]

کھنڈو = دکنی عورتوں کی کوئی فرضی موکلہ ہے۔

بنا صورت بھوانی نورماں کی
چھٹو کھنڈو درا نیا نام انوکی

(فقہ محفوظ خانی)

کھنڈی = ایک پیمانہ ہے۔ کھنڈیاں (جمع)۔

درونا مرا ترخا تھا ہر روز
کھنڈیاں سوں بھریا تھا مرے دل میں سوز

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

کنکر اور موتی لیویں رول کر
کھنڈیاں سو سونا ہور رُپا تول کر

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

حیدر آباد میں یہ لفظ اب بھی بولا جاتا ہے جیسے:

"ان کے ہاں کھنڈیوں سے اناج آتا ہے"

تین من کا ایک پلّہ ہوتا ہے اور سو پلے کی ایک کھنڈی ہوتی ہے۔

| ب _ کھنڈی = ایک وزن، ایک پیمانہ، دکن میں۔

۲۰، (بنگالی) من کو ایک کھنڈی کہتے ہیں۔ من = ۴۰ سیر۔

د _ کھنڈی = وزن مساوی ۲۰ من۔ |

کھیڑا = بستی۔ آبادی۔ گاؤں۔

کہے جاؤ تم گاؤں کھیڑے بھیتر
لے کر آؤ کچھ نقل فرمائے کر

کھیڑا۔ دہلی میں اجڑے اور برباد شدہ گاؤں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن حیدر آباد میں آباد گاؤں کا مرادف ہے۔

[الف _ کھیڑا = دیہات، گاؤں۔

ایک کھیڑے میں کوئی کھیڑیا لور رہتا تھا (انوارِ سہیلی)

ب _ کھیڑا = گاؤں۔ دیہات۔ پرانی بستی کا نشان۔

د _ کھیڑا = (۱) بستی۔ چھوٹا سا گاؤں۔ (۲) کئی قسم کا ملا جلا اناج۔ |

کی = کیوں۔

یو جنگل میں خوش باس گمتی ہے کی
یو چشمے اپر چول رکھتی ہے کی

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| الف _ کی = کیوں۔

(۱) کی توں ہوا یوں مخمول (نو سرہار)

(۲) اپ سیں کی چھپاتا۔ (کلمۃ الحقائق)
(۳) توں ساریاں میں نڈر میں کی کری رے (کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)
(۴) فراقی میں کی ہلاک ہونا۔ (سب رس)
(۵) کی اس کا ہلاگی کی دور تیں کرتا۔ (انوارِ سہیلی)

ب _ کی = کیوں۔ کس لیے۔ ا

کیا بی نئیں = کچھ بھی نہیں۔

(موجودہ دکنی)

کیا ہے کی = کلمہ اظہار لاعلمی۔ معلوم نہیں کیا ہے۔

اتایاں پیادہ ہو بیٹھا ہے کی ہوا تو سمجھتے نہیں کیا ہے کی

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

یہ کلمہ اب تک حیدر آباد میں بہ وقتِ اظہارِ لاعلمی زبان پر لایا جاتا ہے۔ جیسے:

"کیا ہے کی ماں میرے کو ہنیں معلوم"

کیر = کثرت کے معنوں میں اسم جمع ہے۔

کشادہ سِنہ ہور پتلی کھر اتھی کیر بالاں کی سینہ اوپر

(شمائل نامہ)

[ب _ کیر = لکیر]

کیرا = کا۔ ساتھ۔ واسطے۔

اس لفظ کے بہت سارے معنے ہیں اور قدیم دکنی اردو میں طرح بہ طرح استعمال ہوا ہے۔

سنو قصہ مینا کیرا سر بسر　　سنی جو کہ لو رک گیا کر خبر

(قصہ مینا ولورک)

اگر میں خدا ہوں یو بندیاں کیرا　　کیا ہوں یو تحقیق وعدہ میرا

(نور نامہ)

جو دوزخ کیری آگ ہے تیز تر
سدا دکھ دھکاتی ہے آتش مگر

[الف ۔ کیرا۔ کیری۔ کیرے = کا۔ کی۔ کے۔

(۱) امت کیرا وہ دست گیر　　(نوسرہار)

(۲) سلاست نہیں جس کیری بات میں　　(قطب مشتری)

ب ۔ کیرا = کا۔
کیری = کی۔
کیرے = کے۔]

کیلیاں = جمع کیلی کی۔ معنی کنجی۔

اپیں حق نے دینے کوں کر فتح باب
دیا بھیج کیلیاں تجھ اتگے شتاب　　(علی نامہ۔ الف)

[الف ۔ کیلی = کنجی۔

(۱) خزاں قفل کیتا ہے کیلی بہار　　(قطب مشتری)

(۲) مراد کے خزانے کا دروازہ سختی کی کیلی کے بغیر تیں کھلتا۔　　(انوارِ سہیلی)

ب ۔ کیلی = کنجی (کیلیاں۔جمع) ۔]

کیوں = کیا۔ حرفِ استفہام

اس وضع گزریا ہے اب لگ وقت
نہ جانوں کہ کیوں ہوئے انگے بخت

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

ا الف۔ کیوں = جیسے۔ جیوں۔

(۱) انے اس قصبے کو کیوں چکا بنگا دھوں راضی ہوجانا۔ (انوارِ سہیلی)

ب۔ کیوں = کیوں کر۔

کیوں = (حرفِ استفہام) کیسا۔ کس طرح کا۔ کیوں۔ ا

○●○

گ

گاڑوڑی = مداری۔ شعبدہ باز۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"گاڑوڑی کو بلاؤ تماشا دیکھیں گے"

الف ۔ گاڑوڑی = سپیرا۔ منتر اتارنے والا۔

بلا گاروڑیاں کوں سٹیں گے منتر (رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)

ب ۔ گاڑوڑی = مداری۔ بازی گر۔

ج ۔ گاڑوڑی = سپیرا۔ بازی گر۔ مداری۔ حقہ باز۔

گالوں میں سٹّے پڑنا = گالوں میں گڑھے پڑنا۔ گال پکنا۔

یہ محاورہ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

گانجو = گانجے باز

شرابی اور بھنگی اور گانجو

پیوں بارا جو سیندھی اور تمباکو

(فقہ۔ محفوظ خانی)

گاوَدی = احمق۔ بے وقوف۔ اناڑی۔

اگر گاوَدی ہاتھ ہیرا چڑھے
نہ سمجھے، کھے گار کنکر اسے

دلّی میں یہ لفظ اب بھی بولا جاتا ہے۔

| ج ـ گاوَدی = گیدی۔ احمق۔ نادان۔ بے وقوف۔ بے تمیز۔ |

گُتّہ = ٹھیکا

یہ لفظ حیدر آباد میں بولا جاتا ہے جیسے:

"کیا گُتّہ لے لیا ہے"

| ج ـ گُتّہ = مناجری۔ کنٹراکٹ۔ ٹھیکہ۔ |

گتّے دار = ٹھیکے دار۔

یہ لفظ حیدر آباد میں آج کل بولا جاتا ہے جیسے:

"حضرت حسن نظامی صاحب عبدالرحمٰن صاحب
گتے دار کے مکان پر ہیں۔"

| ج ـ گتے دار = کنٹراکٹر۔ ٹھیکے دار۔ |

گج راج = شاہ پیل۔ ہاتھیوں کا بادشاہ۔ بہت بڑا ہاتھی۔

نہایت لٹک چال میں نار ہے
کہ گج راج کیتے گرفتار ہے

(قصہ۔ سیاہ پوش)

گجُری = گوجری۔ پاؤں کا ایک زیور۔

نپٹ پاؤں میں اس کے گجری سجے
نلی گھونگرو اور پایل بجے　　(قصہ۔ سیاہ پوش)

گڈا = گٹھا۔ یہ لفظ عام طور پر گول جڑوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ خصوصاً وہ جڑیں جو بوئے جانے پر درخت کی صورت میں باہر نکل کر خود ویسی ہی جڑوں میں جس سے ان کی پید ہوئی تھی مبدل ہو جائیں۔
یہ لفظ تلنگی کا ہے اور حیدر آباد میں بولا جاتا ہے جسے عام طور پر ہندو بہت بولتے ہیں جیسے: "اروی کا گڈا"، "آلو کا گڈا"، "ڈیلیے کے گڈے" وغیرہ۔

گرج کے چونگے = ایک قسم کی منّت ہے۔ چونگا ایک قسم کی تلی ہوئی میٹھی کھنکڑی ہے۔

گرز چرنا = گرز مارنا۔
گرز پر گرز شاہ چرنے لگے　　قدم پر قدم پیش دھرنے لگے
(جنگ نامہ۔ حنیف شاہ)
اب اس قسم کے جنگی اصطلاحی محاورات اردو سے بالکل خارج ہو گئے ہیں۔ افسوس ہے!

گریباں = پہلو۔ کلیجہ۔ چھاتی۔ سینہ۔

بچی کوں لے او نار اوس ٹھار میں
سوتی تھی لے اپنے گریباں میں
(میناستونتی ولورک)

ا د ۔ گریبان = پوشاک کا وہ حصہ جو گلے کے نیچے رہتا ہے۔ ا

گڑگا = گھٹنا۔ گوڈا۔

بھی گڑگے سوں غلماں ہوئے آشکار
جو حوراں جنت بیچ پایاں سنگار
(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

یہ لفظ اب بھی دکنی دیہاتوں میں بولا جاتا ہے۔

ا الف ۔ گڑگا = گھٹنا۔
(۱) گڑگا پیٹیچ کے ادھر نوڑتا (سب رس)
(۲) سجدہ جانے کے ویلے گڑگے زمین پر رکھنا مستحب ہے۔ (فرائضِ اسلام)

ب ۔ گڑگا = پاجامہ۔
ج ۔ گڑگا = پاجامہ۔
د ۔ گڑگا = پاجامہ۔ ا

گڑگوں میں منڈی ڈالنا = سر جھکانا۔ متفکر ہونا۔ گھٹنوں پر سر رکھنا۔

سن کبھی گڑگوں میں منڈی ڈال کر
گاہ روتی بات کو ماتھے پہ دھر (بہارستانِ عشق)

ا د ۔ گڑگے پو منڈی جھکانا = فکر مند ہونا۔ سوچنا۔ ا

گڑگی = گھٹنا۔ پنڈلی اور ران کا جوڑ۔

نیوڑنا ہاتھ گڑگیوں پر جو رکھ کر
دسے تجھ پیٹ اور چوتڑ برابر

(فقہ۔ محفوظ خانی)

دونوں پانواں دونو گڑگے دونو ہات
پیشانی بھوئیں پو دھرناک اشارات

(فقہ۔ محفوظ خانی)

اب حیدر آباد میں یہ لفظ پائیجامے کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔

[ج _ گڑگی = گرگی۔ گھٹنا۔ گھٹنوں تک کا پاجامہ۔
د _ گڑگی = پاجامہ۔]

گڑیاں = گڑیا کی جمع۔ لعبت۔

سو یک دیس دل گیر جو رہیَ تھی میں
گڑیاں کھیلنے باغ میں گئیَ تھی میں

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

گلاس = ایک قسم کا روشنی کا سامان۔ شیشے کے حباب۔ شیشے کے قمقمے جن میں رنگ اور تیل بھر کے جلاتے تھے۔

دھرے سارے طاقوں میں رنگیں گلاس
ستاروں سے تھی روشنی بے قیاس
گلاسیں کہیں اور کہیں تھے حباب

کرے روشنی جس میں تیل اور آب

(قصہ۔ نور جہاں بیگم)

یہ لفظ انگریزی ہے۔ اردو میں اس سے زیادہ قدیم اس کی مثال استعمال اور کہیں نہیں ملتی۔ یہ لفظ اب بھی بولا جاتا ہے۔ لیکن آب خورے کے معنوں میں آتا ہے اور کانچ کے معنوں میں بھی بولا جاتا ہے۔ شیشے کا مرادف ہے۔

ا د ۔ گلاس = (۱) پانی پینے کا برتن۔ پیالہ۔ ساغر۔ ایک قسم کا آب خورہ۔
(۲) شیشہ۔ کانچ۔ (۳) آئینہ۔ ا

گلسر = (گل + سر)۔ سہرا۔

دیے جبریل کن ایک گلسر خدا
کہا فاطمہ پاس جلدی لے جا
کہ اس گلسری سوں جدا ہوئے کر
کنکر ایک پڑیا جب او دریا بھیتر

○

بعد ازاں گلسری لا کو پونچا دیے
ادا فاطمہ کی جو شادی کیے
جو اس روز سوں ہے امروز تمام
کہ شادی میں گلسری بندے خاص و عام

(قصہ۔ گلسری خاتونِ جنت)

ا الف ۔ گل سری = گلے کا ہار۔ گلے کا ایک زیور۔

گلے کی گل سری کا بھید کیا۔ شاہی کا من بھید یا

(کلیاتِ شاہی)

ب ۔ گل سری = گلے میں پہننے کا زیور۔ ہار۔ ا

گلفی = الجھن۔ زلفی۔ پھندا۔

گانٹھیاں گل فیاں خوبچ
چن کر کاڑ سٹو دل کے باہر
نے تو تار دیکھو۔ کہ ماں
ہردم اللہ اللہ نبی ہمارے صلی

(چرخے کا گیت)

گلنا = پگھلنا۔ نرم پڑنا۔ پیچنا۔

کسی کا بھی شہہ پر کہا نئیں چلیا
ولے بات میں اس بڈی کے گلیا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ۔ گلنا = پگھلنا۔ حل ہونا۔ گھلنا۔ متاثر ہونا۔

(۱) یا گل ہوتا پانی آب (نوسرہار)
(۲) کہ پانی تے ابلوچ گلتا ہے جیوں (قطب مشتری)
(۳) جکوئی میدان میں مرد ہو کر نکلتا اس کے آنچیچ تے گلنا۔ (سب رس)
(۴) نجل ہو گلوں یا نچ میں سر بہ سر (طوطی نامہ)
(۵) ولے بات میں اس بڈی کے گلیا (رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)

گل ہار = کٹھا۔ ہار۔

ولیکن مجھے غم ہے اس نار کا
میرے گل کے مالے وہ گل ہار کا

(قصہ۔ سیاہ پوش)

| ب _ گل ہار = گلے کا ہار۔ |

گلے لانا = گلے لگانا۔ چمٹنا۔ سینے سے لپٹنا۔

مرے پاؤں پڑ مج کوں لایا گلے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| الف _ گلے لانا = گلے سے لگانا۔
لیتا حسن کوں گلے لاؤ (نو سرہار) |

گم اچھنا = عاشق ہونا۔ فریفتہ ہونا۔ دیوانہ ہونا۔

اسے اس کے دک میں عقل کم اچھے
ولے روح افزا پو او گم اچھے

(رضوان شاہ و روخ افزا۔ الف)

{ مثنوی "رضوان شاہ و روح افزا" مرتبہ سید محمد مطبوعہ ۱۹۵۶ء میں
یہ شعر یوں درج ہے:

اسے اس کے دکھ میں عقل گم اچھے
ولے روح افزا پو دکھ کم اچھے (م۔ت) }

گماؤں = بہلاؤں۔ اس کا مصدر گمانا ہے جس کے معنے بہلانا ہیں۔

گئے چھوڑ ہمنا ہمارے پیا
گماؤں جی کس تے ایکیلا جیا

| ب _ گمھانا = لبھانا۔ بہلانا۔ پھسلانا۔ |

گمّت = مزا۔ بہار۔ دل لگی۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے جیسے:
"اچھی گمّت ہے اپن بھی جا کے دیکھیں"

| الف _ گمّت = مسرت۔ خوشی۔ تفریح۔ لطف۔ مزہ۔ مجلس۔

(۱) گمت ہے ترے سات رہنے کوں مج (کلیات علی عادل شاہ)
(۲) گمت ہے منج سے قلندر کوں تج ادھو کے انگے (کلیات بحری)
(۳) حضرت کے گھر ایک دن گمت تھا (من لگن)

ب _ گمّت۔ گمَت = تفریح۔ شغل۔ ہنسی۔ کھیل کود۔ لطف۔ مزہ۔ عیش و عشرت۔ مجلس۔ راستہ۔ تماشا۔ کھیل۔

د _ گمّت = تماشا۔ |

گمپا = پلاّ۔ ٹوکرا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"تصویراں گمپے میں سیدھی رکھ آئینے نہ ٹوٹیں"

| ج _ گمپا = ٹوکرا۔ سبد۔ |

گُنڈھ = ڈھیم۔ ڈھوا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

ا ب ۔ گنڈ = بہت بڑا گول پتھر۔

د ۔ گنڈ = بھاری پتھر۔ ا

گنگال = پانی رکھنے کا بڑا برتن۔

یہ مسّی یا برنجی ہوتا ہے اور گلی ناند سے بہت مشابہ ہے۔ دلّی میں بھی اکثر پنواڑیوں کی دوکان پر اس میں پان دھونے کے لیے پانی بھرا ہوتا ہے۔ افسوس مجھے یاد نہ رہا کہ وہاں اس کو کیا کہتے ہیں۔ اب کے دلّی گیا تو ضرور اس کا انشا۔ اللہ نام دریافت کروں گا۔

ا ب ۔ گنگال = پانی رکھنے کا بڑا برتن۔ کاگر۔ ا

گنوارا چڑھانا = گہوارہ چڑھانا۔ جھولا چڑھانا۔ دکنی عورتوں کی ایک قسم کی منت ہے۔

(فقہ۔ محفوظ خانی)

ا الف ۔ گنوارا = گہوارہ۔ پالنا۔

(۱) ۔ گنوارا انبر ہور بدل وائی ہو (قطب مشتری)

(۲) گنوارے تے مشرق کے آیا نکل (طوطی نامہ)

(۳) یعنی گنوارے تھے گورلگ کہے سو بھی معنی ہے۔ (شمائل الاتقیا)

د ۔ گنوارا = گہوارہ۔]

گورو = ڈھور ڈنگر۔ گائے بھینس۔ مویشی۔

اس کی دکنی جمع گوروں ہے۔

| الف _ گورد = مویشی۔ ریوڑ۔ جانور۔

(۱) گورد بانک اک دن او آتا اتھا (مینا ستونتی)

(۲) گورد ہور انسانوں میں بات کاچ فرق رہتا ہے (انوار سہیلی)

ب _ گورو = (گو + روپ) سینگ والے جانور۔ جانور۔ گرد۔

د _ گورو = گائے۔ بھینس اور دوسرے سینگ والے مویشی۔ |

گوکھ = برآمدہ۔

یہ لفظ شمالی ہند کے قصبات و دیہات میں بھی بولا جاتا ہے۔ میں نے بدایوں کے ایک صاحب سے سنا تھا۔

گَون =

صفا نور کے صبح کا ہو پَون
کیے گلشنِ لامکاں لگ گون (علی نامہ نصرتی۔ الف)

| الف _ گون کرنا = جانا۔

(۱) سیوم چرخ پرواں تے کیتا گون (گلشنِ عشق)

ب _ گون = جانا۔ مرنا۔ گمن۔ گزرنا۔ چلنا۔ |

گُونی = اناج کی کوٹھی۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

| ب _ گونی = پانی یا غلہ رکھنے کا بڑا مٹی کا برتن۔]

گھابرا = پریشان۔ متوحش۔ خوف زدہ۔

کہے سب سوں گزریا جو یھاں ماجر
ہر یک کوئی سنے پر ہوا گھابرا

(اضرابِ سلطانی)

| الف _ گھابرا = پریشان۔
(۱) نظر یو خبر سن بھوت گھابرا ہوا۔ (سب رس)
(۲) انے گھابرا گھابرا سامنے آئے گا۔ (انوارِ سہیلی)
ب _ گھابرا۔ گھابرے۔ گھابری = گھبرایا ہوا۔ سراسیمہ۔ حیران۔
د _ گھابرا = گھبرایا ہوا۔ پریشان۔ |

گھال = اس کا مصدر گھالنا ہے جس کے معنی ملانا۔ ڈالنا ہیں۔

جڑت روپ تیرا مگر جس میں گھال
بیٹھی غم کی لا کر کو جلتی نڈھال

یہ لفظ دلّی میں اب بھی بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"اللہ کی پناہ اس نے ہزاروں گھر گھالے ہیں"۔

| الف _ گھالنا = ڈالنا۔ بکھیرنا۔
(۱) نہ گھال آج کا کام تو کال پر (کدم راؤ پدم راؤ)
(۲) گھالے سر سوں موکلے بال (نوسرہار)
(۳) اس کوں کفر میں گھالیا۔ (سب رس)
ب _ گھالنا = ڈالنا۔ بکھیرنا۔ تباہ و برباد کرنا۔
د _ گھالنا = (۱) برباد کرنا۔ تباہ کرنا۔ (۲) ڈالنا۔ پھینکنا (۳) قائم کرنا۔ |

گھم = فریضتہ ۔ وارفتہ ۔ شیفتہ ۔ لٹو ۔

جناور پو کی گھم ہوا میں تیا
یو یوں ہوئے گا کر سمجھتا نہ تھا

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

گھسنے لگنا = گھٹنا ۔ کم ہونا ۔ اڑنا ۔

مرے تن منے ضعف دسنے لگیا
مرے موں پو کا رنگ گھسنے لگیا

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

ج _ گھسنا = گھسنا ۔

د _ گھسنا = (۱) رگڑانا ۔ رگڑ لگنا ۔ (۲) پرانا ہونا ۔ فرسودہ ہونا (۳) وزن میں کم ہونا ۔ (۴) رگڑنا ۔ پیسنا ۔ حل کرنا ۔ |

گھٹ مٹ ہونا = پختہ ہونا ۔ پکا ہونا ۔

اول تیج گھٹ مٹ ہوئی ہے یوں بات
بنانا یو لگتا نہیں نیک سات

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

{ مثنوی "رضوان شاہ و روح افزا" مرتبہ سید محمد میں یہ شعر یوں درج ہے ۔

اول تیج گھٹ مٹ ہوئی ہے یوں بات
اتا تو یوں لگتی نہیں ایک سات (م ۔ ت) }

[الف _ گھٹ مٹ = مضبوط ۔

(۱) سگل ساندے گھٹ مٹ رہ کو کیا فائدہ ۔ (سب رس)

ج _ گھٹ = سخت۔ مضبوط۔ پائیدار۔ کڑا۔ شدید۔ گاڑھا۔ گھنا۔ ٹھوس۔
اچھی بناوٹ کا۔ طاقت ور۔ قوی۔ تندرست۔ ہٹا کٹا۔ موٹا تازہ۔ |

گھچ انپڑنا = مضبوط پکڑنا۔

یہ لفظ آج کل بھی مدراسیوں کی زبان پر ہے۔

پٹا تو سنیاسے پن کی دل میرا ہوئے چندیاں
دل گھچ انپڑ لے کو تاریخ لکھیوں نا میاں

گھگا = گھگیا۔ خوف کھا کر۔ ڈر کر۔ خوف زدہ ہو کر۔

کہا پھر کے حجام نلی گھگا
بہ ہر فکر و تدبیر تم نے انا
(اضرابِ سلطانی)

| الف _ گھگانا = گھگیانا۔ منت سماجت کرنا۔
بہت گھگانگا کو بھل گھوڑے پو چڑا کو شہر کو لے گئے۔ (انوارِ سہیلی)

ب _ گھیگانا = گھگھیانا۔ عاجزی و خوشامد کرنا۔

ج _ گھگیانا = (۱) گھگی بندھ جانا۔ (۲) عاجزی کرنا۔ منت سماجت کرنا۔
(۳) گڑگڑانا۔ |

گھوٹا = گٹا۔ پاؤں اور ٹخنے کا جوڑ۔

بعد گھوٹے تلگ دھو پاؤں سیدھا
بعد بھی اونچ دھووے پاؤں دوسرا (فقہ۔ محفوظ خانی)

UQAABI 03055198538

گھُوڑ = گوڑ۔ ڈلاوَ۔ کوڑی۔

نہیں تو غرض کیا تجھے بولنا
ستم گھوڑ پر گوہراں رولنا (مینا لورک)

آج کل حیدر آباد میں گھُڑ کہتے ہیں۔

"ادے گل بہار بوا تو نے گھر آنگن گھڑ کر دیا"

| الف _ گھوڑ = گھورا۔
گہہ سنا۔ گہہ سنپل۔ گہہ گھوڑ۔ گہہ گلشن ہوا (کلیاتِ بحری)
ب _ گھوڑ = کوڑا کرکٹ ڈالنے کی جگہ۔ گھورا۔ |

گھوڑے پکانا = رجب کے مہینے میں مراد مند پکاتے ہیں۔
روغنی آٹے کی ٹکیاں تل کر شیرے میں چھوڑتے ہیں۔ گھوڑا اس تیار شدہ شیرینی کا نام ہے۔ یہ رسم دکن میں عام ہے۔ معلوم نہیں کیوں گھوڑا کہتے ہیں۔ حالاں کہ شکل بالکل گھوڑے کی نہیں ہوتی بلکہ گنواری بالوشاہی کی سی گول ٹکیا گھی میں تلی شیرے میں ڈوبی ہوتی ہے۔

کیوں پکاتی ہے بنا گھوڑے ٹٹو
ہونکو تو حق کنے شر کھٹو (شبیہہ النسا)

گھوڑے کرنا = یہ ایک قسم کی نیاز ہے جو سولھویں رجب کو ہوتی ہے اس میں حضرت علیؓ کی فاتحہ دی جاتی ہے۔ جو ایک قسم کی شیرینی پر ہوتی ہے۔ حیدر آباد میں اس نیاز کا

بہت رواج ہے۔

گھولنا = ناز و نخرہ۔

یہ لفظ آج کل بھی مدراسی اردو میں مستعمل ہے جیسے:
گھولنا کر کر کو منگنے آئیں دل میں بھی جل کو بول ڈالیا کاں ہے دل۔
گھٹلیاں میں ہے۔

گھونگڑی = کمبل

سہاوے نہ کسوت تجھے گھونگڑی
بری باس تن میں لنگوٹھی سڑی

یہ لفظ مرہٹی ہے اور مرہٹواڑی میں اب بھی بولا جاتا ہے۔

گیلے بالوں سے = پاک صاف ہو کر۔ نہا دھو کر۔

نہا گیلے بالوں سے باتیں اُٹھا
صحن میں کھڑی مانگتی یہ دعا
(قصہ۔ نور جہاں بیگم)

یہ اصطلاح دکنی ہے۔ پاک و صاف ہونے کے اظہار کے مقام پر بولی جاتی ہے۔ مثلاً "تلنگنیں بڑی عقیدت سے گیلے بالوں نعل صاحب اور حضرت عباس کی درگاہ میں جاتی ہیں۔"

ل

لاٹ = ٹولی۔ گروہ۔ جماعت۔

پوچتا جاتا تھا مے خانے کی باٹ
باٹ میں دیکھا سو ایک رندیاں کی لاٹ

(قصہ بہن سراں و بھائی منصور)

[ب _ لاٹ = توشک۔ کپڑا۔ پرانا۔ لٹ۔ زلف۔ مجموعہ کسی چیز کا۔]

لال شابی = سرخی۔ رونق۔

میرے موں پو کی لال شابی گئی
میری بھوک بھوتیچ شتابی گئی

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ شاب = شہاب۔
(۱) اس کے رخسار نے شاباں سٹیا ہے۔ (سب رس)
ب _ شاب = شہاب۔ جوان۔]

لامع = نور دینے والے۔ منور کرنے والے۔

جو مجلس کے اس شمع لامع اتھے

ادہر فن میں استاد جامع اتھے
(علی نامہ۔ الف)

| د لامع (عربی) = چمکنے والا۔ روشن۔ درخشاں۔ |

لاؤنی = ایک قسم کی کہانی۔ قصہ۔

کہانیاں اور لاؤنی بولو نکو
تو گاڑ دڑی نمن کھیلو نکو
(تنبیہ النسا)

| لاونی = مرہٹی لوک گیتوں کی ایک صنف (م۔ت) |

لت = خوار۔ ذلیل۔ رسوا۔

حق آگاہ کوں تو نچ دیوے سکت
کر نہار سر مست خود بیں کوں لت
(علی نامہ۔ الف)

| ب لت = لات۔ |

لٹ پٹانا = لڑ کھڑانا۔

| الف لٹ پٹانا = ہم آغوش ہونا۔
(۱) یکس سوں سو یک لٹ پٹانے لگے (قطب مشتری)
ب لٹ پٹانا = لپٹنا۔ لپٹانا۔
د لٹ پٹانا = نقصان کرنا۔ لڑ کھڑانا۔ بلانا۔ |

لٹک چال = رفتارِ مستانہ۔

ا د ۔ لٹک چال = مستانہ چال۔ ناز و ادا کی چال۔ ا

لٹک چلنا = جھوم کر چلنا۔ اٹھلا کر چلنا۔

اگر وہ لٹک چلتی گھر کے انگن
نہ پھرتا پونم چاند اوپر گگن

(قصہ، سیاہ پوش)

ا الف ۔ لٹک = خرامِ ناز۔

سودھن لٹک کے جب جھلک دو نو الک کے سو مہک

(کلیات محمد قلی قطب شاہ)

لٹکنا = ناز و ادا سے چلنا۔ شان و شکوہ سے چلنا

لٹکتے چلو شاہ معراج کوں
براق آ کھڑا ہے کنے ساز سوں

(معراج نامہ)

ب ۔ لٹک چلنا = ادا سے چلنا۔ جھوم کر چلنا۔ جھوم جھوم کر چلنا۔

د ۔ لٹک کر چلنا = مستانہ چال سے چلنا۔ جھوم کر چلنا۔ ناز نخرے سے قدم اٹھانا۔ ا

لج = لاج۔ شرم۔

ہوا ہے جن امت میں تیری اپج
چھڑا ناچ اس کوں تجھ آخر ہے لج

(علی نامہ۔ الف)

ا الف　　لج = لاج۔ شرم۔

(۱)　دھر اس پانچ دن کے سوجیو نے تے لج　　(گلزار السالکین)

د　　لج = لاج کا مخفف۔ ا

لچھا = کالی پوتھوں کا لچھا جو گلے میں پہنا جاتا ہے۔ دکن میں سہاگ کی علامت ہے۔

تھا لچھا بھی اور نتھ بھی دولا کے سات
بندھا عقد قاضی وہ نیکو صفات

(قصہ۔ نور جہاں بیگم)

ا ج　　لچھا = گلے کے ایک زیور کا نام۔

د　　لچھا = سوت کی انٹی۔ ایک زیور۔ الجھی ہوئی ڈور۔ مسلسل اور پیچیدہ لپٹے ہوئے تار۔ بہت باریک کترا ہوا پیاز یا ادرک۔ ریشم ایسے باریک تاروں کی ایک مٹھائی جو کھانڈ سے تیار کی جاتی ہے۔
آواز کی پیچیدگی۔ کنکری۔ ا

لخلخہ = خیال۔ تصور۔ یاد۔

کہا اور سنا بخشو للہ مرا
مرے تک مجھے لخلخہ تھا ترا

(قصہ۔ نور جہاں بیگم)

ا د　　لخلخہ = چند خوش بودار چیزوں کا مجموعہ جو تقویتِ دماغ کے لیے مریض کو سنگھاتے ہیں۔ ا

لڑبڑانا = گھبرانا۔ ہکا بکا ہونا۔

میں باتاں منے لڑبڑانے لگی
مری جیب بھی لٹ پٹانے لگی

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[د _ لڑبڑانا = زبان میں لکنت ہونا۔ ہکلانا۔ رک کر بولنا۔ ڈگمگانا۔ لڑکھڑانا۔]

لڑکائی = لڑک پن۔ چھٹپن۔

تو تو لڑکائی میں تھی بھولی بڑی
کب سے تو ایسی شرارت میں پڑی

(بہارستانِ عشق)

[الف _ لڑکائی = لڑک پن۔
(۱) ہائے صحبتِ یار کی ایامِ لڑکائی گئے۔ (انوارِ سہیلی)]

لفنگ = بے باک۔ بے شرم۔ عیاش۔ آوارہ۔ لفنگا۔ لچا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"وہ بڑا لفنگ ہے"

لک لکاٹ = شعشہ۔ لمعہ۔ تڑپ۔ جھجک۔ آہنی ہتیاروں کی آب و تاب۔

ملیا دل و بادل سا جو پھرتے تھاٹ

او بجلیاں سا برچیاں کا تھا لک لکاٹ

(بدن نامہ)

زرہ بکتراں کا اتھا لک لکاڑ
نیزے شمشراں کا دسے جگ جگات

(جنگ نامہ۔ حنیف شاہ)

"کہ اس حور کے نور کا سب لک لکاٹ"

(نور نامہ عنایت شاہ)

یہ چاند کی روشنی اور ٹھنڈی روشنی کے لیے آتا ہے۔ قدیم اردو میں آیا ہے۔ افسوس ہے اب چاند اور سورج دونوں کی روشنی کے لیے چمک اور جھمک وغیرہ الفاظ آتے ہیں۔ لک لکاٹ فراموش ہوگیا۔ موجودہ اردو میں اس کا مرادف کوئی نہیں۔

| الف _ لکلکاٹ = چمک۔ آب و تاب۔

(۱) دیکھت سلخ سنجوت کا لکلکاٹ (سیف الملوک بدیع الجمال)

(۲) اس کے رخساراں کی لکلکاٹ سوں دنیا میں اجالا کرنے والا۔

(انوارِ سہیلی)

ب _ لکلکانا = چمکنا دمکنا۔

د _ لکلکاٹ = چمک۔ رونق۔ |

لکھوٹا = خط۔ شقہ۔ رقعہ۔ تحریر۔

لکھوٹا لپیٹ کر سو باندھے گلے
کہے کاک کوں جا لے جا ان کوں دے

(بدن نامہ)

لکھے تھے لکھوٹا یو بھومان سوں
اوڑیا پھڑبتے کاگ طوغان کوں
(بڈن نامہ)

[الف _ لکھوٹا کرنا = تحریر کرنا۔
لکھوٹا کر اس مہر کی مہر کر (گلشنِ عشق)
ب _ لکھوٹا = تحریر۔ خط۔]

لکھے = نزدیک۔ خیال میں۔ روش۔

ہمارے لکھے بادشاہ نئیں مٹا
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

یہ لفظ دلّی میں بھی بولا جاتا ہے۔
"ہمارے لکھے تو وہ اس دن سے ہی لامذہب ہوا جس دن سے انگریزوں کا ساتھ دیا۔"
"جو دیکھا وہی پر لکھا۔ میری لاڈو کا یہ لیکھا"

[الف _ لکھا = لیکھا۔ نوشتہ۔
بختاں میں لکھا لیکھا سو کیا جاوے گا۔ (سب رس)
ب _ لیکھے = دیکھے۔ لکھا۔
د _ لکھا = نوشتہ۔ لکھا ہوا۔ قضا۔ بھاگ۔ تقدیر۔ قسمت۔ شدنی۔]

لگن = محبت۔ لگاؤ۔ عشق۔

جہاں میں عشق کون کرتا نہیں
لگن کا ہوس کون دھرتا نہیں (رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

لنٹریں = لال ٹین۔ روشنی کا ایک سامان۔ لینٹر کی جمع ہے۔

کہیں لنٹریں اور کہیں ہانڈیاں
لٹکتے رواقوں میں تھے جھاڑ وہاں

(قصہ نور جہاں بیگم)

انگریزی Lantern کا اردو میں اس سے زیادہ قدیم استعمال اب تک آنکھ سے نہیں گزرا اور تلفظ بھی کسی قدر قریب قریب صحیح کے ہے۔

لنڈا = لگدا۔

(جدید دکنی)

ا ب _ لنڈا = دم کٹا۔

د _ لنڈا = دم بریدہ۔ لنڈورا۔ دم کٹا۔ وہ درخت جس میں شاخیں اور پتے نہ ہوں۔ بے یار و مددگار۔ وہ شخص جس کا کوئی ساتھی نہ ہو۔ ا

لنڈور = ایک قسم کی زنانی گالی ہے۔

تو کفر کے کام کر ہوتی ہے چور
بیبیاں کی صف میں مت ہوجا لنڈور

(تنبیہہ النسا)

لوڑ = گاؤ تکیہ۔ یہ لفظ مرہٹی کا ہے۔

رکھے لوڑ بالشت تکیہ نمد
گنت میں نہ آتا ہے ان کا عدد (نور نامہ۔ عنایت شاہ)

گوالیار میں یہ لفظ اب بھی رنواس میں بولا جاتا ہے۔

| ب _ لوڑ بالشت = گاؤ تکیہ۔

د _ لوڑیا پشت = گاؤ تکیہ۔ |

لوکھ = لوک۔ چھپ۔ پوشیدہ۔

اولے مال سارا یہاں تے جو لوکھ
ہمیں ہور تمیں مل کو جائیں پر لوک

یہ لفظ میوات میں اور دلّی کے قصبات میں اب تک بولا جاتا ہے جیسے:

"ہے چاچی تمھارا پوتا چھپ لک (لوک) کے مھارے باگ کے بیر لے جائے ہے"

مصدر "لکنا" ہے۔

| ب _ لکن = چھپا ہوا۔ چھپنے کی جگہ۔

لکنا = چھپنا۔

د _ لکنا = پوشیدہ ہونا۔ چھپنا۔ مخفی ہونا۔ |

لولی = بہ واؤ مجہول بہ معنی لوری۔

سب سہاگن مل جھلانا ہے گناہ
لولی دے کر بھی پلانا ہے گناہ
(تنبیہ النسا)

لیاخ = لائق۔ سزاوار۔

تری سلطنت لیاخ کا کام کر
ہمیں رمز کہتے ہیں تو خام کر
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

ا الف ۔ لیاق = لائق۔ موزوں۔
(ا) تری سلطنت لیاق کا کام کر (رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)
ب ۔ لیاق = لائق۔ ا

لیپ واں = زربفت۔ ایک قسم کا کپڑا۔

لگے کرنے مل سب بنی کو سنگھار
پنائی گئی لیپ واں کی ازار
(قصہ۔ نور جہاں بیگم)

○●○

م

ماٹ = مٹکا۔ خم۔ گھڑا۔ گول۔

کہ دم کی گرہ تین سو ساٹ ہے
جو یک یک گرہ او برا ماٹ ہے

(نور نامہ۔ احمد)

[الف ۔ ماٹ = (ماٹھ) گھڑا۔
ایک کھاٹ نہ دھڑ نہ ماٹ یک دھڑ (من لگن)
د ۔ ماٹ = (۱) مٹکا۔ خم۔ (۲) نیل کا حوض۔]

ماڈول = کام چور۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے اور کام چور کا مرداف ہے۔ جیسے:

"ادے ماڈول کام چور"

یہ لفظ میں نے اپنی ملازمہ سلیمہ بی سے سنا ہے۔

مارگ = رستہ۔ طریقہ۔ روش۔

چلے مارگ ہدایت کی ہو ثابت

انوں سب آخرت کی پالے نعمت

(فقہ۔ محفوظ خانی)

| الف _ مارگ = (س: مادک) راستہ۔

میں آپ دین چھوڑا پکڑیا اس دین کا مارگ

(کلیاتِ قلی قطب شاہ)

د _ مارگ = (۱) راستہ۔ راہ۔ باٹ۔ سبیل۔ طریق۔ پنتھ۔ (۲) طرح۔ طور۔ طریقہ۔ رنگ ڈھنگ۔ (۳) زہر کا اتار۔ بدرقہ۔ (۴) چارہ۔ علاج۔ تدبیر۔ اُپائے۔ |

ماما = مادر۔ اماں۔ خادمہ۔ ملازمہ۔ نوکر۔ اصیل۔

نہیں اختیار میں مجھ جیو کا جاما پلاؤ مج کوں پانی بیگ ماما

(قصہ۔ ابو شحمہ۔ الف)

پڑا بند جو تھا سو آدم ہوا او پنجم کے قطرے سوں ماما حوا

(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

پچھا لے ہاتھ میں ملّانے خامہ حقیقیت کیا لکھوں سوں بول ماما

(قصہ۔ ملا)

آج کل ملازمہ کو ماما کہتے ہیں۔ یہ احتراماً ایسا کیا گیا ہوگا جو رفتہ رفتہ کلیتہً اس کے لیے مخصوص ہوگیا۔ یہ لفظ اب بھی دلّی میں بولا جاتا ہے لیکن توقیراً ملازمہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

| د _ ماما = (۱) ماں۔ والدہ۔ (۲) بوڑھی عورت۔ (۳) کھانا پکانے والی عورت۔ باورچن۔ (۴) خادمہ۔ ملازمہ۔ دائی۔ (۵) کنیز۔ باندی۔ لونڈی۔ |

ماں = دکنی عورتوں کا پیار کا کلمہ ہے۔

کہی سر نکالو جی ماں بس ہوا
میں تم سا بھی دیکھی نہیں مردوا
(قصہ۔ نور جہاں بیگم)

کہی ناز سے ان اصیلوں کو یوں
کہ کیا کام ہے ماں بلاتے ہیں کیوں
(قصہ۔ نور جہاں بیگم)

وہ چہتا اگر کھولوں بندِ نہاں
تو کہتی ابھی کیا ہے ٹھہرو جی ماں
(قصہ۔ نور جہاں بیگم)

مانت = منّت۔ مراد۔

نہ رکھ مانت کی چوٹیاں سر کے اوپر
کفر، بدعت کے کاماں ہیں یہ اکثر
اگر مانت سوں چھیدے ناک اور کان
یہ سب بدعت ہے مت کر اے مسلمان
نہ کرنا طوق اور بدی کی مانت
یہ سب ہے شرک کے کاماں کسافت
(فقہہ۔ محفوظ خانی)

[الف ۔ مانت = منّت۔
او مانت کرنے سوں مراد بر آئی۔ (انوارِ سہیلی)]

مانڈی = زانو۔ ران۔

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

| الف _ مانڈی = (س = ماڈیکا ۔ پ = منڈی آ = زانو۔ گھٹنا)

(۱) منڈی اپنی مانڈی پو لے کر سلاتی (رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)

(۲) ہور بڈھا بے فکری سوں جورو کی مانڈی پو سر رکھ کر سو گیا۔ (انوار سہیلی)

ج _ مانڈی = زانو۔ران۔ |

مانھ = میں۔ درمیان۔

پانی دور ہو میل سو رنج سردی تن مانھ
ڈر دشمن اور پیاس کا ساز کوئی کا نانھ

(فقہ۔ ہندی۔ عبدواہین)

| الف _ مانھ = میں۔ درمیان۔

(۱) تھا مدینہ مانھّ امیر (نوسرہار)

(۲) بچے اس منھّ ناگہاں (نوسرہار) |

ماوَلی = ماں۔ مادر۔ امّاں۔

کہی اس کوں اے گن بھری ماوَلی
تو اس جائے پر مج کوں دستی بھلی

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| الف _ ماوَلی = (م) ماں۔

(۱) سو اس ماوَلی پاس شہ یوں کہے (قطب مشتری)

(۲) کہی اے گل بدن گن بھری ماوَلی (طوطی نامہ)

(۳) اگے ماوَلی ! تیرے موں پولٹی گھا براٹ دستی ہے۔ (انوار سہیلی) |

ماہ فام = چندے آب۔ مہتاب رنگ۔ چاند کی سی۔

چن لے تا اپنی قرابت سے تمام
ایک لڑکی خوب صورت، ماہ فام
(بہارستانِ عشق)

مایا = ہم دردی۔ محبت۔

"آپ کو میرے سے مایہ نہیں" (موجودہ دکنی)

دامن میں کی سیون میں تہہ کو بھی حیدر آباد میں مایہ کہتے ہیں۔

[د ـ مایا = (۱) خدا کی قدرت۔ ایشور کی شکتی۔ (۲) ظہورِ قدرت۔ نیچرل۔ (۳) رحم۔ دیا۔ کرپا۔ (۴) پیار۔ محبت۔ (۵) دھوکا۔ فریب۔ (۶) دھن۔ دولت۔ زر۔ (۷) عجیب۔ نادر۔ (۸) رونق۔ بہار۔ کیفیت (۹) کرامت۔ کرشمہ۔ (۱۰) روح۔ جان۔ آتما۔ پران۔ (۱۱) سامان۔ دستگاہ۔ (۱۲) دنیا۔ خلقت۔ مخلوق۔]

مثل = فوج کی ایک تقسیم۔ Column

لیے تاش کی بیرقیں بان دار
مثل با مثل صف بہ صف، بے شمار
(قصہ، نور جہاں بیگم)

مجلس کرنا = باتیں چیتیں کرنا۔ مل جل کے بیٹھنا۔

یو شہہ سات شہزادا مجلس کیا
کندورے بچھانے کی رخصت دیا
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

ا ٗ د ـ مجلس کرنا = (۱) جلسہ کرنا۔ (۲) ماتمِ حضرت امام حسینؑ کے لیے جلسہ کرنا۔ (۳) مرثیہ خوانی کرنا۔ ا

مچھلہارا = مچھندر۔ ماہی گیر۔ دھینور۔

مچھلہارا، آکر جب دریا کنے　　بہت روز بعد از شکار کھیلنے

ا الف ـ مچھلہارے = مچھیرے۔

آج دو مچھلہارے یہاں آئے تھے۔ (انوارِ سہیلی)

د ـ مچھلہارا = مچھیرا۔ ا

محالاں = جمع محال (محل) کی۔ قصر۔ حویلی۔

بہشت کے محالاں عمارت تمام
ہیں اس جھاڑ کے ڈال سب پر مدام

(نورنامہ۔ عنایت شاہ)

د ـ محال = محل کی جمع۔ (۱) مکانات۔ مقامات۔ منازل۔ (۲) جائیدادِ غیر منقولہ۔ پرگنے۔ ضلعے۔ جاگیریں۔ (۳) شہد کی مکھیوں کا چھتہ۔ اردو میں مفرد استعمال ہوتا ہے۔ ا

مختار خانی = ایک قسم کا ریشمی دیسی کپڑا مشروع کی قسم کا ہے جو پاجامے بنانے کے کام آتا ہے۔

یہ لفظ حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"مختار خانی کے تھان میں تین ازاراں تیار ہوتے ہیں۔

مخمول = (نڈھال۔ مغموم۔ افسردہ)۔

وہ معشوق دک سوں مخمول ہے
توں یاں آپنے شک میں مشغول ہے
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| الف _ مخمول = نڈھال۔ مغموم۔ افسردہ۔
(۱) کی توں ہوا یوں مخمول (نوسرہار)
(۲) ہو مخمول جوں پھول باسی اتھا (کلیاتِ بحری) |

مدار = دستگیر بندہ نواز کے کھوپرے سونے روپے کے چراغ۔
یہ بھی ایک قسم کی دکنی عورتوں کی منّت ہے۔
مدار کے دستگیر بندہ نواز کے
چراغاں کھوپرے سونے روپے کے
(فقہ۔ محفوظ خانی)

مدرا = قند۔ ایک قسم کا کپڑا ہے۔
یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"لال مدرے کی چادر پھٹ گئی ہے"

مدن مد = جوشِ جوانی۔ عنفوان شباب۔

مدّو = احدی۔ کاہل۔ کام چور۔
"اِتا مدو پنا نکو کرو"
(موجودہ دکنی)

مراد = مرضی۔ خواہش۔ خوشی۔

سو بارا کہا یوں کہ پھرتا ہوں میں
مراد میری جو کچھ سو کرتا ہوں میں

کہا نور اس کوں بندے کی مراد
بندے سات نھئیں ہے تو کر اعتقاد

(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

بہت ہی پرانے بڈھے میرے چھٹپن میں اس لفظ کو کبھی کبھار بول جایا کرتے تھے لیکن اب اس لفظ کے معنے اور جائے استعمال بدل گئی ہے۔ اب ماحصل مقصد، مطلب اور منت کے معنوں میں عام طور پر بولا جاتا ہے۔

| الف ۔ مراد کرنا = مراد پوری کرنا۔

جو کوئی قدم تجھ پہ ثابت دھرے
اس کی مرا داں تو پل میں کرے (معراج نامہ)

د ۔ مراد = (۱) ارادہ۔ مطلب۔ مقصد۔ غرض۔ خواہش۔ تمنا۔ آرزو۔
(۲) منت۔ نذر۔ بھینٹ۔ (۳) مفہوم۔ منشا۔ |

مراد وند. = (مراد مند) مراد والے۔

مراد وند آکر دیویں فاتحہ
تواف کر کو جاویں ہر یک جا بجا (بڈن نامہ)

مرتنگڑا = مریل۔ ادموا۔

جیسے: "بیمار ہو کے تو یہ مرتنگڑا ہو گیا" (موجودہ دکنی)

مردے پر ڈھول بجا کر پلّانا = مردے پر مرفے تاشے کے ساتھ سینہ زنی کرتے اور مٹی اڑاتے تھے۔ یہ دکن میں ماتم کی بد رسم تھی۔

بجا کر ڈھول مردے پر چلاتے
جو سینہ پیٹتے ماٹی اڑاتے

(فقہ۔ محفوظ خانی)

مردے کے باسن بھرنا = مردے کے نام سے چالیسویں دن کھانے کے برتن بھر کے، ان کے آگے ہاتھ جوڑتے اور سجدہ کرتے اور اس کو مردوں کے نام سے منسوب کر کے طرح طرح کے مشرکانہ خرافات کرتے تھے۔ یہ رسم دکنی عورتوں میں مروج تھی۔

جو چالیسویں کو مردے کا باسن
بھراتے نام سو مردے کے کارن
اچھوتا کر کے لے مردیوں کے ناماں
ہنڈی باسن کے جو پڑتے ہی پانواں

(فقہ۔ محفوظ خانی)

مرغوز = مرجھوڑا۔ دبلا پتلا۔

جیسے "کتا مرغوز آدمی ہے"

مڑی = کیاری (کھیت کی کیاری)۔

"پیاز کی سات مڑیاں کھا گئے"

یہ لفظ اب بھی دکنی دیہات میں بولا جاتا ہے۔

[الف ۔ مڑی = کیاری۔

(۱) کہ اس بن کے میانے اہے یک مڑی (گلشنِ عشق)

(۲) یہاں کا مالی پرم کا پانی نین مڑیاں میں سدا پھرات (کلیاتِ شاہی)]

مستَید = مستعد۔ تیار۔

کیے یوں شتابی سوں مستید محل
کیے سب تصور خیال محل
وزیراں کہے آ کو سب شہ کے دھیر
کہ مستید ہوا ہے جنگل میں مندھیر

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف ۔ مستید کرنا = تیار کرنا

(۱) یوں اس کیتا مستعید (نوسرہار)

ب ۔ مستعید = مستعد۔]

مُسَند = مسلّم۔

کوانے توں نو کھنڈ کا شہہ مسند
لیا سات قلعے اپنگ توڑ بند (علی نامہ۔ الف)
کیا جب توں لینے کوں ہمت بلند
یو سات آسماناں کا قلعہ مسند (علی نامہ۔ الف)

| الف _ مسند = مستند۔
(۱) سخن ترا ہے نزک عاشقاں کے یوں مسند (کلیاتِ ولی)
ب _ مسند = بہتر۔ اعلیٰ۔ |

مشکل کی پنڈی = دکنی عورتوں کی ایک قسم کی منت و نیاز ہے۔

گرج کے چونگے اور الگل کی کھچڑی
و مشکل کا ملیدا اور پنڈی
(فقہ۔ محفوظ خانی)

مضمضہ =

دماغ شکم کے گھاؤ میں دار و دیجے سو
مضمضہ سے حلق میں پانی داخل ہو
(فقہ۔ ہندی۔ عبد امین)

| ج _ مضمضہ = کلی۔ کلی منھ میں پھرانا۔
د _ مضمضہ = کلی منھ میں پھرانا۔ کلی۔ |

مفتول =

خلق اوصاف کے گل اس کے گندنا
اتھی مفتول تیوں مقبول پھندنا
(قصہ۔ ابو شحمہ۔ الف)

مکا = گونگا۔

کبھو لب دہن اس کے نظروں میں لا
وہ مکا سا بن آپ میں اونٹتا
(قصہ۔ نور جہاں بیگم)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

[ج _ مکا = گونگا۔ لال۔
د _ مکا = گونگا۔]

ملاذا = ملاحظہ۔ خیال۔

ہنگاماں بسایا تو اس کام کا
ملاذا نہیں تج کوں بد نام کا
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

اب ملاذا بہ معنی مروت و لحاظ استعمال ہوتا ہے۔ خیال کے معنوں میں نہیں۔

[الف _ ملاذا / میلاذا = لحاظ۔ پاس۔
(۱) نہ تج میں ملاذا نہ تج میں ادب (قطب مشتری)
(۲) ملاذا ہے اس کا سٹوں جیو کوں وار (مینا ستونتی)
د _ ملاذا = ملاحظہ۔]

ملا گیری = ملا پنا۔

بسر ملا گیری تو نے اپس کی
کیا ہے عشق بازی کا ہوس کی (قصہ۔ ملا)

اب اس قبیل کا صرف "ماما گیری" استعمال ہوتا ہے۔

ملک پھٹنا = ملک ٹکڑے ٹکڑے ہونا۔ انتزاعِ سلطنت

ہوئے شہر کے لوگ بے دل سگل
چنیں گا ملک کہہ کو تب مل سگل

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| الف _ ملک پھٹنا = ملک میں پھوٹ پڑنا۔

(۱) اتا ملک پھٹنے میں تیں بار کچ

(رضوان شاہ و روح افزا۔ ب) |

ملک داول = دکنی عورتوں کا کوئی فرضی موکل ہے

(فقہ۔ محفوظ خانی)

ملی = دوکان۔

اُبٹنا و چکسہ بھی ایسا ملی
کہ پھولوں کی گویا ملی تھی کھلی

(قصہ۔ نور جہاں بیگم)

حیدرآباد میں ملی اور ملگی اب تک دوکان کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔

منترنا = منتر مارنا۔ مسحور کرنا۔

بھی دوسریاں کوں ڈرتا نڈرتا ہوں میں
مرے فن ستی لیا منترتا ہوں میں

(ابلیس نامہ)

منڈا = ریوڑ۔ گلّہ۔ جھلّڑ۔ (ٹولی۔ جھنڈ۔)

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"چڑیوں کا منڈا۔ بھینسوں کا منڈا۔ بکریوں کا منڈا"

| الف _ منڈا = گلہ۔ ریوڑ۔ جھنڈ۔ ٹولی۔

(۱) عشاق کے دلاں کا ہیبت زدا ہے منڈا

(دیوانِ عبداللہ قطب شاہ)

(۲) ایسے میں بغولیاں کا منڈا آیا (انوارِ سہیلی)

ج _ منڈا = ریوڑ۔ بھیڑ بکری گائے بھینس وغیرہ کا گلّہ۔

د _ منڈا = گلّہ۔ ریوڑ۔ |

مُنڈان = جہان۔ کائنات۔

ہمارے واسطے منڈان سارا

یہ قدرت سوں اوپیارا النوارا (قصہ۔ ملا)

جسے عیب نئیں اوغنی پاک ہے

کہ جس تے یو منڈان افلاک ہے

(نور نامہ۔ احمد)

کہا نور بے عیب سبحان ہے

کہ جس تے جگت تین منڈان ہے

(نور نامہ۔ احمد)

| الف _ منڈان = کائنات۔ آسمان۔

(۱) نبی کے نور سوں کل منڈان پیدا ہوا (وصل نامہ)

(۲) کام سے منڈان کے انجان تھی۔ (انوارِ سہیلی)

ب _ منڈان = کائنات۔ منظر۔

(۱) کہ جو تلگوں دنیا رہے کر منڈاں (ابراہیم نامہ)

ج _ منڈان رہنا = قائم رہنا۔ آراستہ رہنا۔

د _ منڈان = (۱) موجوداتِ ظاہر شدہ۔ (۲) دنیا۔ جہان۔ ا

مندھیر = مندر۔ محل۔

کیے یک مہینے میں مندھیر تیار
بندے حوض خانے محل کے کنار

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

ا الف _ مندھر = مکان۔ محل۔

(۱) سرج افشاں گر ہو کر نبیؐ مندھر دواراں پر (کلیاتِ قلی قطب شاہ)

(۲) دیوادل، نبی دم، مندھر جسم ہے (قطب مشتری)

ب _ مندھیر = مکان۔ محل۔ سورگ۔ جنت۔

د _ مندھیر۔ مندھر = مندر۔ مکان۔ ا

مندا = ڈار۔ قطار۔

او مندے میں تے پھانک کر یک ہرن
سو چرتی چلی شاہ زادی کدھن

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

(پھانک = علاحدہ ہو کر۔ چھٹ۔ ٹوٹ۔)

ا الف _ مندا = گلہ۔ ریوڑ۔ جھنڈ۔ ٹولی۔

(۱) عشاق کے دلان کا ہیبت زدا ہے مندا

(دیوانِ عبداللہ قطب شاہ)

(۲)　ایسے میں بغولیاں کا منڈا آیا　　(انوارِ سہیلی)

ج ـــ منڈا = ریوڑ۔ بھیڑ۔ بکری گائے۔ بھینس۔ وغیرہ کا گلہ۔

د ـــ منڈا = گلہ۔ ریوڑ۔ |

منڈا سے پچھاڑنا = پگڑیاں زمین پر دے مارنا۔ اظہارِ تاسف کرنا۔

اول شہہ کوں تسلیم کر تیج سب
منڈا سے پچھاڑے انگے شہہ کے تب

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| الف ـــ منڈا سا پچھاڑنا = تعظیماً قدموں پر پگڑی کا ڈالنا۔

(۱)　منڈا سا پچھاڑے انگے شہہ کے سب　(رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)

ب ـــ منڈاسا = عمامہ۔ پگڑی۔ |

منڈف = منڈپ۔ منڈھا۔ شامیانہ۔

کہا بادشاہ نے کہ اس کو لِجاؤ
قتل واسطے اب منڈف تل بٹھاؤ

(قصہ۔ سیاہ پوش)

بنی کو ادھر مل کے سب بی بیاں
پکڑ اس پہ منڈف وہ نہلاتیاں

(قصہ۔ نور جہاں بیگم)

| الف ـــ منڈپ مانڈنا = چھت گیری لگانا۔

مانڈے منڈپ جرت تاریاں سوں ہے سجلا آسمان

(کلیات محمد قلی قطب شاہ)

ب _ منڈب _ منڈپ = سائبان۔ خیمہ۔
د _ منڈف = منڈپ۔ سائبان۔ ا

منڈی = گردن۔ سر۔

منگا کر گلاب اس کیرا موں دھلائے
منڈی اپنی مانڈی پورک کر سلائے
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"اگے پیٹ میں منڈی دے"
باہر والے بھی بولتے ہیں۔ جیسے: "او منڈی کاٹے مان جا"
دلی میں منڈیا کہتے ہیں۔ جیسے: "ہے شرط منڈیا مڑوڑ دوں"

ا الف _ منڈی = سر۔
(۱) دیکھیا جیوں چندر اس منڈی کاڑ کر (سیف الموک بدیع الجمال)
ب _ منڈی = سر۔
ج _ منڈی = سر۔ کھوپڑی۔ ا

منس = شوہر۔ مرد۔ خاوند۔

مسجد بیچ نہ جاوے منس نہ جاوے پاس (درحالتِ ناپاکی)
قرآن نہ چھوئے ناپڑے جنب بھی ہے قیاس (فقہ ہندی)۔

یہ لفظ اب بھی دلی میں مثلوں میں آجاتا ہے۔ جیسے: "دھی کی منگنی، پتر کا بیاہ منس کی برسی آج مورا نکاح۔ اٹھ لونڈی چڑیا پچھاڑ آدھی چھینکے پہ رکھ آدھی کا قلیہ پکا۔ کسی نے پوچھا آج

تمھارے کیا ہے؟ کھا بندی کے تو روز ایسی ہی ال چھل رہتی ہے "

| د _ نس = خاوند۔ |

منقلہ = قلعہ کے ایک حصے کا نام۔

خطاں ان کے لے منقلہ پاس آ
کھڑے رہے بصد عجز و صد التجا

(اضرابِ سلطانی)

| ج _ مِنقلا = فوج کا وہ حصہ جو لشکر سے آگے رہے۔ (ہراول)۔ |

منگٹ = پہنچا۔ دست و ساعد کا جوڑ۔ ہاتھ کا گٹا۔

لگت منگٹ تلگ دھو ہاتھ تین بار
لے پانی منھ میں سیدھے ہاتھ سوں یار

(فقہ۔ محفوظ خانی)

دو جا بنبی کے نیچے ہاتھ باندھے
ہتیلی پیٹھ پر منگٹ کی راکھے (فقہ۔ محفوظ خانی)

| الف _ منگٹ = منکٹ۔ کلائی۔

(۱) دونوں ہاتھ جدا جدا دھو کر ملا کر دھونا پہنچے سے منگٹ لگ۔ (کنزالمومنین)

(۲) اول دونوں ہاتھاں کوں منکٹ تے دھو۔ (احکام الصلوٰۃ)

ب _ منگٹ = منکٹ۔ پہنچا۔ |

منگٹاں = جمع منگٹ کی۔ بہ معنی پشت دست۔

لگیاں دیں لونچنے حوراں لٹاں کوں

کھڑیاں سب چا بتیاں منگٹاں کوں

(قصہ ۔ ابو شحمہ ۔ الف)

ا الف ۔ منگٹ ۔ منکٹ = کلائی

(۱) دونوں ہاتھ جدا جدا دھو کر ملا کر دھونا پہنچے سے منکٹ لگ۔ (کنزالمومنین)

(۲) اول دونوں ہاتاں کوں منکٹ تے دھو۔ (احکام الصلوٰۃ)

ب ۔ منگٹ = پہنچا ۔ کلائی۔

د ۔ منگٹ = (۱) کلائی ۔ (۲) ٹخنہ ۔ (۳) گھوڑے کے سم اور ٹخنے کے درمیان کا حصہ ۔ گاچی۔ ا

منم = غرور ۔ تکبر ۔ نخوت ۔ گھمنڈ ۔ مان ۔

سنے میراں جاں پاک شہید شہہ سوار
منم سوں بھیجیاں بول رونا بکار (بدن نامہ)

ا الف ۔ منم = غرور۔

جو بھاگی رتی رائے کی ۔کر منم
کہی حسن میں کوئی تیں اپنے سم (طوطی نامہ)

ب ۔ منم = انا ۔ غرور ۔ گھمنڈ ۔ منے ۔

د ۔ منم = (۱) میں ہوں ۔ (۲) خودستائی ۔ شیخی۔ ا

منے = میں ۔ اندر ۔

ا الف ۔ منے = اندر۔

(۱) دسیں تج منے سیادت کی سین (پرت نامہ)

(۲) ہر ایک شئے منے دیتا ہے جلوہ نور اس کا۔ (سب رس)

(۳) مجھ نگر ہور ریار کی جب ہوس آتی دل منے (انوار سہیلی) ا

موافا = محافہ۔

فلک کا موافا عجب دھات کر
معلق رکھیا ہے زمیں کے اپر
(نورنامہ۔ عنایت شاہ)

موٹ ہونا = جمع ہونا۔

بارا گو کا دل موجہ یک موٹ ہو
سما زیر آیا اوجوں ٹوٹ کو (بدن نامہ)

الف موٹ = گٹھری۔ پوٹلی۔

(۱) مجھ سر آدے دکھ کی موٹ (نوسرہار)
(۲) مرے ہر بچن ہیں معانی کے موٹ (گلشنِ عشق)۔

ب موٹ = گٹھا۔ گٹھر۔ موٹاں (جمع)۔

د موٹ = (۱) ایک غلہ۔ موٹھ۔ (۲) گٹھڑی۔ پوٹلی۔ بستہ۔ پتھی۔ (۲) چرس۔ چمڑے کا بڑا ڈول۔

موچ = بند۔

انکھاں موچ کہتا اچھے رام رام
بغیر رام کا ناؤں اس پر حرام
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

دلی میں اب بھی پرانے گھرانوں میں یہ لفظ بولا جاتا ہے لیکن لفظ میں فرق ہے۔ جیسے: "تم تین جنوں میں آنکھ مچولی ہو سکتی ہے؟ تم میری آنکھیں میچو۔ رحمت چھپے۔ اے لو کھیل ہو گیا"

| الف _ موچنا = بند کرنا۔

(۱) پڑیا ہے انکھاں موچ بے اختیار (طوطی نامہ)

(۲) تٹ کا کواڑ موچیا ہے۔ (انوار سہیلی)

ب _ موچنا = مینچنا۔ بند کرنا۔ |

موچ موڑتا = مونچھ مڑوڑ۔ شیخی خورہ۔

کتے کبر مغرور موچ موڑتے (ابلیس نامہ)

| الف _ موچیاں = موچھیں

داڑی موچیاں آیا تو کیا مرد ہوے۔ (سب رس)

ب _ موچیاں = موچھیاں۔ موچھیں۔

د _ موچھ مروڑا = موچھوں پر تاؤ دینے والا۔ بہادری جتانے والا۔ شیخی باز۔ |

مورچہ = چیونٹی۔ چیونٹا۔

بعضے جادیں برق سے بعضے جیسے باؤ
بعضے جیسے مورچہ تس کا ٹوٹا پاؤ

(فقہ۔ ہندی۔ عبدالامین)

| د _ مورچہ = (۱) زنگ۔ زنگار۔ پھپھوندی۔ (۲) چیونٹی۔ کیڑا۔ |

مورچنگ = ایک قسم کا باجہ ہے۔

بہشت کا جو بارا لگے آن لنگ
بجیں پات منڈل دجیوں مور چنگ

(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

موز = کیلا۔

کیا کھوں سیب و جھی موز و انار
تھے درختاں ان کے بھی وھاں بے شمار
(بہارستانِ عشق)

یہ لفظ اب بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے جیسے "موز پیسے راس پیسے راس"

ب ـــ موز = کیلا۔
د ـــ موز = کیلے کی پھلی۔

موکا (مکّا) = گونگا۔ بے زبان۔

کیتاں کوں انن میں زباں حق دیا
موکے کر کتے ان میں پیدا کیا (قصہ۔ ملیکا)

الف ـــ موکی / مکی (س: موکھ) = گونگی۔
موکی ہو۔ اشارت سوں کرتی ہے بات۔ (مینا ستونتی)

ب ـــ موکا = گونگا۔
د ـــ موکا = خاموش۔ چُپ۔

موکل = برقنداز۔

موکل چلے لے کے عیار کوں
دیکھو دوستی کے گنہ گار کوں (قصہ۔ سیاہ پوش)

موکل اب ہم زاد جن کے معنوں میں بولا جاتا ہے یا وکیلوں کے صاحبِ معاملہ موکل کہلاتے ہیں۔ جیسے: "یہ عمل چالیس دن کا چلّہ باندھ کر کرو دو موکل تابع ہو جائیں گے"۔ "وکیل صاحب آپ کا موکل کہاں ہے"۔

ا د _ مو کل = وہ شخص جسے کوئی کام سپرد ہو۔ (۲) امانت دار۔ ذمے دار۔ محافظ۔
وہ فرشتہ جو کسی کام پر مقرر ہو۔ موکلین (جمع)
وَکل = وہ شخص جو وکیل مقرر کرے۔ وکیل کرنے والا۔ کام سپرد کرنے والا۔
اپنا کام وکیل کو دینے والا۔

مول = جان۔ سمجھ۔

امامت صاحبِ عذر کی جائز نا ہیں مول
یہ مسلہ پہچان لے لازم کیا رسولؐ

(فقہ ہندی۔ عبدواحین)

مولی = بہ واوِ معروف بہ معنی پھاندی (جدید دکنی)

ا ج _ مولی = ایک ترکاری۔
د _ مولی = ایک ترکاری۔ ا

مومی = .

امامت کیتی قوم کی درست کہے ہر حال
جو نفل پیچھو فرض کے اور مومی مومی نال

(فقہ ہندی۔ عبدواحین)

مونڈی کاٹا = سر بریدہ۔

عورتوں کا کلمہ، خطاب عتاب آمیز
موئے تلپٹ کی سب سن کر بھلائی

منڈی کاٹے کو خط لکھنے بلائی

(قصہ ۔ ملا)

گاؤں اور قصبوں کی عورتیں اب بھی کہتی ہیں۔ جیسے:

"چل موئے مونڈی کاٹے نمک حرام"

| ج _ منڈی کترا = عورتوں کا ایک کوسنا۔

د _ مونڈی کاٹا = بددعا۔ سر کٹا۔ بن سرا۔ (۲) واجب القتل۔ موا۔ |

مون میں ماٹی بھرنا = دفن کرنا۔ مارنا۔ غارت کرنا۔ ذلیل کرنا۔ زیر کرنا۔

سبی کاٹ کافراں کوں تلپٹ کروں
کہ سب کوں پچھاڑموں میں ماٹی بھروں

(جنگ نامہ۔ حنیف شاہ)

مہ بلی = مہابلی۔ صاحبِ قوت۔ طاقت ور۔ زور آور۔

دوجی تے حِف شہہ او فرزند علی
اتھے پہلواناں میں او مہ بلی

(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

| الف _ مہابل (مہابلی) = طاقت ور۔

(۱) تیری مہابل جے اتھے سدھ چھوڑ دیے رنگ ہو کھڑے (کلیاتِ شاہی)

ب _ مہابل _ مہابلی = طاقت ور۔ بہت بڑے۔

د _ مہابلی = بڑا طاقت ور۔ نہایت زبردست۔ شہ زور۔ |

مہری = کوٹھا۔ ماڑی۔ چھت۔ بام۔

قضارا نظر جا پڑی اس اپر
کھڑیا تھا جو مہری پوسُد کوں بسر
(اضراب سلطانی)

مہکار دار = معطّر۔

لگائی جو مہ رو نے عطرِ بہار
ہوا اکبر آباد مہکار دار
(قصہ نور جہاں بیگم)

| الف _ مہکار = مہک۔
(۱) چوندھر باس کی مہکار اٹھی۔ (سب رس)
(۲) گگن تس کے مہکار تے مکمکاتے (علی نامہ۔ ب)
ب _ مہکار _ مہکارے = خوش بو۔ |

مھاڑی = کوٹھا۔ چھت پر کا مکان۔ بالا خانہ۔

رھتی تھی جو ایک مھاڑی منے
تلے تھی ننھی پیار سوں نرکنے
(مینا ستونتی و لورک)

| الف _ مھاڑی = محل۔
(۱) جو فیروزی مھاڑیاں نو جتن کے تنیں سنگارے ہیں۔
(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ)
(۲) مھاڑی پو بھوت بے طاقتی سوں ڈلماتی تیوراں کھاتی چڑھی۔
(انوارِ سہیلی)
ب _ مھاڑی = دو منزلہ مکان۔ |

مھٹ = ہندوؤں کا صومعہ۔ گسائیوں کا معبد۔

جو ایسا چھند ہے یو سب میں پر گھٹ
کیا دیول، خانقہ کیا گھٹ و کیا مھٹ　　(قصہ ۔ ملا)

آج کل حیدر آباد میں مٹھ کہتے ہیں۔ جیسے:

"راجہ نرسنگ گیر جی کا مٹھ کہاں ہے"

| ب _ مٹھ = خانقاہ۔

د _ مٹھ = (۱) مندر۔ بت خانہ۔ بت کدہ۔ (۲) خانقاہ۔ دھرم سالا۔ (۳) ہندو فقیروں کی جھونپڑی۔ کٹی۔ (۴) پاٹ شالہ۔ مذہبی مدرسہ۔ (۵) نیل کا حوض۔ |

مھڑنا = منڈھنا۔ لیپنا۔

مہن مالے جو مالے توڑے کڑے
طلا اور نقرہ میں سب کوں مھڑے　　(اضرابِ سلطانی)

مھیوں = مینھ۔ بارش۔

پڑیا مھیوں بے حد اٹھا باؤ زور
سٹیاں موج پر موج دریا میں شور
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| الف _ مھیوں = مینھ۔ بارش۔

(۱) کدھیں تھر ہو برسے مھیوں　　(نوسرہار)

(۲) کہ موتیاں کرا مھیوں پڑ دیا دھرت پر　　(قطب مشتری) |

میاں = پیارے۔ پیتم۔ سجن۔ دل بر۔ جانی۔ آقا۔ خاوند۔ مالک۔

ارے رے میاں میں پچھانی نہیں
وو صورت پہ تیری نشانی نہیں

(قصہ ۔ سیاہ پوش)

ا میاں = امیراں بہ معنی سردار کا مخفف۔ آقا۔ والی۔ وارث۔ خداوند۔ مالک۔ سرکار۔ حضور۔ حاکم۔ سردار۔ (۲) صاحب زادہ۔ بیٹا۔ (۳) خاوند۔ شوہر۔ خصم۔ (۴) جناب۔ جنابِ عالی۔ (۵) یار۔ دوست۔ بھائی۔ (۶) استاد۔ معلم۔ مدرس۔ پڑھانے والا۔ (۷) شہ زادہ۔ صاحبِ عالم۔ امیر زادہ۔ کنور۔ (۸) پہاڑی۔ راجاؤں کے خاندان کے لوگ۔

میان (میانے) = میں۔ درمیان۔ حرفِ جار۔

جو مسافر اس جگہ پر جاوَتا
دیو اس کوں قید میان لاوَتا

(قصہ ۔ دل وحسن)

اس میں جاوَتا اور لاوَتا تمنائی کی صورتیں استمراری کے معنوں میں استعمال ہوئی ہیں

ا الف ۔ میان = میانے۔ میں۔ بیچ۔ درمیان۔

تحقیق خدا کے میان تے ستر ہزار پردے اجیالے کے۔

(معراج العاشقین)

ب ۔ میان = میانے۔ میں۔ درمیان۔ دل۔ ا

میانے = میں۔ اندر۔ حرفِ جار ہے۔

اگر کپڑا لیا ہے ہاتھ میانے
نہ وہ پینے گا نہ اوڑے گا جانے

(فقہ ۔ محفوظ خانی)

میری (مھیری) = میم مسکور بہ یائے معروف ۔ را مکسور بہ یائے معرف بہ معنی مینڈھی ۔ بالوں کی ایک قسم کی گندھاوٹ ۔ ساڑی کے جھول کو بھی میری کہتے ہیں ۔

رسم کر مت جو تلا کر پوریاں
مت کھلا نوشہ کے ہت تو میریاں (قصہ شبیہہ النسا)

میریاں = ایک قسم کے بال ۔ مینڈھیاں ۔

جما موں پہ وہ چاند اور ٹیگیاں
وہ لٹکن وہ موبند اور میریاں

(قصہ ۔ نور جہاں بیگم)

{ د ۔ میریاں ۔ مھیریاں = لہنگے ۔ ساری یا کسی لباس کے پرت ـــــ (م ۔ ت) }

○●○

ن

ناٹ = شہہ تیر۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے :

"ناٹ ٹوٹ گئی"

ا ج ۔ ناٹ = شتیر۔ ا

ناٹک سال =

کلاونت ناچے ڈومنیاں ناٹک سال
بجے سرمنڈل بڑک تنبور تال

(بڈن نامہ)

أ ب ۔ ناٹک = ناچ۔ نقل۔ تماشا

ناٹکا = ناٹک کرنے والی عورت۔ ا

ناد = آواز۔ ندا۔

سڑیاں پر دھریا پاؤں جانے بدل
بجیاں او سڑیاں نادکر کر اُچھل

(مینا ستونتی و لورک)

| الف _ ناد = آواز۔ گانا۔ نغمہ۔ مانند۔ طرح۔

(۱) ناد سنایا بن کنت تانت (نوسرہار)

(۲) بادل ہو باؤ ناد پھروں دشت میں اتال (قادر نامہ)

ب _ ناد = آواز۔ راگ۔ طرح۔ مانند۔ |

ناراستی کرنا = سختی کرنا۔ ظلم کرنا۔ بے موجب بات کرنا۔

کرے کوئی غریباں پو ناراستی

(ابلیس نامہ)

| ج _ ناراست = ٹیڑھا۔ کج۔ دروغ۔ جھوٹ نامناسب۔ کھوٹا آدمی۔ |

ناڑی دیکھنا = لفظی معنی نبض دیکھنا اور اصطلاحی معنی خبر لینا۔

یہ محاورہ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔ مجھے اعلیٰ حضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ ، سے اس محاورے کے سننے کا شرف حاصل ہوا۔ اعلیٰ حضرت نے رحیم خاں ہرّاجی کو مخاطب فرما کے فرمایا:

"دیکھ رے رحیم خاں کوئی پتلی ٹوٹی تو تیری ناڑی دیکھ لوں گا۔"

| الف _ ناڑی دیکھنا = نبض دیکھنا۔

(۱) حکیماں دیکھن ناڑی جیوں آئے ہیں (سیف الملوک بدیع الجمال)

(۲) ایک دفعہ عدل میں آئے تو اس کی بھی ناڑی دیکھ کر چھوڑ دینا۔

(انوارِ سہیلی) |

ناگر = ہل۔

یہ لفظ آج کل حیدرآباد میں بولا جاتا ہے۔

| الف _ ناگر = (ہندی = ناگل۔ سنسکرت لانگل) ہل۔
بزاں بہشت میانے سوں ناگر لیکائے (قصہ۔الانبیا)
ب _ ناگر = ہل۔ باشندہ۔ ہوشیار۔
ج _ ناگر = ہل۔ قلبہ۔ ناگل۔ |

ناگر مارنا = ہل چلانا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

ناگرنا = ہل چلانا

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"زمین ناگرے گئی"

نال = ساتھ۔ سے۔ ہمراہ۔

کنگھے کر کے دونو کے زلفاں کے بال
سنوارے اپے فاطمہ جیوں کے نال
(وفات نامہ حضرت فاطمہ)

نا جورو نا مرد ہیں نا شہوت کے نال
ذکر پاک تسبیح سے خالی نہ رکھیں حال
(فرشتے)

بولتا ہے بن جیب سے بن دل بوجھے نال
جو ان چاہا سو کیا کرے ہوئے فی الحال
(فقہ۔ہندی۔ عبدوامین)

یہ لفظ پنجابی ہے۔ اب بھی پنجاب میں بولا جاتا ہے۔ جیسے

"پائیاں ساڈے نال توسی لاہور وچ چلو"

ا الف _ نال = ساتھ۔ پاس۔

(۱) لگیاں چاؤ کرنے ادک دل کے نال (گلشنِ عشق)

(۲) جو دل گیا ہے دلبر دلکش کے نال چل (کلیاتِ ولی)

ب _ نال = ساتھ۔ ساقِ کنول (ڈنڈی) پتھر یا لکڑی کا آلہ۔ نَعل۔ ا

نباڑا =

حکم اس پر شرع کا حد ہے سارا

یہاں کرنا تو شحمہ کا نباڑا

(قصہ ابو شحمہ)

ا الف _ نباڑنا = نبیڑنا۔

تجھے معشوق کی کیا پڑی تو عاشق ہے اپنی نباڑ۔ (سب رس)

ب _ نباڑنا = نباڑ۔ ختم کرنا۔ نبیڑنا۔

ج _ نباڑنا = (۱) نبیڑنا۔ (۲) فیصلہ کرنا۔ ا

نجاتی = نجات

خلاصی اسے ہے عذاباں تے لئی

نجاتی ہے ہیبت کے باتاں تے لئی

(شمائل نامہ)

نجیردار = خبردار۔ تفاؤل کے طور پر نجیردار استعمال ہوا ہے۔

نجیردار جا کو سو دیتے نجیر

گئے سو لے کر نار آئے ہیں بیر
(بڈن نامہ)

نجھا = نظر کر۔ دیکھ۔ اس کا مصدر نجھانا ہے۔

محبت سوں دونوں کوں گلّے لگا
لگے رونے موں کوں ان کے نجھا

(وفات نامہ حضرت فاطمہ)

[الف _ نجھانا = غور سے دیکھنا۔ گھورنا۔
(۱) بلوں کھول کھڑکی نجھاتی کھڑی (طوطی نامہ)
ب _ نجانا = غور سے دیکھنا۔
نجھا = غور سے دیکھا۔ توجہ سے دیکھا۔
نجھانا = غور سے دیکھنا۔
د _ نجھانا = غور سے دیکھنا۔]

نچھل = صاف۔

یکایک پڑی روح افزا اچھل
دسیا زرد ہو رنگ موں کا نچھل

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ نچھل = نشچھل (سنسکرت)۔ صاف۔ روشن۔
مرا قطب تارا ہے تاریاں مین نچھل (کلیاتِ قلی قطب شاہ)
ب _ نچھل = صاف۔ شفاف۔ شکل۔
د _ نچھل = صاف۔ خاص۔]

نحر کرنا = حلق پر نیزہ مارنا۔

حکم ہے نحر کرنے کا شتر کو
اچھے مکروہ ذبح کرنا شتر کو

(فقہ، محفوظ خانی)

ا ج _ نحر = اونٹ کا ذبح کرنا۔ ذبح کرنا۔ قربانی کرنا۔
د _ نحر = (۱) اونٹ کا ذبح کرنا۔ (۲) ذبح کرنا۔ قربانی دینا۔ ا

ندی میں دلیا چھوڑنا = ایک قسم کی منت ہے۔

جو چوٹیاں باؤلیاں رکھ مانتے ہیں
ندی میں جا کے دلیا چھوڑتے ہیں

(فقہ، محفوظ خانی)

نرادھار = بھوکا۔

دکھا اس بچارے کوں دیدار توں
نرادھار ہے شہہ دے آدھار توں

(رضوان شاہ و روح افزا)

ا الف _ نرادھار = بے سہارا۔
(۱) توں آدھار امت نرادھار کوں (قصہ، حسینی)
ب _ نرادھار = بے سہارا۔ بے یارو مددگار۔ ا

نرسو = دکنی عورتوں کا کوئی فرضی موکل ہے۔

نرگس = رام گور۔

ایک قسم کا چھوٹا پرندہ جس کی چونچ سرخ رنگ کی ہوتی ہے دودیا کا سنی کے رنگ کا ہوتا ہے اور چڑیا کے برابر ہوتا ہے۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

نروال = بے تعلق۔

نہ دنیا کی چیزاں پو تھا خیال اسے
کیا تھا تپس سب سوں نروال اسے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ نروال = نروال۔ علاحدہ۔ الگ۔

دے جلوا مشاطا جو نروال ہوئی (سیف الملوک بدیع الجمال)

ب _ نروال = الگ۔ جدا۔ نرالا۔

د _ نروال = الگ۔ جدا۔]

نٹرا = نرخرا۔ حلقوم۔ ٹینٹوا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"نٹرا دانتوں سے پھوڑ ڈالا"

[الف _ نٹری = نرخرہ۔

نٹری پر پاؤں دے گلا چکلے۔ (سب رس)

نٹرڑا = نرخرہ۔

(۱) ہوا کا گھر نٹرڑا اس کا دروازا تارخ (گفتار امن)

(۲) اگر کسی جانور کا کوئی جانور نٹرڑا چابا (کنزالمومنین)

نٹڑی = نزخرہ۔

(۱) دیوں جیورا نٹڑی جانچھ (نوسرہار)

نٹڑا پھوڑ ڈالنا = ٹینٹوا چبا ڈالنا۔

یہ محاورہ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"نرسو نے یلو گا کا نٹڑا پھوڑ ڈالا"

نٹڑلا = نزخرا۔ سانس لینے کی نالی۔

دوجا نٹڑلا گلو کا جس کو کہتے

دماں جاری وہ جس جگہ سو ہوتے

(فقہ، محفوظ خانی)

یہ لفظ حیدر آباد میں اب بھی بولا جاتا ہے۔

نسنگ = سنگ کی ضد۔ (تنہا)

تلے کی جو ہوشیار ہو بے درنگ

سمجھ کر مرد اپنا دوڑی نسنگ

ا الف _ نسنگ = علاحدہ۔ الگ۔

کہ جوں کوئی بیلے کی بیٹھک النگ

اٹھیا تو کرے سو سجدہ نسنگ (مثنوی در فقہ و عقائد)

ب _ نسنگ = تنہا۔ بے خوف۔ ا

نصوحا = عابدہ۔ زاہدہ۔ تائب۔

ہمیں اوستیاں ہیں نصوحا نظر
کیا تھا طلب ایک رانی اُپر
بھری دیکھ دوتی نصوحا کے دھیر
کہی آ کر اے بادشاہ دست گیر
سنیا سو نصوحا نے غصے میں آ
تروت اس گھڑی اس کا مردہ منگا

(مینا ستونتی و لورک)

نفا = نفع۔ سود۔ فائدہ۔ منفعت۔

یوں اسے بولی کہ سنتی ہے وفا دل کوں رکھنا قید کر کیا ہے نفا

(قصہ دل و حسن)

کروں عشق بازی جوانی منے
یہی ہے نفا زندگانی منے

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ نفا کھینچنا = نفع اٹھانا۔
انو نے اپنا نفا کھینچے۔ (سب رس)
ب _ نفا = نفع۔]

(نقلیا) = نقّال۔ بھانڈ۔

اتھا نقلیا ایک اس شہر میں نہ تھا کوئی ہم سر اسے دہر میں
نظام الملک کا اتھا اوبرا بہ شکل و شمائل عوض خان سا

(اضرابِ سلطانی)

تب حجام نلّی نے ہوشیار ہو
بلا نقلیوں کوں کہا کچھ کہو

(اضرابِ سلطانی)

| د _ نقلیا = نقال۔ بھانڈ۔ |

نک = نکھ۔ ناخن۔

توں باگاں کوں خنجر تے چڑنک دیا
دسن گج کوں کر گرز بے شک دیا

(علی نامہ۔ الف)

| الف _ نکھ = ناخن۔
(۱) بھریا تھا لئی زہر جس کے نکھاں میں۔ (انوارِ سہیلی)
ب _ نکھ = ناخن۔ |

نکت = سارا۔ ساری۔ تمام۔ سب۔ کل۔

نکت بول واں کی حقیقت منجے
کہ تا روح کوں آوے قوت منجے
تجے ہے نکت عشق کا درد فام
ترے سر اپر بھی گریا ہے یو کام

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| د _ نکت = نکتہ۔ |

نگڑ کو = جھک کر۔

جیسے "نگڑ کو چھونا" (موجودہ دکنی)

نماتا =

زباں سو ہی کا ماں تے بیچ بکار
زباں سوں نماتا زباں سوں ہی لار
(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

نورماں = دکنی عورتوں کی کوئی فرضی موکلہ ہے۔

نول = نو ۔ نیا ۔ تازہ۔

او ظلمات جادیس آیا نکل
دو رائی پھرا سور آیا نول
(مینا ستونتی و لورک)

ا الف ۔ نول = نیا ۔ نوجوان ۔ اچھوتا ۔ حسین۔
(۱) الالیاں سوں جوانی کے نول شہ سوں رلیاں آئے
(کلیاتِ قلی قطب شاہ)
(۲) پڑے پاؤں ماں باپ کے شہ نول (قطب مشتری)
(۳) کنول لوچن ، کنول جوبن ، کنول من
کنول ایسی نول نے آ کھلایا (دیوانِ عبداللہ قطب شاہ)
ب ۔ نول = عجیب ۔ بے مثل ۔ حسین ۔ نادر ۔ نوجوان ۔ خوب۔
د ۔ بے مثل ۔ نادر ۔ نیا ۔ ا

نہل = نہال ۔ خوش۔

کہے یاں بندو خوش طرا یک محل

دے انعام تمنا کریں گے نہل

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

نہوڑنا = جھکنا۔ خمیدہ ہونا۔

نہوڑ کر کیا والدہ کو سلام

دعائیں دیے مادرِ خوش کلام

(قصہ۔ نور جہاں بیگم)

یہ لفظ دلّی میں مثلوں میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"اونٹ کی چوری نہوڑے نہوڑے"

نہ ہوسے = نہ ہوے۔ اس میں "سے" علامتِ مضارع ہے۔

تو پورا نہ ہو سے ثنا اے کریم

ثنا صفت تیرا بہوت ہے عظیم

(نور نامہ۔ عنایت شاہ)

نہ ہو سی صبوری مرے بات سوں

نہ جانوں گے وقت کس دھات سوں

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

ا ب _ ہوسے = ہوسکے۔

د _ نہ ہوسی = نہ ہوگا۔ ا

نھاٹ = بھاگ۔

نھاٹنا = بھاگنا۔ اس کے دیگر مشتقات بھی استعمال ہوتے ہیں۔

گیا حیدرآباد کوں آپ نھاٹ
نپٹ بد دلی سات ہر باٹ باٹ
چلا یاں سوں کرتا ازاراں خراب
وہاں پھونچنے تک بے حد و بے حساب
چوہے سا ادھک جلد جا اپنے گھر
گھسیا بخشی بیگم کے بل کے بھیتر

(اضرابِ سلطانی)

مرا آشنا تھا او بولیا خبر
لے چندا کو لورک گیا نھاٹ کر
مجھے عقل میں کچھ نظر آئے نئیں
مرے دکھ کوں کچھ بھی نھٹائے نئیں

(چندا و لورک)

[الف _ نھاٹنا = بھاگنا۔

(۱) چڑے عرش پر دھاک کے نھاٹ کر (قطب مشتری)
(۲) کئیں نھاٹ جاوے گا سنبھالو۔ (سب رس)
(۳) سگے سدرے نھاٹنے آکر حجامن کو دیکھے۔ (سکھا انجن)

ب _ نھاٹنا = بھاگنا۔ فرار ہونا۔]

نھاسنا = چھوڑنا۔ بھاگنا۔

نہ سمجھا او لورک نے تجھ ماہ کوں

گیا نھاس کر مال کی آس کوں
دیکھیا سو گیاں نھاس کے آب ہو
پڑیا چو دئیں سخت بے تاب ہو

(مینا و لورک)

یہ لفظ حیدر آباد میں پاڑدھی اب بھی بولتے ہیں۔
" ناس چلو خاس چلو یعنی بھاگ چلو بھاگ چلو "

| الف _ نھاسنا = بھاگنا۔

(۱) مت جاے مجھ تیں دولت نھاس (نوسرہار)
(۲) پادشاہ نھاس کر کدھر جاتا۔ (سب رس)
(۳) ستارے کھڑے ہوں نہ سک نھاسنے

(سیف الملوک بدیع الجمال) |

نھٹنا = بھاگنا۔

فضل بی بلایا لشکر سگل
جو نھٹیا اتھا سو پھرایا سگل

(جنگ نامہ، حنیف شاہ)

نھن سین = (نھن سن) کم سن۔ کم عمر۔

او رضوان شاہ راج ہے چین کا
بہوت خوب صورت نھن سین کا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| الف _ نھن سن = بچپن۔ کم عمری۔

(۱) پلائی اسے دود نھن سن منے (رضوان شاہ و روح افزا۔ ب)

نھنواد = ننھا۔ بچّہ۔ معصوم۔ شیر خوار۔

اونا پاک دندا پنا کاڑ کر
سیٹا پیٹ نھنواد کا پھاڑ کر
(مینا ستونتی ولورک)

| الف _ نھنواد = ننھا۔ کم عمر۔
(۱) یو بی کچھ نھنواد کا کھیل ہے۔ (سب رس)
(۲) توں نھنواد چھوری تجے فام کیا۔ (سب رس)
(۳) کہی یوں کہ نھنواد تھا یو جدھاں (سیف الملوک بدیع الجمال)
ب _ نھنواد = نھنواد۔ بچہ۔ |

نِیّت میں تجاوز کرنا = بد عقیدہ ہونا۔ شک کرنا۔

نِیت میں اگر کوئی تجاوز کیے
جنم جگ جہنمی ہو کو مرے
(بڈن نامہ)

تجاوز کرنا۔ اب بھی بولا جاتا ہے۔ لیکن جائے استعمال میں فرق ہے۔

نیٹ =

پیر کا سنتے کہا قاضی ہو نیٹ
موں کیا رندوں طرف زاہد سوں پیٹ
(قصۂ بہن سراں و بھائی منصور)

| الف _ نیٹ = درست۔ ٹھیک۔ استوار۔
(۱) رک نیٹ اول اپس کی نیت (من لگن)

ب ۔ نیٹ = صاف ۔ استقلال ۔ ا

د ۔ نیٹ = (۱) ٹھیک ۔ صاف ۔ سیدھا ۔ (۲) استقلال ۔ ہمت ۔ ا

نیٹ = آخر کار ۔

لگیا دن دن پو بڑنے پیٹ اس کوں
ہوا کئی دن کوں بیٹا نیٹ اس کوں

(قصہ ابو شحمہ ۔ الف)

ا ب ۔ نیٹ = آخر کار ۔ سیدھے ۔ بہت ۔ صاف ۔ سیدھی راہ ۔
صراطِ مستقیم ۔ راست گو ۔ راست ۔ دوست ۔ صحیح ۔ ا

نیر = پانی ۔ آب ۔ جل ۔

اسے میں کھوں نیر تب پائے گا
خدا بیچ کچھ یک شرک لیائے گا

(ابلیس نامہ)

خدا کے فضل سوں زمیں سوں ابل
شباں شب ہوا نیر جگلے جنگل

(اضرابِ سلطانی)

ایک جنگ میں سلطان ٹیپو راہ بھٹک گیا ۔ پانی کی قلت ہوئی ۔ جان دار مرنے لگے ۔ سلطان نے بہ الحاع و زاری مناجات کی ۔ رات کو زمین کے سو پردے پھٹ گئے اور پانی بکثرت ابلنے لگا ۔ سبحان اللہ ۔
نیر تلنگی میں بولا جاتا ہے ۔ اور اسے نیل کہتے ہیں ۔
ہندی میں صاف کے معنوں میں آتا ہے جیسے : "تو ملک چلتا آیا پنگھٹ پہ

جھگڑا لایا۔ تیرا ٹانڈا لٹوا دوں گی رے بھرنے دے جل نیر"۔

یہ لفظ قدیم دکنی اردو میں عام طور پر استعمال ہوا ہے۔

ا الف ۔ نیر = پانی۔

(۱) پاتھر میں تھیں نیر بھاؤ (نوسرہار)

(۲) وہاں جوں نیر میں نیر۔ (کلمتہ الحقائق)

(۳) کہ جیوں نیر مل کر اچھے رنگ سوں (قطب مشتری)

ب ۔ نیر = پانی۔ رس۔ عرق۔ مجازاً آنسو۔ چمک۔ نزدیک۔

د ۔ نیر = (۱) پانی۔ جل۔ (۲) دریا۔ سمندر۔ (۳) آنسو۔ ا

نیمی۔ نیمے = آدھا۔ نیم۔ نصف۔

سرب اس کے پاتاں میں نیمی سفید

بھی نیمی سیاہ بول یو کیا سو بھید (قصہ ملیکا)

نے = علامت فاعل۔

دکنی اردو میں جا بے جا اس کا استعمال ہوتا ہے۔ پنجاب میں بھی نے زائد استعمال ہوتی ہے۔ جیسے: میں نے جانا ہے۔ میں نے سونا ہے۔

تبھی آ کے سلطاں کو پہنچی خبر

حرامی نسل نے گیا بھاگ کر

(اضرابِ سلطانی)

اگر یک بھی چھوڑیں گے تم نے شہاب

وہ جاویں گے سب بھاگ نالا کے تاب

(اضرابِ سلطانی)

دیا کوئی جناور نے چرنے بدل　　وہ لشکر ستی بھار آوے نکل

(اضرابِ سلطانی)

نیکا = اچھا۔

نیکا ناؤں اس کا ہے فیروز شاہ

سو جگ میں ہے مشہور تا مہر و ماہ

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

یہ لفظ اب بھی گیتوں میں آ جاتا ہے۔ جیسے: "پربت بانس کٹا مورے بابل نیکا منڈھا چھواؤ رے"۔

| الف ـ نیکا = بھلا چنگا۔ نیک۔

(۱) نہ پھاڑے۔ نہ روڑے، او نیکا ہوا (لیلیٰ مجنوں۔ عاجز)

(۲) نیکے نیکے نکات بولے (من لگن)

نیکھا = نیک۔ اچھا۔

منگائی ترت مست پیالا نیکھا۔ (سب رس)

ب ـ = نیکا = عمدہ۔ اچھا۔ بھلا چنگا۔ خوب صورت۔ |

نین اندھاری موچ لینا = منھ پر نقاب ڈال لینا۔ منھ چھپا لینا۔ آنکھوں پر پردہ ڈال لینا۔

جگا جوت نا دیکھ تس ابرہن

اندھاری لیا موچ سورج نین (علی نامہ۔ الف)

و

وار = گز۔ سولہ گرہ کی ایک ناپ۔

یہ لفظ حیدر آباد میں بولا جاتا ہے جیسے:

"مختار خانی کا تھان ساڑھے چار وار کا ہوتا ہے۔"

"ڈیڑھ وار مختار خانی ہوئی تو پاجامے کو بس ہے۔"

| ج ـ وار = گز۔ سولہ گرہ کا پیمانہ۔ دو ہاتھ، تین فیٹ یا چھتیس انچ کا طولانی پیمانہ۔ چار بالش کی مقدار۔ |

وار رچنا = وار کرنا۔ حملہ کرنا۔

سو وئیں وار پر رچنے لگے
سینہ کافراں کے بچکنے لگے

(جنگ نامہ۔ حنیف شاہ)

وائیلہ (وائیلا) = غائب۔ روپوش۔

دسیا جو او سوداگری قافلہ
گلا کاٹ نایک ہوا وائیلہ

(مینا ستونتی ولورک)

| الف ـ وائیلا ہونا = فارغ ہونا۔ الگ ہونا۔

ہوا وائیلا کام تے جوں سنار (طوطی نامہ)

ب _ وائیلا ہونا = فارغ ہونا۔ |

وُتنا = اُتنا۔

کیا نیں وصف کوئی اس کا نہایت
کرے جتنا تو وتنا ہے زیارت

(وفات نامہ حضرت بی بی فاطمہ)

یہ لفظ اب تک دلّی میں بے تکلفانہ بول چال میں بولا جاتا ہے۔

| الف _ وتا = اتنا۔

(۱) جتے جیواں ہیں عالم کے وتے جیودان پاسر تھے۔

(کلیات محمد قلی قطب شاہ)

نبیاں ہور بعضے ولیاں ہیں جتے
ترے وار کے سر گراں ہیں وتے

(سیف الملوک بدیع الجمال)

وتی = اتنی۔

کہ جتنی ہے سورات خواری وتی (انوارِ سہیلی)

ب _ وتی = اتنی۔

وتے _ وتیاں = اتنے۔ |

وحشی دماغ = دیوانہ۔ پریشان دماغ۔ وحشی۔ آشفتہ دل۔

بنا اس طرح کا وہ وحشی دماغ
ہوا اور یہ داغ پر ایک داغ

(قصہ۔ نور جہاں بیگم)

وخت نہ سخت بُڈی چڑی تخت = وقت نہ ویلا تخت چڑھی خیلا

یہ مثل حیدر آباد میں آج کل بولی جاتی ہے۔

وڈا = چھاؤنی۔ ڈیرا۔ کمپو۔ مورچہ۔

انگے جا کو مزبوت وڈا پھر کو ڈال
لے دار و اوگولے او بیٹھیا سنبھال
تمام دین داراں ہو مستعید کھڑے
اچانک وڈاں پر شبا جا پڑے
پہاڑ پر کوں گئے لگ ہر یک ٹھار ٹھار
وڈا شہہ اوپائے اپیں مار مار

(بڈن نامہ)

وُستوار = استوار۔

یو سن بات چندا کہی وستوار
ابی ہور خدا تج کو کرتا ہے خوار

(مینا ستونتی ولورک)

وضا = وضع۔ طور۔ طرح۔

کہے شہر میں اس وضا غل ہوا
تری سلطنت میں تزلزل ہوا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

اب اس کا جائے استعمال مختلف ہے۔

| الف _ وزا = وضع۔ ڈھنگ۔

(۱) مرد یوں رہنا کہ دشمن اس کے رہنے کی وزا چ کوں دیکھ ڈرے۔

(سب رس)

وزا وزا کے = طرح طرح کے۔ قسم قسم کے۔

وزا وزا کے میوے چکھائے (شمائل الاتقیا)

وضا = وضع۔ ڈھنگ۔

کس میں یو وضا اجنون نہ تھا۔ (سب رس)

ب _ وزا = وضا۔ وضع۔ |

وضاں = وضع۔ طرح۔ روش۔

ناوک انداز اں حسن کے تھے اس وضاں
جس کو ماریں تیر بولیں الاماں

نازتے جو حسن بولی اس وضاں
دل کے تئیں ان قید کیتی بعد زاں

دل کو کتیک دیس گذرے اس وضاں
بعد زاں یک دن ہوئی او مہربان

(قصہ دل و حسن)

وکد = دکھ۔ مصیبت۔ تکلیف۔ بپتا۔

شاہ کا سن کو کیتی گلا

یتی بے مروت نہ اچھنا بھلا

(رضوان شاہ و روح افزا ۔ الف)

بڑا قصد کر دھیان لایا تجے
تو اتنا وکد سوں پایا تجے
کہ سو سیا ہے یو شخص بی لے ازار
دیکھیا ہے دنیا وکد بے شمار
وکد بھوت سوسی ہون تیرے بدل
ولے میرے اخلاص میں نئیں خلل
اپس کا وکد اس کوں یاد آئے گا
دُکھیا ہو ہمن بات تے جائے گا
ترے واسطے بھوت افسوس کھائی
وکد سب ترا سن بھوت تلملائی

| الف ۔ وکد = تاکید۔
(۱) وکد پر وکد دینے کیا کام توں (قطب مشتری)
ب ۔ وکد = تنبیہہ۔ تاکید۔ |

وِہوَٹ (وِہ وَٹ) = عادت۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

ویاگ = بیراگ۔ جدائی۔ مفارقت۔

ویتاگ = پریشانی۔ مصیبت۔

لوہے کی رکھیا آب میں آگ تو نچ
دیا تیغ انگے جگ کوں ویتاگ تو نچ

(علی نامہ۔ الف)

یہ لفظ آج کل بھی حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:

"ایو ماں میرے کو ویتاگ نہ دو"

| الف _ ویتاگ = مصیبت۔

(۱) تو مج کو یو دیتاگ ہووے ادیک

(رضوان شاہ روح افزا۔ ب)

ب _ ویتاگ = آفت۔ فراق۔ ہجرت۔ برہ۔ دوری۔ آفت۔

ویتاگی = تارک الدنیا۔ ہجرت زدہ۔

ج _ ویتاگ = مصیبت۔ آفت۔

د _ ویتاگ = محبت۔ دوستی۔ |

ویتاگ = جوگ۔ بیراگ۔ علائقِ دنیا سے کنارہ۔

لیا جب لعل نے ویتاگ کا راہ
اٹھا سب کے جگر سے شعلہ، آہ

(قصہ۔ لعل و گوہر)

ہ

ہات پاواں جھاڑنا = ہاتھ پاؤں پٹخنا۔ لوٹنا۔ پھڑکنا۔ ایڑیاں رگڑنا۔

انھوں نے لگے بومڑیاں مارنے
کتے ہات پاواں لگے جھاڑنے

(اضرابِ سلطانی)

[الف _ ہات پاوں جھاڑنا = ہاتھ پاؤں مارنا۔
او جتنا ہات پاؤں جھاڑلیں گے اتنا پھنس پڑکو مر جائیں گے۔
(انوارِ سہیلی)]

ہات جوڑلینا = ہاتھ ملنا۔ فرطِ غم سے دونوں ہاتھ ملانا۔

"سینا مارلی جوڑلی اپنے ہات"

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ ہات چورنا = ہاتھ ملنا۔
(۱) سِنا کوٹے چورے ہات (نوسرہار)
(۲) ہور بادشاہ ہاتاں چورتے رہ گیا۔ (سب رس)
ب _ ہات چورنا = افسوس کرنا۔]

بچ = عاجز۔ بے بس۔ متحیر۔ دھک۔ دیوانہ۔ بے ہوش۔
بے سدھ۔ حواس باختہ۔

دسی نئیں ہرن کی نشانی بی بچ
ہوا اس تماشے سوں شہزادہ بچ

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

اسے روپ میرا سمج بچ ہوا
اگر نئیں تو کس بات پوچ ہوا

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

ا ب بچ = احمق۔ دیوانہ۔ ا

بچ کار =

وہ عاشق اتھا میرے دیدار کا
طلب نئیں ہوا اس کو بچ کار کا
نہ تھا بچ مج کوں بچکار نئیں
چلیا دونچ وہ میرے اختیار نئیں

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

بدرنا = لرزنا۔ کانپنا۔ ہلنا۔

زمین و عرش سب لاگے بدرنے
لگیاں حوراں بہشت سوں بھار پڑنے

(قصہ۔ ابو شحمہ۔ الف)

دیکھے مادر نے کیتی غم سوں نعرا
بدر اسماں لرزیا عرش سارا
(قصہ ابو شحمہ۔ الف)

| الف ۔ بدرنا = ہلنا۔ دہلنا۔ کانپنا۔ لرزنا۔

(۱) سو ہیبت تھے دندی تن من بدرتا (کلیات محمد قلی قطب شاہ)
(۲) بدر کر زمیں پر پڑے آسمان (قطب مشتری)
(۳) بدرتا ہے سیماب جوں تھال میں (علی نامہ۔ ب)

ب ۔ بدرنا = ہلنا۔ |

ہڑک = ایک قسم کا باجہ۔

بجے سرمنڈل، ہڑک، تنبور، تال
(بڈن نامہ)

ہلال = ایک قسم کی مشعل۔ حربہ آتشبازی۔

فرنگاں سے دانتاں تھے موسل سے بال
نظر آویں دیدے جوں جلتے ہلال
تفنگ توپ تیربان یک دم چھٹے
ہلالاں سے دھتیاں کے دیدے پھٹے
(بڈن نامہ)

ہلک = الجھ۔

لگے پھاڑنے سات سو پشت تک

بدن باے اسفل میں ان کے بلک

(اضراب سلطانی)

| الف _ بلکنا = پھنسنا۔

(۱) محبت کے بھونرے میں بلکیا ہوں میں (قطب مشتری)

(۲) جو کچھ حلق میں بلکیا اس کا علاج پانی سوں بچارے۔ (سب رس)

ب _ بلکنا = پھنسنا۔

د _ بلکنا = چپٹ رہنا۔ الجھنا۔ پھنسنا۔ |

ہم بندنا = دعویٰ کرنا۔ گھمنڈ کرنا۔

میں نا کرنا سو شاہ سوں ہم بندی
خلائق میں مج کو نہ کر شرمندی

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

| ب _ ہم = ہمت۔ حوصلہ۔ مقابلہ۔ |

ہمنا = ہم پر۔ ہمارے۔

| الف _ ہمنا = ہم کو۔

(۱) ہمارے گن کوں دیکھے سو ہمنا دیکھے۔ (سب رس)

ب _ ہمن۔ ہمنا = ہم۔ ہمارے۔

ہمنا = ہمارے۔ ہم کو۔ ہم۔ |

ہم نمک = ہم طعام۔ ہم پیالہ ہم نوالہ۔

"ہوئے ہم نمک اب تو انمان نئیں"

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ ہم نمک = ہم نمک ہونا
(۱) لیلیٰ کھنے نہ فرصت جو ہوئیں ہم نمک (لیلیٰ مجنوں۔ عاجز)]

ہوڑی = کشتی۔ ناؤ کی ایک قسم۔ ڈونگی۔ غراب۔

لیجا اس کو ہوڑی منے بیسلاؤ
بغیر ان پانی دریا میں چھڑاؤ
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

یو لے کو کودیا دریا کے بھیتر
چڑیا تیرتا جا کر ہوڑی اپر
(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

[الف _ ہوڑی = کشتی۔
دونوں دئیں ننھی ایک ہوڑی کنے۔ (سیف الملوک بدیع الجمال)]

ہولٹ = وحشی۔ دیوانہ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔
[د _ ہولٹ = ہولا۔ بے وقوف۔ پاگل۔]

ہولکنا = دہاڑنا۔

حنیف شاہ کا دل دیک ہلکنے لگیا
اسی پر ہو عاشق ہولکنے لگیا
(جنگ نامہ۔ حنیف شاہ)

تمن شیر کے تیوں ہو لکتے اتھے
اپر آئے گا کر بلکتے اتھے
(جنگ نامہ۔ حنیف شاہ)

ہونسا سے بھرنا = آہ و زاری کرنا۔ آہیں مارنا۔

پکڑ چوٹی بالاں کری تار تار
ہونسا سے بھری دل سے وہ بار بار
(قصہ۔ سیاہ پوش)

| الف ۔ اساس بھرنا = آہ بھرنا۔
ایسے پھولاں اجھوں کسے تیں ملے۔ سنگتے دل میں بھرے اساس۔ (سب رس)
ب ۔ اسآس۔ اوساس = آہ۔ ٹھنڈی سانس (اساساں = جمع) |

ہونٹاں میں جیو رہنا = ناک میں دم ہونا۔

اسی دھات اس کا گیا تھا سو پیو
رھیا تھا اسے آکے ہوٹاں میں جیو
(مینا ستونتی و لورک)

| ہونٹاں میں جیو رہنا = لب پر دم ہونا۔ مرنے کے قریب ہونا۔ |

ہکا پکھ = پریشان۔ حیران۔ ہکا بکا۔

رہی ہو دنگ نا کس کوں کہی او
ہکا پکھ ہو کو پوری تھج رہی او
(قصہ۔ ابو شحمہ۔ الف)

| الف _ ہکا پک = ہکا بکا۔ حیران۔

واٹک دیکھ ہکا پکا ہویں کھوئیں تیتے بدھ
ان کوں ماریں تلک دیکھ جھلک جاوے سدھ

(شرح شرح تمہید عین القضاۃ) |

ہِل مِل کے = مِل جُل کے۔ شیر و شکر ہو کے۔

یار سے ہِل مِل کے چہلیں کیجیے
گلشنِ دیدار کی بولیجیے

(بہارستانِ عشق)

دلی میں اب یہ محاورہ رہنے بسنے کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ جیسے:
"بیوی ابھی نگوڑی نئی ہے ذرا ہِل مِل جائے رس بس لے پھر دیکھنا کیا پھرکی نکلتی ہے۔"
گیتوں میں یہ لفظ اب تک انھی معنوں میں آتا ہے جیسے:

"ہِل مِل پنیا بھریں ری تندیا"

| الف _ ہلنا = مانوس ہونا۔ گھل مل جانا۔

اصیل یک بیڑے پانچ پر ہلنا، ولے عزت بہت منگتا۔ (سب رس) |

ہندوانی = ہندنی۔ ہندو عورت۔

مسلماں تو اور ہندوانی ہے وہ
تو تاجر بچا اور رانی ہے وہ

(چندر بدن مہیار)

حیدر آباد میں یہ لفظ اب تک بولا جاتا ہے لیکن دلّی میں بہ طور صفت کے استعمال ہوتا ہے جیسے:

"یہ تو بالکل ہندوانی وضع ہے"

ہول = مار۔ چوٹ۔ یورش۔ حملہ۔

چلی ایسی غنچہ پہ بلبل کی ہول
کلی سے بکس ہو گیا صاف پھول

(قصہ نور جہاں بیگم)

ہیڑا = گوشت۔

معلوم نئیں فرضاں جسے کرنا امامت نئیں روا
کھانا ذبح اس بات کا ہیڑا ہے جو مردار خر

(کرسی نامہ)

خالقِ باری میں یہ لفظ آیا ہے۔

اسپ گھوڑا۔ فیل ہاتھی شیر سبہ
گوشت ہیڑا۔ چرم چمڑا۔ سم سپہ

تلنگی میں / د / کو / ل / سے مبدل کر کے ہیلا کہتے ہیں۔
یہ لفظ اب بھی تلنگی میں بولا جاتا ہے۔

| الف ۔ ہیڑا = گوشت۔

(۱) کہیں باڑ۔ ہیڑا۔ کہیں سیں گال (نوسرہار)

(۲) اپنا ہیڑا ۔ آپی کھانا ۔ اپنا لہو آپی پینا۔ (سب رس)

(۳) لذت اس کے ہیڑے کی پانا بھلا (طوطی نامہ)

ب ۔ ہیڑا = گوشت۔

ہیلا = بھینسا۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

○●○

ی

یک بگا = ایک ہی طرف متوجہ۔

یہ لفظ آج کل حیدر آباد میں بولا جاتا ہے۔

یکٹ = ایک طرف۔ الگ۔

پڑی جا محل میں یکٹ پیر زال
دلے ہوئی تھی بھوپچ غم سوں نڈھال

(رضوان شاہ و روح افزا۔ الف)

پریاں میں اپس کوں دکھاؤں خشحال
یکٹ رھوں تو میں ہور شہہ کا خیال
یوسن شاہزادا یکٹ کھا اٹھیا
بوڈی کھئی کہ اب مج سوں ٹنٹا ٹوٹیا
یکٹ جالیا شہہ پلنگ کے نزیک
ہوئی بھی شمے اس کے دک میں شریک

(رضوان شاہ وہ روح افزا۔ الف)

| الف _ یکٹ = ایک۔

(۱) یکٹ تو رتن گنج تو راس تھا (طوطی نامہ)

(۲)　پڑی جا محل میں یکٹ پیرزال　　(رضواں شاہ و روح افزا۔ ب)

ب　_　یکٹ　=　واحد۔ تنہا۔ یکتا۔ |

یکہّ تازاں　=

دیوے اختیاری کی توفیق تونچ
رفیق یکہّ تازاں کا تحقیق تونچ

(علی نامہ۔ الف)

| د　_　یکہ تاز۔ یک تاز　=　بہادر۔ سورما۔ وہ جو تنہا حریف پر حملہ کرے۔ |

یگانت　=　یگانگت۔ ایکا۔ ملاپ۔

دوستی آگے کی تھی سو کیا ہوئی
کن نے ڈالی اس یگانت میں دوئی

(بہارستانِ عشق)

○●○

حوالے

[ذیل میں ان کتابوں کی فہرست دی گئی ہے جن سے آغا حیدر حسن مرزا، پروفیسر مسعود حسین خاں، پروفیسر غلام عمر خاں یا اس لغات کے مرتب نے استفادہ کیا۔]

ابراہیم نامہ	عبدل	قلمی	کتب خانہ، سالارجنگ۔ حیدرآباد۔
ابلیس نامہ	علاول	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدرآباد۔
احکام الصلواۃ	؟	قلمی	کتب خانہ سارجنگ۔ حیدرآباد۔
اسرارِ عشق	مومن	قلمی	اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری۔ حیدرآباد۔
اضرابِ سلطانی	عزت	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدرآباد۔
انوارِ سہیلی	ابرہیم بیجاپوری	مطبوعہ	
بڈن نامہ	مخدوم	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدرآباد۔
بلی چوہے نامہ	شرف الدین مدن	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدرآباد۔
بغات نامہ	دریا	قلمی	کتب خانہ سالارجنگ۔ حیدرآباد۔

بہارستانِ عشق	عزیزالدین نامی	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
بھوگ بل	قریشی بیدری	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد۔
بیاضِ مراثی	؟	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد۔
پنجہ، آفتاب	مذنب	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد۔
پند نامہ	علی	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد۔
پند نامہ، حضرت لقمان	؟	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
ترجمہ آدم فی الحدیث	شیخ آدم	قلمی	اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری۔ حیدر آباد۔
تنبیہہ النسا	؟	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
جامع فیروز اللغات	؟	مطبوعہ	مرتبہ الحاج مولوی فیروز الدین۔
جنگ نامہ	سیوک	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد۔
جنگ نامہ، حنیف شاہ	سیوک	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
جنگ نامہ، حنیف شاہ	محمد	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد۔
چندر بدن و مہیار	مقیمی	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
حجت البقا	برہان الدین جانم	قلمی	قدیم اردو۔ عبدالحق۔
خوش نامہ	میراں جی شمس العشاق	مطبوعہ	قدیم اردو۔ عبدالحق۔
دکنی اردو کی لغت		مطبوعہ	مرتبہ مسعود حسین خاں و غلام عمر خاں۔
دکنی لغت		مطبوعہ	مرتبہ سید شعار احمد شعار ہاشمی۔
دیوانِ سلطان	سلطان (خلیفہ، میراں شاہ معروف)	قلمی	کتب خانہ ادارہ، ادبیاتِ اردو۔ حیدر آباد۔
دیوانِ ہاشمی	ہاشمی بیجاپوری	مطبوعہ	مرتبہ ڈاکٹر حفیظ قتیل۔
دیوانِ عبداللہ قطب شاہ	عبداللہ قطب شاہ	مطبوعہ	مرتبہ سید محمد۔
رسالہ، قربیہ	امین الدین اعلیٰ	قلمی	کتب خانہ ادارہ، ادبیاتِ اردو۔ حیدر آباد۔

رضوان شاہ و روح افزا (الف)	فائز	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
رضوان شاہ و روح افزا (ب)	فائز	مطبوعہ	مرتبہ سید محمد۔
روضۃ الشہدا	ولی دیلوری	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد۔
سب رس	ملا وجہی	مطبوعہ	مرتبہ عبدالحق۔
سکھ انجن	شاہ ابوالحسن	قلمی	کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو۔ حیدر آباد۔
سیف الملوک و بدیع الجمال	غواصی	مطبوعہ	مرتبہ سعادت علی رضوی۔
شرح شرح تمہید عین القضاۃ			
	میراں جی خدانما	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد۔
شمایل الاتقیا	میراں یعقوب	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد۔
شمائل نامہ	عبدالمحمد ترین	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
شمائل نامہ	عثمان	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
طوطی نامہ	غواصی	مطبوعہ	مرتبہ سعادت علی رضوی۔
علی نامہ (الف)	نصرتی	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
علی نامہ (ب)	نصرتی	مطبوعہ	مرتبہ عبدالمجید صدیقی۔
فرائض اسلام	شاہ علاء الدین چشتی	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد۔
فقہ، محفوظ خانی	قدر عالم	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
فقہ، ہندی	عبدوامین	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
فقہ، ہندی	فاضل	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
فیض عام	شہاب الدین	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد۔
قادر نامہ	سید محمد عاشق وحشی	قلمی	اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری۔ حیدر آباد۔
قدیم اردو کی لغت	--	مطبوعہ	مرتبہ ڈاکٹر جمیل جالبی۔
قصہ، ابوشحمہ (الف)	اولیا	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
قصہ، ابوشحمہ (ب)	اولیا	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد۔

قصہ ، بہن سراں و بھائی منصور	؟	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا ۔ حیدر آباد ۔
قصہ ، بے نظیر	صنعتی	مطبوعہ	مرتبہ عبدالقادر سروری ۔
قصہ ، جمجاہ (قصہ ، جمجہ)	کمترین	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا ۔ حیدر آباد ۔
قصہ ، حسینی	خواص	مطبوعہ	یورپ میں دکنی مخطوطات مؤلفہ نصیر الدین ہاشمی
قصہ ، حضرت عمر و شرع	عادل	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ ۔ حیدر آباد ۔
قصہ ، دل و حسن	؟	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا ۔ حیدر آباد ۔
قصہ ، سلطان محمود غزنوی	؟	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ ۔ حیدر آباد ۔
قصہ ، سیاہ پوش	رحمٰن	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا ۔ حیدر آباد ۔
قصہ ، گلبدن	صابری	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ ۔ حیدر آباد ۔
قصہ ، گلسری خاتونِ جنت	اسمٰعیل	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا ۔ حیدر آباد ۔
قصہ ، لعل و گوہر	عاجز	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا ۔ حیدر آباد ۔
قصہ ، ملّا نبیرہ امین الدین اعلیٰ)	(مطلع حسینی	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا ۔ حیدر آباد ۔
قصہ ، ملیکا شہزادیِ مصر	؟	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا ۔ حیدر آباد ۔
قصہ ، موش و گربہ	شرف الدین مدن	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ ۔ حیدر آباد ۔
قصہ ، نور جہاں بیگم	؟	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا ۔ حیدر آباد ۔
قصص الانبیا	قدرتی	قلمی	اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری ۔ حیدر آباد ۔
قطب مشتری	ملّا وجہی	مطبوعہ	مرتبہ عبدالحق ۔
کدم راؤ پدم راؤ	نظامی بیدری	مطبوعہ	مرتبہ ڈاکٹر جمیل جالبی ۔
کرسی نامہ	عبدالحق	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا ۔ حیدر آباد ۔
کلمتہ الحقائق	برہان الدین جانم	مطبوعہ	مرتبہ اکبر الدین صدیقی ۔
کلیاتِ بحری	قاضی محمود بحری	مطبوعہ	مرتبہ ڈاکٹر حفیظ سید ۔
کلیاتِ شاہی	علی عادل شاہ شاہی	مطبوعہ	مرتبہ ڈاکٹر زینت ساجدہ ۔

کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ

	محمد قلی قطب شاہ	مطبوعہ	مرتبہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور۔
کلیاتِ ولی	ولی اورنگ آبادی	مطبوعہ	مرتبہ نورالحسن ہاشمی۔
کنزالمومنین	عابد شاہ	قلمی	کتب خانہ سالارجنگ۔ حیدرآباد۔
گفتار الامین	امین الدین اعلیٰ	قلمی	کتب خانہ ادارہ ادبیاتِ اردو۔ حیدرآباد۔
گل دستہ	صنعتی	قلمی	اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری۔ حیدرآباد۔
گلزار السالکین	عابد شاہ	قلمی	کتب خانہ ادارہ ادبیاتِ اردو۔ حیدرآباد۔
گلسر نامہ خاتونِ جنت (الف)	؟	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدرآباد۔
گلسر نامہ خاتونِ جنت (ب)	؟	قلمی	اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری۔ حیدرآباد۔
گلشنِ عشق	نصرتی	مطبوعہ	مرتبہ سید محمد۔
لیلیٰ مجنوں	احمد دکنی	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدرآباد۔
لیلیٰ مجنوں	عاجز	قلمی	کتب خانہ سالارجنگ۔ حیدرآباد۔
محبوب القلوب	باقر آگاہ	قلمی	کتب خانہ سالارجنگ۔ حیدرآباد۔
محی الدین نامہ	عبدالملک	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدرآباد۔
مخزنِ عشق	وجدی	قلمی	اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری۔ حیدرآباد۔
معراج العاشقین	بندہ نواز	مطبوعہ	مرتبہ عبدالحق۔
معراج نامہ	بلاقی	قلمی	کتب خانہ سالارجنگ۔ حیدرآباد۔
من سمجھاون	شاہ تراب	قلمی	اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری۔ حیدرآباد۔
منصور نامہ	فیاض	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدرآباد۔
من لگن	قاضی محمود بحری	مطبوعہ	مرتبہ سخاوت مرزا۔
مینا ستونتی ولورک	غواصی	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدرآباد۔
مینا ستونتی	غواصی	مطبوعہ	مرتبہ غلام عمر خاں۔
نکاح نامہ	صوفی	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدرآباد۔

نور نامہ	احمد	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
نور نامہ	عنایت شاہ	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
نو سرہار	اشرف	قلمی	کتب خانہ ادارہ ادبیاتِ اردو۔ حیدر آباد۔
وصل نامہ	امین الدین اعلیٰ	قلمی	کتب خانہ ادارہ ادبیاتِ اردو۔ حیدر آباد۔
وفات نامہ حضرت صلعم	؟	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
وفات نامہ حضرت فاطمہؓ	؟	قلمی	کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا۔ حیدر آباد۔
یوسف زلیخا	ہاشمی بیجاپوری	قلمی	کتب خانہ سالار جنگ۔ حیدر آباد۔

○●○

تذکرہء دکنی مخطوطات

(۱)

ابلیس نامہ

یہ مثنوی ۱۱۱۳ھ میں علاول نے لکھی۔ زبان صاف ہے۔ پہلے یہ عربی میں تھی۔ بعدازاں فارسی میں ترجمہ ہوا پھر دکنی کے جامے میں آئی۔ چناں چہ لکھتے ہیں ــــ

عربی سیتی تھا کیے فارسی
میں یو دکھنی کیا آرسی
ہوئے فام ہر خاص ہور عام کوں
ہوئے اجر مجھ کمتریں خام کوں

مثنوی میں تمام نصائح ہیں اور اصلاحِ رسم و رواج کے لیے لکھی گئی ہے کہ شرک و بدعت سے بچا جائے۔ شیطان اپنے استیلے کے لیے کیا کیا ذرائع اختیار کرتا ہے۔ اس کا بیان ہے اس طرح تین سو پینسٹھ اشعار میری زیرِ مطالعہ مثنوی میں ہیں۔ شروع اس طرح ہوتی ہے:

الٰہی توں رحمان ہے الرحیم
ترا فضل سب پر توں صاحب کریم

محمدؐ کوں ایسا کیا توں حبیب
کہ ہے پشت پناہی کوں سب کے نصیب

ختم اس طرح ہوتی ہے:

ایگیارا صدی پر برس تیرواں
ہوا تھا سو ہجری کا مدت پچھاں

علاول فقیر یو کیا داستاں
پڑے (پڑھے) پر کرے مج دعا بے گماں

تمت تمام کارِ من نظام مرقوم ابلیس نامہ از دستِ حافظ ملک بہ جہتِ سیاست عالم۔

(۲)

اضرابِ سلطانی

حضرت سلطانِ بحروبر ٹیپو سلطان شہیدؒ کے زمانے میں لکھی گئی۔ زبان بہت صاف ہے۔ مصنف کا تخلص عزت ہے۔ ایک سو چونسٹھ صفحے کا حجم ہے۔ ہر صفحے میں نو سطریں ہیں۔ عنوان فارسی نثر میں ہیں۔ تیرہ سو اٹھاسی اشعار ہیں۔ مرہٹوں کی خوب خبر لی ہے۔ انگریزوں کی بھی خوب دھجیاں اڑائی ہیں۔ ہم مذہب مغلوں کا پاس کیا ہے لیکن گھانسی میاں اور دبیر جنگ کو خوب ہی جی کھول کر سنائی ہیں۔ حیدرآباد میں ان دونوں سرداروں کے نام کے محلے اب تک موجود ہیں۔ گھانسی میاں کی منڈی اور دبیرپورہ شاید انھی دونوں امیروں کے نام پر ہیں۔ دکن میں بیجاپور، حیدرآباد، اورنگ آباد، بنگلور، کرنول اور کرناٹک، علم و ادب کا ملجا و ماوا رہے ہیں۔ دکنی اردو میں اور دیگر اسلامی زبانوں میں بہت تصنیف و تالیف ان مقامات پر ہوئی ہے۔

کتاب اضرابِ سلطانی در ذکر جنگِ مراہٹہ و نظام علی بہ طریقِ اجمال حسب الارشاد حضرت جہاں پناہ ٹیپو سلطان خلد اللہ ملک و سلطنت۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

داستان آمدن مراہٹہ و مغل از عزمِ جنگ بر ادھونی وغیرہ بطبیقِ اجمال نوشتہ شد

○

عجائب سنو دوستاں داستاں
کہ جس کے بیاں میں ہے قاصر زباں
مراہٹہ مغل فوج سب جمع کر
خوشی سات سلطاں کی سن بد خبر
کیے سب نے یوں شرط سوگند سات
لیویں ملک جلدی سوں اب باتے ہات
سبھی ملک و مال و دیار و حصار
دونو مل لیویں بانٹ ہے یہ قرار
حجام نلی راستہ ہولکر
بھی بالاجی پنڈت سگ بد سیر
ہری پنڈت لڑکے فاجرہ
لے سنگات افواج سب باکرہ
منازل کوں طے کرکے جلد و شتاب
چلے آئے لے چنگ و بین و رباب
پٹن بیچ پہنچی ہے جب یہ خبر
کہ لڑنے کوں باندھی ہیں رانڈاں کمر
خوشی ساتھ سلطان سب فوج لے
ملاقات خاطر انوں کی چلے

کیے کوچ پر کوچ شاہ جہاں
ادھونی سوں آگے نہ ٹھہر یک زماں
لیے چو طرف گھیر سب کو ہسار
سٹے توڑ سب قلعے توپوں سوں سار
کہ تا یہ خبر سن جمیت میں آ
حجام نلی فاجرِ بےحیا
یہاں لڑنے آویں گا غیرت پکڑ
ہے ناموس اس کی یہاں سر بسر
اگر چہ زنانے ہیں سب مشرکیں
ولے اس قدر تاب لانے کی نئیں
اسی واسطے مورچہ وھاں کیے
قلعہ پینٹھ یورش کوں کر کو لیے
مگر قلعہ ، کوہ باقی رہا
مخنث وہاں آسرا جا لیا
خبر سن یہ حجام نلی نے رد
اپس ہاتھ سوں آبرو اپنی کھو
کیا مشورت بخشی بیگم کے ساتھ
میں سمجھا تھا کچھ یہ ہوئی اور بات

بخشی بیگم اس مرہٹے سردار حجام نلی کی ماں ہے۔ جنگ کا ساز و سامان ان کی رائے پر ہوا ہے۔ اس بےچاری کو خوب بھوگ سنائے گئے ہیں۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ دکنی سیاست میں ان کو بہت درک ہے اور بہت سے دکنی معاملات کا حل و عقد بخشی بیگم کی ذات پر ہے۔ ساری مثنوی فریقِ مخالف کی ہجو کا رنگ لیے ہوئے ہے۔ بہت سے واقعات روشنی میں آتے ہیں۔ خاص کر مشرکین کا مشرف بہ اسلام ہونا جس کے اظہار میں کرسٹان مورخین

بہت کچھ زہر اگلتے ہیں اور اس واقعے کو سلطان علیہ رحمتہ کے تعصب پر محمول کرتے ہیں ۔ حالاں کہ واقعہ یہ ہے کہ سید عبدالکریم کنچن گڑھ کا قلعہ دار سلطانی ان مشرکین کے ہاتھوں شہید ہوتا ہے ۔ سلطان بجائے فوجی قانون نافذ کرنے کے اور ہزارہا بندگانِ خدا کا خون بہانے کے ان کو دعوتِ اسلام دیتا ہے اور وہ قبول کرتے ہیں ۔ پادریوں کی صدہا سالہ محنت خاک میں مل جاتی ہے ۔ جتنے بھی جلے پھپھولے پھوڑے تھوڑے ہیں ۔ سلطان نے ان تمام نومسلموں کو منظر آباد میں زمین جاگیریں دے کر آباد کر دیا ۔ مصنف کے ذاتی حالات کا کچھ پتہ نہ لگ سکا ۔ اور نہ سنِ تصنیف ہی معلوم ہوسکا ۔ جنگ ادھونی کا چوں کہ اس میں مذکور ہے ۔ اس لیے اس واقعے کے قریب ہی اس کی تصنیف ہوئی ہے ۔ شاہ عالمی عہد کی اردو میں ۔ دلی اور سرنگا پٹن میں ہزاروں کوس کا فاصلہ ہے ۔ اس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے زبان قابلِ ستائش ہے ۔

خاتمہ اس نمط پر ہوتا ہے :

اے عزت اتا ختم کر یہ کلام
رکھ اضرابِ سلطانی توں اس کا نام
جو کوئی یہ سنے گا سو پاوے گا حظ
حزیناں کی خاطر پو لاوے گا حظ
کہ جب حکم اشرف نے پایا نفاذ
کہا توں یہ نامہ بہ صد التزاذ

سلطان ٹیپو شہیدؒ کے محاربات کا اصلِ اصول بیان کیا ہے :

تب احوال لشکر کا سلطانِ دیں
دیکھے اس وضع جب وو ہاتاں کے تئیں
اٹھائے تضرع سوں منگنے دعا
کہے اے خداوندِ ارض و سما
بجز پاسِ دینِ رسولِ وریٰ
نہیں ہے مرے دل میں حرص و ہوا

نہ نام و نہ شہرت نہ جاہ و جلال
نہ دولت نہ حشمت نہ ملک و منال
نہ چہتا ہوں کچھ جز رواجِ شرع
یہی اصل ہے اور باقی فرع
نہ میں بغض و کینہ سوں جنگ و جدل
انو سات کرتا ہوں رد و بدل
توں دانا و بینا ہے مافی الضمیر
ہر یک جنگ میں توں ہے میرا نصیر
بہ حقِ محمدؐ نبی الانام
بہ حقِ صحاباں و بارا امام
اتھا یہ سخن بےحد و بےحساب
ہزاراں سے یک بیت کر انتخاب
لکھیا توں نے کر مختصر یہ بیاں
وگر نہ بہوت طول تھا داستاں
کیا مختصر سو اتا کچھ ہوا
اگر سب وہ کہتا نہ جانوں میں کیا
ہوا ہوتا اطول مطوّل مثال
نہ رہتا کسی سامعاں ہیچ حال
بہ ارواحِ پاکِ امامانِ چار
بہ بیران و پیر و دگر چار یار
معہ خاص اسلامیاں دہ کساں
کہ جن کوں نہیں خوف از دوجہاں
مبشر ہیں بےشک ز باغ ارم

یہ سب بزرگاں کی ہے مج کوں قسم
جو کچھ میں لکھیا ہوں کہ بے اختلاف
ہے سب سچ نہیں اس میں بوئے خلاف
جو کوئی یہ سخن با کوں جانے دروغ
نہیں اس میں ہے نور دیں کا فروغ
سخن سب ہے روشن تر از آفتاب
ہے خفاش منکر نہیں اس میں تاب
جو دیکھے نجھا کر بہ عین طرب
بھی سمجھے یہ کذب (اور) لہو و لعب
تو اب رہ دعا بیچ ہر صبح و شام
بجز اس کے دسرا نہیں تج کوں کام
الٰہی ہے جب لگ مہ و آفتاب
یہیں رکھ توں سلطاں کوں با آب وتاب
تغر اور منصور بر مشرکین
بہ حشمت و اعزاز تا روز دیں
تمت تمام شد

سنہ کتابت و اسم کاتب ندارد ہے۔

(۳)

بڈن نامہ

اس مثنوی میں بڈن دین شاہ ولی کی کرامتوں کا مذکور ہے۔ منظوم عنوانات ہیں

جن کی بحر مثنوی سے مختلف ہے ۔ مطلع کا عنوان غائب ہے ۔ باقی ماندہ تیرہ عنوانات ہیں ۔ شاعر کا تخلص مخدوم معلوم ہوتا ہے ۔ زبان بہت قدیم ہے ۔ دسویں صدی ہجری کی معلوم ہوتی ہے ۔ میرے زیر مطالعہ نسخے میں تہلہ چھ سو تیرہ اشعار ہیں ۔ خط بہت خراب ہے ۔ املا میں تلفظ عوام کی بہت پابندی کی ہے ۔

بڈن دین ایک پہاڑ پر کسی غیر مسلم راجہ کے راج میں عبادت کرتے تھے ۔ راجہ کو لوگوں نے سکھایا کہ ان کو پہاڑ سے بھگا دینا مصلحت ہے ۔ راجہ کا نام بلار تھا ۔ اس کی بہن کا نام بڑپا تھا جو بہت کھاؤ تھی ۔ راجہ کے ماتحت دیو ، بھوت ، راچھس ، اور ببر تھے ۔ راجہ کی فوج نے بڈن دین کو بھگانا چاہا لیکن ناکام یاب رہا ۔ ان کی کرامات کے ضمن ایک قصہ آگیا ہے کہ طوغان کا بادشاہ بہت سخی تھا جو دس لاکھ روپے کی پوشاک پہنتا اور صبح ہوتے دے ڈالتا اس کی جوتی میں لعل جڑے تھے ۔ ایک چیل گوشت سمجھ کر لے اڑی اور دلی کے چوک میں لا ڈالی ۔ دلی کے سلطان کے پاس جب وہ جوتی پہنچی اور سلطان کو خبر ہوئی تو شاہ طوغان پر چڑھائی کی ۔ شاہ طوغان نے عاجزی کی اور سلطان دلی سے صلح کی درخواست کی اور سلطان کے حکم پر تمام خزانے پیش کرنے کا وعدہ کیا ۔ سلطانی آدمیوں نے خزانوں کی پرتال کی تو بالکل خالی پائے ۔ لوگوں نے خبر کی کہ شاہ طوغان کی بیٹی بڑی حسین ہے جس کا نام ماما جیونی ہے ۔ سلطان نے اسے طلب کیا ۔ شاہ طوغان نے عاجزی و انکساری کے بعد اس نسبت کو قبول کیا ۔ راجہ بلار کے بیروں نے ماماجیونی کی تعریف راجہ سے کی ۔ راجہ نے حکم دیا کہ اسے اڑا لائیں ۔ جب وہ بیر ، راجہ کے روبہ رو ماماجیونی کو لائے تو راجہ کو ماماجیونی کوڑھی نظر آئی ۔ اس لیے راجہ نے حکم دیا کہ بیروں کو سزا دو اور ماماجیونی کو پہاڑ پر ترک فقیر کے پاس چھوڑ آؤ ۔ بڈن دین نے جب ماماجیونی کو دیکھا تو اسے بیٹی کہا ۔ طوغان کے لوگ ماماجیونی کے غائب ہونے سے بہت پریشان تھے ۔ بڈن دین نے کشف سے اس امر کو معلوم کر کے رانا کو ایک خط لکھا اور کوے کے گلے میں باندھ کر طوغان روانہ کیا ۔ آخر مسلمانوں نے چڑھائی کی ۔ راجہ کو شکست ہوئی ۔ اس جنگ میں بہت سے اولیا شریک ہوئے اور بہت سے بزرگ بڈن دین سے ملنے آئے ۔ غازیوں میں ملک وزیر ، ملک جوجار ، میران جان پاک

شہید وغیرہ تھے ۔ بڈن دین ولی بھیلے شہ میاں کے پہاڑ پر بہت سے بزرگوں نے چلّے بنائے ۔ جن میں شاہ مدارؒ ، محی الدینؒ اور فخرالدینؒ ہیں ۔ بڈن دین شاہ نے اپنے کو جمال شاہ قادری پر ظاہر کیا اور شاہ اسمعیل قادری ابن شاہ حسین نے ایک گاؤں اس پہاڑ کے نیچے بڈن نگر نام آباد کیا ۔ بڈن نگر کے مغرب میں راجہ بدنور اور مشرق میں راجہ بنسور ہے ۔

بڈن نامہ کے مصنف کو بشارت ہوئی تاکہ بڈن نامہ تصنیف کرے ۔ مصنف کے مرشد کا نام غریب اللہ ہے ۔ بڈن دین کا پہلا نام ابو حریرہ تھا ۔

مثنوی کا آغاز بدیں نمط ہے ۔

لیوں نام اول میں سبحان کا
دوجا نام محمدؐ نگہبان کا
دونوں نام دو جگ میں جوڑا اہے
کرو ثنا سب ، عمر تھوڑا اہے
و یک لاکھ چوبیس ہزار انبیا
سبوں پر سکہ شہ محمدؐ کیا

مثنوی کا خاتمہ ان اشعار پر ہے جن میں شاعر کا تخلص اور تاریخ تصنیف برآمد ہوسکتی ہے ۔ مگر مجھے تاریخ کا تیقن نہیں ۔

دو تاریخ ذیعقد روزے قمر
بڈن نامہ مخدوم کہے مختصر
الٰہی بڈن نامہ کر آشکار
دو دن کی دنیاں میں رہے آشکار
بڈن نامہ بولیا سنو اس عدد
جمع بھوت نادر ہے پنج صد نود

۹۷۴ھ

(میرے زیر مطالعہ نسخے میں چھ سو تیرہ ہیں)

اول شاہزادے عمر کے کنے
فاروق شاہ کے او زمانے منے
بڈن نامہ مخدوم بولیا سنوار
ز برکت محمدؐ و مع چار یار
بڈن نامہ یھاں سوں مرتب ہوا
دو جگ میں مدت ہوئی مخدوم کوشا
(مخدوم کوشا = ۹۹۷ ہجری)

(۴)

بلّی چوہے نامہ

دکنی زبان میں ہے ۔ زبان کچی ہے ۔ سنِ تصنیف اور نامِ مصنف نامعلوم۔

ا "چوہے بلی کا قصہ" کے نام سے ایک مخطوطہ ادارہ ۔ ادبیات اردو کے کتب خانے میں محفوظ ہے ۔ اس کے مصنف غلام حسین ہں ۔ منتھر نگر (ترچناپلی) میں لکھی گئی ۔ ۱۲۰۰ ہجری کے قریب تصنیف ہوئی ۔ اس مثنوی میں" ایک نشے میں مست چوہے کی ترنگوں ، اس کے ساتھیوں کی پریشانی ، گھونس سے مشورے اور بلی کی گفتگو اور چالاکی کو بڑے دل چسپ اور شاعرانہ انداز میں بیان کیا گیا ہے ۔"

ابتدا =

حکایت کھوں ایک ایک ایسی بھی میں　　سنے پر سو ہوئے خوشی دل کے تئیں
چودے اور بلی کا کھوں یک قصہ　　کہ جو کوئی سنے پر سو ہوئے حصہ

آخری ابیات =

یہ مسلہ دنیا میں کری کھلبلی　　چودے سات سو کھا کے ج کو چلی

از تحریر بہ اتمام رسید۔

۵۳ ورق۔ فی صفحہ ۱۵ سطریں۔ سائز ساڑھے آٹھ × پانچ انچ

مخطوطہ نمبر ۶۰۴ (تذکرہ، اردو مخطوطات جلد سوم) مرتبہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور۔

کتب خانہ سالار جنگ میں "مثنوی موش و گربہ" کے نام سے ایک مخطوطہ محفوظ ہے جو چوہے بلی کا قصہ سے مختلف ہے۔ کتب خانہ آغا حیدر حسن مرزا کا مخزونہ بلی چوہے نامہ، مثنوی "موش گربہ" ہی کا دوسرا نام ہے۔ اس کے مصنف کا نام شرف الدین مدن ہے۔ |

(۵)

بہارستانِ عشق

یہ مثنوی ۱۲۱۳ھ میں لکھی گئی۔ مصنف عزیز الدین المتخلص بہ نامی ہیں جو ۱۱۸۳ھ میں بہ مقام چینا پٹن پیدا ہوئے انھوں نے ایک اور مثنوی شیریں و خسرو اس سے پہلے لکھی ہے اور خمسہ، نظامی کا ترجمہ کرنے کا ارادہ تھا۔ واللہ اعلم وہ پورا ہوا یا نہیں۔ اس مثنوی میں لیلیٰ مجنوں کا مشہور قصہ مندرج ہے۔ ہاتفی دکھنی نے اس سے پہلے لیلیٰ مجنوں کو دکنی زبان میں منظوم کیا ہے۔ شمالی ہند میں بھی لوگوں نے لیلیٰ مجنوں پر مثنویاں لکھی ہیں۔ عزیز الدین کے بزرگ (شمالی) ہند سے دکن میں آئے۔ اس لیے انھوں نے اپنی مثنوی کی زبان اردو بتائی ہے لیکن بود و باش چوں کہ کرناٹک میں اختیار کرلی اس لیے اسقام کی معافی چاہی ہے۔ اس زبان کے لیے ہندی کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔ چناں چہ ایک جگہ کہتے ہیں:

اس لیے میں اس کی کر کے پیروی
بولتا ہوں گا یہ ہندی مثنوی

پھر آگے چل کر قریب خاتمے کے کہتے ہیں:

نظم یہ اردو زباں میں میں کہا
فکر میں اس کی بہت محنت سہا

روز مرے میں جو ہو اس کے خلل
یہاں نہیں ایراد کا ہرگز محل
کیوں کہ کرناٹک میں ہے میرا مقام
یہاں کے لوگوں کی زبان دکنی تمام
ہند ہے میرے بزرگوں کا وطن
مولد اسس عاصی کا ہے چیناپٹن

میرے زیر مطالعہ مثنوی گیارہ سطری ایک سو تراسی صفحے کی ہے۔ نامی نے سرخیاں مطرب نامے سے قائم کی ہیں۔ دو دو اشعار کی سرخیاں ہیں۔ جن میں راگ راگنیوں کے نام مذکور ہیں۔ اور وہی عنوان ہیں۔ اس طرح چوبیس سرخیاں ہیں۔ اشعار کی مجموعی تعداد تقریباً دو ہزار ہے حمد ہے، نعت ہے، معراج کا ذکر ہے، منقبت ہے، پھر عمدۃ الامرا والیِ کرناٹک کی تعریف ہے۔ اس کا عنوان بھی مطرب نامے کے اشعار ہیں۔ ملاحظہ ہو:

کہہ سنانا سا شہانا مطربا
یا کوئی اچھی سی درباری سنا
قوت روح سے میرا خوش کردے جی
میں بھی کہتا ہوں ثنا نواب کی

اس تعریف میں نواب کا جو انگریزوں پر رعب ہے اس کا مذکور ہے:

پھینک کر تدبیر اور دانش سے دام
کرلیا انگریز کو اپنے (اپنا) غلام
دام اس کے ہوگئے کفار سخت
عقل کی قوت ہے یہ بازوئے بخت
باوجود شان شوکت کے تمام
آگے اس کے دست بستہ ہیں مدام
سب فرنگی رد بہ رد اس کے ذرا

کر نہیں سکتے ہیں کچھ چون و چرا
یہ تو کیا ہیں بلکہ ان کا بادشاہ
حکم میں اس کے ہے ہر شام و پگاہ
بھیجتا ہے جو ولایت سے جہاز
پہنچتا (پونچتا) ہے اس کو وہ نذر و نیاز
ایسے موذی ہو گئے محکوم جب
عقلِ کامل بیچ اس کی کیا عجب

نواب کی دوسری صفات بیان کی ہیں ۔ اس کی اردو شاعری کو سراہا ہے :

نظم میں ہندی کے اس کو ہے کمال
ہے یقیں اردو زباں میں بے مثال

اس کی اردو شاعری کا مقابلہ ہند کے اردو شعرا سے کیا ہے اس ضمن میں سودا ۔ آبرو ۔ ولی ۔ مظہر ۔ بیان ۔ سوز ۔ حشمت ۔ میر ۔ ممنون ۔ منت ۔ مصحفی ۔ ممتاز ۔ جرات اور سراج آگئے ہیں اور ان سب پر نواب کو فوق دیا ہے ۔

بروقت تصنیف مصنف کے والدین زندہ ہیں ۔ چار بھائی ہیں ۔ دو بیٹے ایک حیدر حسین دوسرا احمد حسین ہیں ۔ خوش خرم آرام سے ہیں ۔ ماں سے بہت مانوس معلوم ہوتے ہیں کیوں کہ مثنوی میں اپنی ماں کو بہت یاد کیا ہے اور اپنے اہل خاندان کو بہت دعائیں دی ہیں ۔ مثنوی کا آغاز اس طرح ہوتا ہے :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کون کرسکتا ہے حمد کردگار
عقل ہے مجنوں جہاں لیل و نہار
ہوش و فہم و وہم اور ذہن و ذکا
اس محل میں سربسر ہیں نارسا

عقل کی کرسی اگرچہ عرش ہے
پر ثنا میں اس کی دائم فرش ہے

مثنوی کا خاتمہ اس طرح ہوتا ہے :

دل میں کر تاریخ کا اس کی خیال
جب کیا پیر خرد سے میں سوال
یوں کہا ہے کھینچ کر کے آہ سرد
اس کی اب تاریخ ہیں گی داغ درد
دیکھ یہ سرسبز کشت اہل عشق
پھر کہا ہے یہ بہشت اہل عشق
ہے تر و تازہ جو یہ بستان عشق
نام اس کا ہے بہارستان عشق
میں کیا جب اس کے بیتوں کا شمار
پایا گنتی میں برابر دو ہزار
بھیج کر احمد پو صلواۃ و سلام
مختصر کرتا ہوں قصہ والسلام

تمت تمام شد

○

نصیر الدین ہاشمی نے اپنی تصنیف "مدراس میں اردو" میں مصنف کا تعارف لکھا ہے ۔ مصنف کا نام انھوں نے غلام اعزالدین خاں مستقیم جنگ لکھا ہے جو درست نہیں اپنی مثنوی "نوبہار عشق" میں انھوں نے اپنا نام "عزیز الدین نامی" لکھا ہے :

ہے بس عاجز عزیز الدین نامی
کہ اس کو دو جہاں میں کر گرامی

نصیر الدین ہاشمی کے مطابق مصنف کے والد کا نام حامد علی خاں تھا۔ انھوں نے حافظ محمد حسین اور محمد باقر آگاہ سے تعلیم پائی تھی۔ وہ عربی فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ ارکاٹ کے فرماں روا عمدۃ الامرا (۱۲۱۰ھ ۱۲۱۶ھ) نے انھیں ملک الشعرا کا خطاب دیا تھا۔

عزیز الدین خاں ۱۱۸۱ھ میں پیدا ہوئے۔ نصیر الدین ہاشمی نے لکھا ہے کہ وہ ارکاٹ میں پیدا ہوئے۔ یہ درست نہیں ہے۔ خود نامی نے "بہارستان عشق" میں لکھا ہے کہ چینا پٹن ان کا مولد ہے۔

مولد اس عاصی کا ہے چینا پٹن

ہاشمی نے لکھا ہے کہ انھوں نے ۱۲۴۸ھ میں مدراس میں وفات پائی اور ساحل سمندر کے قریب اپنے باغ میں مدفون ہیں۔

مولانا مہدی واصف نے حدیقۃ لمرام میں نامی کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ والا جاہ کے رشتہ دار تھے۔ سنی المذہب تھے۔ انھوں نے رئیس الامرا کی ہمشیر سے شادی کی تھی جو شیعہ تھے۔ مہدی واصف نے نامی کی تاریخ وفات ۱۸ جمادی الاول ۱۲۴۰ھ لکھی ہے۔

نامی نے ۱۲۱۱ھ میں شیریں خسرو کے "قصہ ، نوبہار عشق" لکھی۔ یہ مثنوی بہت مقبول ہوئی۔ دو سال بعد ۱۲۱۳ھ میں نظامی کی پیروی میں اس کی مثنوی لیلیٰ مجنوں کے جواب میں مثنوی بہارستانِ عشق تصنیف کی۔ ان دو مثنویوں کے علاوہ نامی کی دیگر تصانیف وفات نامہ ، نبی ، قصہ ، بنارس اور سلیمان نامہ ہیں۔ مہدی واصف کے بیان کے مطابق نامی کی فارسی زبان میں بھی تصانیف ہیں جن میں فارسی کا ایک ضخیم دیوان شامل ہے۔ بہارستانِ عشق کے جن نسخوں کا پتہ چلا ہے ان کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) کتب خانہ سالار جنگ ، حیدر آباد۔ ایک نسخہ۔

(۲) اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری (کتب خانہ ، آصفیہ) حیدر آباد میں دو نسخے۔

(۳) کتب خانہ انجمن ترقی اردو (ہند) دو نسخے۔

(بہ حوالہ تذکرہ ، اردو مخطوطات جلد اول۔ جلد دوم و جلد سوم ،

ادارہ ، ادبیات اردو (مرمہ ایڈیشن)۔ ا

(٦)

پند نامہ حضرت لقمانؑ

یہ مثنوی قدیم دکنی زبان میں ہے ۔ زبان بہت صاف ہے۔ ایک سو انہتر اشعار ہیں ۔ حسینی مصنف ہیں ۔ سنہ تصنیف معلوم نہ ہوسکا ۔ عربی سے دکنی میں ترجمہ ہوئی ہے ۔ حضرت لقمان نے اپنے لڑکے کو جو نصائح کیے ہیں وہ مندرج ہیں۔ حقیقتاً بے مثل ہیں۔ آغاز مثنوی ملاحظہ ہو :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نئیں کسی کی حمد کا محتاج رب　　نئیں ثنا کا منتظر شاہِ عربؐ

ہے منزہ سب صفت سوں جو خدا
کوئی کرے کیوں کر صفت اس کی ادا

مثنوی کا خاتمہ ان اشعار پر ہوتا ہے :

صحبتِ دانا غنیمت جان توں
کر حذر توں صحبتِ نادان سوں
گوشہ گیری خلق سوں کر اختیار
گوشہ گیری میں سمجھ ہے اعتبار
گوشہ گیری سوں ہما مشہور ہے
گوشہ گیری سب خطر سوں دور ہے
مختصر کر اب حسینی یو کلام
ہور نبیؐ پر بول صلواۃ و سلام
خاتمہ بالخیر بہ عونِ حسنؑ

| اسی نام کی ایک مثنوی ادارہ ، ادبیات اردو کے کتب خانے میں موجود ہے ۔ اس کو فتح شریف بلخی نے فارسی نثر کے رسالے سے دکنی نظم میں منتقل کیا ۔ اس مخطوطے میں لقمان کی سو نصیحتیں ہیں جو اس نے اپنے بیٹے کو کی تھیں ۔ (تذکرہ ، اردو مخطوطات مرتبہ ڈاکٹر زور جلد اول مرمہ ایڈیشن ، ص : ۴۹) ۔ |

(۷)

تنبیہہ النسا

رحمت اللہ نے یہ مثنوی دکنی زبان میں لکھی ہے ۔ شرک و بدعت سے بچنے کے لیے عورتوں کو نصیحتیں کی ہیں ۔ اس ضمن میں بہت سی رسموں کا ذکر آگیا ہے جو لطف سے خالی نہیں ۔ میرا زیرِ مطالعہ نسخہ ناقص الآخر ہے ۔ اس میں پانسو گیارہ اشعار ہیں ۔ حمد ، نعت کے بعد موضوع کا آغاز ہے ۔ سنہ تصنیف معلوم نہ ہوسکا ۔ مثنوی کا آغاز اس طرح حمد سے ہوتا ہے :

حمد بے حد ہے اسی سجان کو
جو کیا پیدا جسم اور جان کو
دو جہاں کا خالق اور دائم ہے وہ
سب فنا آخر کے تیں قائم ہے وہ
ایک ہے وہ تیں شریک دوجا اوسے
غیر اس کی تیں سمجھ پو جاسکے

○

دربیانِ کفر و رسوماتِ بد می گوید

اب سہاگن بات میری خوب سن
میں کہوں قرآن کا مطلوب چن

میرے ناقص الآخر نسخے میں یہ آخر کے اشعار ہیں :

بھول جاکر موت بازی میں رہیں
چھوڑ طاعت لاغباری میں رہیں
حرمت دہ اسلام (کی) رکھ ناسکے
کافراں کے جنگ سے ہردم بھگے

۱ تنبیہ النسا کے مصنف حضرت خواجہ رحمت اللہ نائب رسول اللہ صلعم دکن کے مشہور صوفی بزرگ گزرے ہیں ۔ آپ کے والد نواب آصف جاہ کے ساتھ دکن آئے اور ضلع بیجاپور کے موضع بلگاؤں میں قیام پذیر ہوئے ۔ آپ کی ولادت وہیں ہوئی ۔ بڑے ہوکر حاکم کرنول کی ملازمت کی ۔ حضرت سید علوی بیجاپوری کے مرید ہونے کے بعد ملازمت ترک کردی ۔ حج کی سعادت حاصل کی ۔ وہاں حضرت سید اشرف مکی سے فیض یاب ہوئے ۔ فریضہ حج ادا کرکے مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے کڑپہ آئے ۔ اودگیر کا قلعہ دار عبدالقادر خاں آپ کا معتقد تھا ۔ اس نے آپ کے نام سے ایک قصبہ رحمت آباد بسایا ۔ آپ کی وفات اودگیر میں ہوئی لیکن آپ کی تدفین رحمت آباد میں ہوئی ۔ آپ کا روضہ مرجع خلائق ہے ۔

رسالہ تنبیہ النسا کے متعدد نسخے مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں ۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے ۔

(الف) کتب خانہ ادارہ ، ادبیاتِ اردو ، حیدرآباد ۔ ۷ نسخے :
مخطوطہ نمبر ۱۳۵ ۔ ۱۳۶ ۔ ۱۳۷ ۔ ۱۳۸ ۔ ۵۰۶ ۔ ۶۶۳ ۔ ۶۶۴ ۔

(ب) کتب خانہ سالارجنگ چار نسخے :
مخطوطہ نمبر ۱۳۹ ۔ ۱۰۷ ۔ ۳۴۳ ۔ ۴۷۹ ۔

(ج) ذخیرہ ، محمود شیرانی ۔ لاہور ، ایک نسخہ :
مخطوطہ نمبر ۲۹ ۔ ۳۴۲۶ / ۴۲۱ ۔

(د)　اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری ، حیدر آباد ۔ دو نسخے :
مخطوطہ نمبر ۱۴۷۵ ۔ ۳۷۳۵ ۔
(ہ)　مولانا آزاد لائبریری ، علی گڑھ ۔ ایک نسخہ :
مخطوطہ نمبر H.B.18/77 (۳۹۸) ۔
(بہ حوالہ تذکرہ ، اردو مخطوطات جلد اول ، ادارہ ، ادبیاتِ اردو ، مرمہ ایڈیشن) ۔

(۸)

جنگ نامہ ء حنیف شاہ

سنہ تصنیف نا معلوم ، زبان قدیم ہے اور ٹھیٹ دکنی ہے لیکن اکثر جگہ مصادر پوربی طور پر استعمال ہوئے ہیں ۔ جیسے :

علی نے پکڑ سب کوں باندن لگے
جتے نام داراں کوں ساندن لگے
سگل بار لشکر بچارن لگے
جتے پالے کر کوں سو مارن لگے

پہلے یہ قصہ فارسی زبان میں تھا فقیہہ محمد نے دکھنی نظم میں ترجمہ کیا ۔ چناں چہ آخر میں چل کر خود کہتے ہیں :

اتھا یو قصہ فارسی میں تمام
کیا نظم دکھنی پرے (پڑھے) یو خاص عام
کہ خادیم (خادم) فقیہہ کا محمد ہوں میں
سو فرزند مخدم حسین کا ہوں میں

الٰہی پڑیا ہوں میں ظلمات میں
دنیا کی جو گردش کبل گھات میں
کہ مشکل دنیا میں تے آزاد کر
گنہہ بخش میرا توں دل شاد کر
حنف شاہ پو بولیا ہوں صفتاں تمام
پردیا ہوں موتیاں کے باراں تمام
کیا بیت چھے سو پو پندرا تمام
محمدؐ نبی پر درود اں تمام
(سلام)

میں نے شمار کیا تو کل اشعار کی تعداد میرے زیر مطالعہ نسخے میں چھ سو باسٹھ نکلے۔ کاتب بھی میرے خیال میں شاعر معلوم ہوتا ہے۔ شاید اس نے کہیں ایزاد کیا ہو یا پندرہ کی بجائے باسٹھ ہو کاتب نے غلطی سے ایسا لکھ دیا ہو گا۔ کیوں کہ متذکرہ بالا شعر کے بعد ہی یہ شعر ہے:

لکھا جنگ نامہ سو عبدالرسول
ہزاراں نبیؐ پر درود (درود اں) سو بول
کہ ماہ مبارک ذی قعد کل
کہ تاریخ تیویس بھی روز منگل

اس کے بعد پانچ شعر اور ہیں اور قصہ ختم ہوجاتا ہے۔ قصے کا موضوع مذہبی ہے کہ حضرت علی روم پر جہاد کرتے ہیں اور وہاں سے ایک شہزادی حنیفہ نام حضرت علی گرفتار کر کے لائے۔ قصے میں اس کا سراپا مذکور ہے۔ حضرت جبریل آن کر رسولِ خدا سے کہتے ہیں کہ حضرت علی کے عقد میں شہزادی مذکور دے دی جائے اور حضرت فاطمہ سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ دل کو سوکن کی طرف سے صاف رکھیں۔ غرض شادی کے بعد حضرت حنیف پیدا ہوتے ہیں۔ یہ ایک قبیلے سے لڑتے ہیں۔ اس لڑائی میں قبیلے کا سردار مارا جاتا ہے اور اس کی منگیتر شعریٰ

حضرت حنیف کے ہاتھ آتی ہے جس سے حکمِ رسول کے مطابق عقد ہوجاتا ہے۔

قصے میں اول حمد ہے، پھر نعت ہے، پھر منقبت۔ چہار یار اور حضرت محی الدین نام بہ نام ہے۔ مثنوی اس طور پر شروع ہوتی ہے۔

الٰہی توں ستار ہر عیب کا
توں دانا ہے عالم میں ہر غیب کا
گنہہ بخش بندیاں کا دھر کراماں
توں صاحب سچا ہے بڑا مہرباں
توں رازق ہے رازق ہے اس جور کا
اہے دین ہارا مگس مور کا
ترا انت پانے کسے فہم نئیں
تری قدرتاں کس کوں معلوم نئیں

○

۱ حضرت محمد حنیف کے حالات اور جنگوں کے بارے میں دکنی میں کئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ شیرن نے ۱۱۸۵ھ شاہ نامہ محمد حنیف لکھی۔ شیرن نے غالباً فارسی کتابوں سے حکایتوں اور روایتوں کو جمع کرکے دکنی میں نظم کیا ہے۔ اس کتاب کا قلمی نسخہ ادارہ، ادبیاتِ اردو میں محفوظ ہے (نمبر ۵۷۹)۔ لطیف نے ۱۰۹۵ھ میں ظفر نامہ، محمد حنیف تصنیف کیا۔ اس مخطوطے کا ایک نسخہ کتب خانہ جامعہ، عثمانیہ میں ہے۔ ایک اور مثنوی جنگ نامہ کا مخطوطہ کتب خانہ سالارجنگ میں محفوظ ہے نمبر (۱۲)۔ یہ ۱۱۵۰ کے بعد کی تصنیف ہے۔ اس کے مصنف کا نام معلوم نہیں۔ اسی طرح اسی نام کی ایک اور مثنوی بھی کتب خانہ، سالارجنگ میں موجود ہے۔ نمبر (۸۱۵) اس میں پانچ ہزار پانسو ابیات ہیں۔ حسین باگ نامی شاعر نے بھی ۱۰۹۲ھ میں جنگ نامہ، محمد حنیف کے نام سے ایک مثنوی لکھی تھی۔ اس کے ۱۵ نسخے دریافت ہوئے ہیں۔ اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری (کتب خانہ، آصفیہ) میں اس مثنوی کا ایک نسخہ محفوظ ہے جس میں شاعر سیوک نے اپنا نام حسین بیگ بتایا ہے۔ متذکرہ بالا حسین بیگ کے

مرقومہ جنگ نامے بھی غالباً سیوک شاعر کے ہیں ۔ ادارہ ۔ ادبیات اردو میں سیوک کی اس تصنیف کا مزید نسخہ موجود ہے ۔ مخطوطہ نمبر (۱۱۸۱) اس کے علاوہ دیگر کتب خانوں میں جو نسخے محفوظ ہیں ان کی تفصیل ہے : کتب خانہ سالار جنگ ۲ نسخے ۔ (۴۰۳ / ۷۶۶ ۔ ۳۶۲ / ۸۱۵) کتب خانہ سنٹرل یونیورسٹی حیدرآباد ایک نسخہ ۔ کتب خانہ انجمن ترقی اردو ، کراچی ۴ نسخے ۔ (مخطوطہ نمبر ۱۴ ۔ ۱۵ ۔ ۷۷۲ ۔ ۷۷۳) انجمن ترقی اردو (ہند) ایک نسخہ ۔ مخطوطہ نمبر (۴۰ / ۷۹۳) ۔

[بہ حوالہ تذکرہ ، اردو مخطوطات جلد اول مرتبہ ڈاکٹر زور مرحوم ایڈیشن ۔]

(۹)

چرخے کا گیت

کمتر تخلص ہے ۔ نام و سنہ تصنیف معلوم نہ ہو سکا ۔ گیت بہت خوب ہے ۔ کبیر کا رنگ لیے ہوئے ہے ۔ کمتر کوئی صوفی منش (شاعر) ہے ۔ چرخ کے استعارے میں تمام تصوف و چرخ کے اصطلاحی تلازمے برتے ہیں ۔ زبان ٹھیٹ دکنی ہے ۔

○

سیلی بانو ٹکاری چرخا　　کاڑ غفلت کاڑے بُرخا
چھوڑ دنیاں کاری فرخا ۔ کہ ماں　　ہر دم اللہ اللہ ۔ نبی ہمارے صلی اللہ
دونوں پاداں کے کردو تھام　　ساری پھسلیاں کی کردی پان
سارے سینے کے کس لے بان ۔ کہ ماں　　ہر دم اللہ اللہ ۔ نبی ہمارے صلی اللہ
دو نوارساں گل میں کل ہے　　بات کیرانے حق کا بل ہے
چرخا پھرتا توکل ہے ۔ کہ ماں　　ہر دم اللہ اللہ ۔ نبی ہمارے صلی اللہ
جلی روٹی لے خویچ تُمنا　　قلبے بچ نے بسری پجنا
روحی ہے پونیاں پھینے لپٹنا کہ ماں　　ہر دم اللہ اللہ ۔ نبی ہمارے صلی اللہ

یادِ حق کا جیب ہے تکلا ڈنڈ کوں پر جیے کا چکلا
دم کے تاراں کاڑ کاڑ بتلا۔ کہ ماں "ہر دم اللہ اللہ۔ نبی ہمارے صلی اللہ
گانٹھیاں گل فیاں خوپچ چن کر کاڑ سٹو دل کے باہر
نے (نئیں) تو تار ٹوٹیگا دیکھو۔ کہ ماں ہر دم اللہ اللہ۔ نبی ہمارے صلی اللہ
تار ٹوٹیں گا کو نا ایسا کیے قتل پیغمبر و انبیا
صوبان محشر میں ہوئے گا کیسا۔ کہ ماں ہر دم اللہ اللہ۔ نبی ہمارے صلی اللہ
چارو پونجی چارپچ ان کے چارو خیال اپنچ ، تن کے
مل کو رہتے یکپچ منکے۔ کہ ماں ہر دم اللہ اللہ۔ نبی ہمارے صلی اللہ
پانچ ڈھلی بے حس ترکاں تن کے دروازے نو بیر کاں
پڑ کو رہتے یکپچ پچر کاں۔ کہ ماں ہر دم اللہ اللہ۔ نبی ہمارے صلی اللہ
ناف سینے میں کرتا نا حلق پرنے کر پرونا
دم کے تاراں گن گن بھانا۔ کہ ماں ہر دم اللہ اللہ۔ نبی ہمارے صلی اللہ
دم کے تار چوبیس ہزار رات دن کرتا نہ اوتار
سین کے نظر لیجا کو زار۔ کہ ماں ہر دم اللہ اللہ۔ نبی ہمارے صلی اللہ
چورنگی چادر بومنا ڈالی نوشو موں پر مقنا
کیا چھپ کر جھانکتا ہے ٹھگنا۔ کہ ماں ہر دم اللہ اللہ۔ نبی ہمارے صلی اللہ
پانچوں بی بیاں ہو مل پکڑ یک ٹھار کرو زندگانی بہوت ہشیار
نئیں تو دوزخ میں ہوئے گا ٹھار۔ کہ ماں ہر دم اللہ اللہ۔ نبی ہمارے صلی اللہ
کمتر کمین یک سلاڑی چرخے تانے میں قول باری
بھول رہئیں تو ہوگی تن کی خاری۔ کہ ماں ہر دم اللہ اللہ۔ نبی ہمارے صلی اللہ

["کمتر شاہ نام۔ کمتر تخلص۔ حیدآباد کے ایک صوفی بزرگ تھے۔ ۱۲۲۵ھ میں انتقال کیا"۔ پروفیسر گیان چند جین، تاریخ ادبِ اردو قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان۔]

○

(۱۰)

چندر بدن و مہ یار

یہ مثنوی بہت صاف ہے ۔ سنہ تصنیف و نام مصنف نہ معلوم ہوسکا (۱) ۔ زبان سے تو تیرھویں صدی کی تصنیف معلوم ہوتی ہے ۔ اچھی خاصی اردو ہے ۔ عربی الفاظ بہت استعمال ہوئے ہیں ۔ عربی و فارسی تلمیحات بہ کثرت استعمال ہوئی ہیں ۔ میرے زیرِ مطالعہ مثنوی میں گیارہ سطری ایک سو تیرہ صفحے ہیں ۔ جن کے اشعار کی مجموعی تعداد بارہ سو اکیس ہوتی ہے ۔ مثنوی عشقیہ ہے ۔ مسلمان تاجر کا لڑکا مہ یار ہے جو بہت عالم فاضل حسین و دانا ہے ۔ ایک سیاح کی زبانی سندر پٹن کے راجہ رنگراپتی کی لڑکی چندر بدن کی تعریف سن کر عاشق ہوتا ہے اور گھر بار چھوڑ کر جس مندر کی سالانہ جاترا کو چندر بدن آیا کرتی تھی وہاں جا پڑتا ہے ۔ جب وہ راج کماری آتی ہے تو اس سے اپنا تعشق ظاہر کرتا ہے ۔ وہ کہتی ہے "مگر ائے موئے تو دیوانہ ہوا" اور اس کے ساتھ ظاہری بے اعتنائی سے پیش آتی ہے ۔ یہ مست ہو کر وہاں سے بھاگ جاتا ہے اور جنگل جنگل پڑا پھرتا ہے ۔ آخر ایک رئیس اس کو اپنے شہر میں لے جاتا ہے اور اپنی حرم کی تمام مستورات کو پیش کرتا ہے تاکہ اس کا دل بہلے لیکن یہ کسی طرف نگاہ نہیں کرتا ۔ غرض رئیس کے حکم سے وزیر اور امرا و رئیس سب اپنے گھروں پر اس کو لے جاتے ہیں تاکہ کوئی عورت اسے پسند آجائے اور اس کا دل بہلے لیکن وہ کسی کی طرف رخ بھی نہیں کرتا ۔ اتفاق سے ایک مسافر کی زبانی مہیار کا سب حال اس رئیس کو معلوم ہوتا ہے وہ اس پر اس قدر مہربان ہے اور اس کی حالت زار سے اس قدر متاثر کہ ہر طرح اس کی مدد کو تیار ہے ۔ اس کو لے کر سندر ٹپن جاتا ہے اور راجہ کو اس کا پیام دیتا ہے ۔ راجہ نامنظور کرتا ہے ۔ آخر مہیار مرجاتا ہے ۔ اس کو دفن کرنے لے جاتے ہیں تو جنازہ قبرستان کی طرف نہیں بڑھتا ۔ مجبور ہو کر راجہ کے محل کی طرف لے چلتے ہیں ۔ جب چندر بدن کو اس کی خبر ہوتی ہے ۔ وہ مسلمان ہو جاتی ہے اور فوراً مرجاتی

ہے اور جنازہ وہاں سے تیزی کے ساتھ روانہ ہوتا ہے۔ راجہ جب چندر بدن کی تلاش کرتا ہے تو وہ نہیں ملتی۔ قبرستان آکر دیکھتا ہے تو دونوں ہم آغوش نظر آتے ہیں۔ سب کو حیرت ہوتی ہے۔ راجہ دونوں لاشوں کو جدا کرنا چاہتا ہے۔ لیکن وہ الگ نہیں ہوتے۔ آخر دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا جاتا ہے اور وہ رئیس روتا پیٹتا اپنے وطن کو واپس چلا جاتا ہے۔ مثنوی کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:

جو عشاق کا ہے و قائع نگار　　رموز ان کے جس پر ہیں سب آشکار
کہا یہ بیاں جو ہے عبرت فزا　　بھری جس میں ندرت ہے سرتا بہ پا
کہ اطراف سندر میں تھا ایک گاؤں　　کہ شہروں میں مشہور تھا جس کا ناؤں
اگرچہ اسے گاؤں کا تھا لقب　　ولیکن تھا سب شہر کا اس میں ڈھب

چندر بدن اور مہ یار کے قصے اور شاعروں نے بھی منظوم کیے ہیں اور اکثر ان میں سے بہت قدیم ہیں۔ بعض بہت ہی مختصر ہیں۔ مثنوی کا خاتمہ اس طرح ہوتا ہے:

وہ میرِ صفا کیش و الفت شعار　　رہا تین دن تک وہاں بے قرار
زیارت کو ان کی تکلف سے کر　　فقیروں کو دے کر بہت جنس و زر
کئی شخص کے تئیں وہاں چھوڑ کر　　کر ان کے حوالے بہت سیم و زر
چلا ملک کو اپنے روتا ہوا　　سب آرام و راحت کو کھوتا ہوا
کرے اس پہ رحمت سدا ذوالجلال　　کہ تھا نیک نامی میں وہ بے مثال

(تمت تمام شد)

[جیسا کہ آغا حیدر حسن مرزا نے لکھا ہے چندر بدن و مہیار کے قصے کو کئی شاعروں نے نظم کیا ہے۔ یہ عہد ابراہیم شاہ ثانی کا مشہور قصہ ہے۔ غالباً سب سے پہلے مقیمی نے اس قصے کی بنیاد پر مثنوی لکھی۔ مقیمی کی مثنوی کا ترجمہ حکیم محمد امین آتشی نے فارسی میں کیا۔ بعد ازاں ایک شاعر بلبل نے آتشی کی فارسی مثنوی کا دکنی میں ترجمہ کیا۔ اس کے پیشِ نظر مقیمی کی مثنوی بھی تھی۔ اس قصے کو منظوم کرنے والے دیگر شعرا میں سیف اللہ، باقر آگاہ، بابا چندا حسینی، عبدالقادر شاکر کے نام ملتے ہیں۔ آغا حیدر حسن مرزا نے جس مثنوی کا تعارف کروایا ہے وہ غالباً

کسی اور شاعر کی معلوم ہوتی ہے جس کا نام معلوم نہیں ہوسکا۔

اکبر الدین صدیقی نے مقیمی کی مثنوی کو مرتب کر کے مجلس اشاعت دکنی مخطوطات سے شائع کروایا۔ انھوں نے اس مثنوی کے ۱۹ نسخوں کی نشان دہی کی ہے جو جامع مسجد بمبئی، سالار جنگ لائبریری، رضا لائبریری رام پور، کتب خانہ ادارہ ۔ ادبیات اردو، اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری حیدر آباد، کتب خانہ انجمن ترقی اردو (ہند)، انڈیا آفس لائبریری، ایڈنبرا یونیورسٹی لائبریری، کتب خانہ گارساں دتاسی، کتب خانہ مہاراجہ چندولال، کتب خانہ مولوی عبدالحق، کتب خانہ توپ خانہ لکھنو میں محفوظ ہیں۔ ڈاکٹر محمد علی اثر نے تذکرہ ۔ اردو مخطوطات جلد اول (ادارہ ۔ ادبیات اردو) میں مزید آٹھ نسخوں کی فہرست دی ہے جو ذخیرہ ۔ شیرانی اور کتب خانہ انجمن ترقی اردو (کراچی) کے مخزونہ ہیں۔]

(۱۱)

رضوان شاہ و روخ افزا

یہ قصہ قدیم دکنی اردو میں منظوم ہے۔ مصنف کا نام و تخلص معلوم نہ ہوسکا۔ تقریباً دو ہزار ایک سو گیارہ اشعار ہیں۔ چین کا شہزادہ رضوان شاہ شکار کھیلنے جاتا ہے۔ ایک ہرن عجیب و غریب دیکھ اس کے پیچھے گھوڑا ڈالتا ہے۔ ہرن ایک حوض میں کود غوطہ مار غائب ہوجاتا ہے۔ شہزادہ اس پر عاشق ہو جاتا ہے۔ آخر بہ دقت تمام معلوم ہوتا ہے کہ وہ ملک شیش کی شاہ پری روح افزا ہے۔ غرض دونوں میں ملاقات ہوتی ہے۔ ایک ساحرہ ملک سلوقیہ کی بدرہ نامی، روح افزا کو گرفتار کر کے لے جاتی ہے۔ ایک یعقوب نامی کی مدد سے شہزادہ رضوان شاہ اسے چھڑا کر لاتا ہے۔ دونوں کی شادی ہو جاتی ہے۔ قصے میں میمونہ وزیر زادی اور منوچہر شاہ سیس خویش کی وجہ سے روح افزا پر یہ مصیبت پڑتی ہے کہ بدرہ نامی ساحرہ اسے گرفتار کر لے جاتی ہے۔ پری رخ شہزادی خطا اور فرخ پری زاد رضوان شاہ اور روح افزا کے دوست شمار ہوتے ہیں۔ ان کی بھی

آپس میں شادی کرادی جاتی ہے۔ اس مثنوی کا سنہ تصنیف ایک ہزار چورانوے ہجری ہے۔ (۱۰۹۴ھ)۔ میرا زیرِ مطالعہ نسخہ غرہ شہر ذیقعدہ ۱۲۴۰ھ کا لکھا ہوا ہے اس میں مثنوی کا آغاز بغیر حمد و نعت و منقبت کے ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے سلطنت تاج داری اچھے — دنیا بیچ یک یادگاری اچھے
خدا پاس دن رات مانگے نسل — کرے خیر خیرات اس کے بدل
عبادت بی طاعت کرے بے قیاس — کہے یوں کہ یارب نکو کر نراس
عطا کر منجھے نیک فرزند کوں — بخت وار قابل، خرد مند کوں
کہ منج نین کوں نور اچھے اس کوں دیک — بڈے اس سوں چوندھر مرا نام نیک
یہی آرزو دل میں دھرتا اچھے — خدا کن مناجات کرتا اچھے
کیا عاجزی جب او حد سوں زیاد — دیا حق نے لئی دن کوں اس کی مراد
ہوا بن میں امید کا پھول ایک — بخت وار فرزند مقبول نیک

قصے کا اختتام ان دعائیہ اشعار سے ہوتا ہے:

انو چوں کے پائے تھے اپنی مراد — ہوئے تھے انپڑا اپنے مطلب کوں شاد
یو قصہ سنن ہار بھی شاد اچھو — جنم سکھ سوں اچ غم تے آزاد اچھو
خدا پاس پائیں اپن مدعا — منجے بی کریں مغفرت کی دعا
الٰہی تو ساریاں کوں کر رستگار — دلا سب کوں جنت میں دارالقرار
تن اس کا بچھڑ جائے جب جان سوں — ملا روح کوں اپنے رضوان سوں
جداں لگ جہاں جگ کوں معمور اچھے — یو سخناں جہاں بیچ مشہور اچھے
کروں کیوں شکر اس کے انعام پر — ہزاراں شکر ہے یو اتمام پر
اتھا جس وقت سال ہجری ہزار — دس اوپر نود اوس کے اوپر چہار

کیا قصہ رضوان شہ کا تمام　　نبی ہور ولی پر ہزاروں سلام

(تمام شد کتاب قصہ ۔ رضوان شاہ)

[مصنف کا نام غالباً محمد زماں ہے اور تخلص فائز ۔ مثنوی کے بعض نسخوں اور ایک مرثیے میں تخلص فائض آیا ہے ۔ اس مثنوی کے نسخے ادارہ ۔ ادبیات اردو ، حیدر آباد ۔ کتب خانہ سالار جنگ حیدر آباد ۔ برٹش میوزیم ، لندن اور کتب خانہ انجمن ترقی اردو کراچی ۔ کتب خانہ شاہان اودھ اور اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری حیدر آباد میں محفوظ ہیں ۔ مولوی سید محمد نے برٹش میوزیم ، کتب خانہ سالار جنگ ، کتب خانہ ۔ آصفیہ (اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری) اور ادارہ ۔ ادبیات اردو کے مخزونہ دو نسخوں کی مدد سے اس مثنوی کو مرتب کر کے ۱۹۵۶ ۔ میں مجلس اشاعت دکنی مخطوطات حیدر آباد کی جانب سے شائع کیا ۔

(بہ حوالہ تذکرہ ۔ اردو مخطوطات جلد اول ، مرمہ ایڈیشن)]

(۱۲)

شرح ادب المریدین

ایک کتاب کا نام ہے جو حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز بندہ نواز کی تصنیف ہے ۔ اس میں عذاب قبر کے متعلق لکھا ہے کہ اگر بندہ نیک ہے تو اس کے اعمال ایک حسین کی شکل میں ہو کر قبر میں اس کے رفیق ہوتے ہیں ۔ اگر بد ہے تو اس کے اعمال بے حد بدصورت کریہہ المنظر بدبودار گندہ جسم کی صورت میں اس کے ہم نشین بنتے ہیں جس سے اس کو اذیت ہوتی ہے

[آداب المریدین شیخ ضیاء الدین ابوالجنیب عبدالقادر سہروردی کی تصنیف عربی زبان میں ہے (۴۹۰ ۔ ۵۶۳ ھ) حضرت خواجہ بندہ نواز نے اس کا ترجمہ فارسی میں کیا ۔ محمد عبدالباسط نے اس کو اردو میں منتقل کیا ۔ دکنی زبان کے بعض رسائل حضرت خواجہ بندہ نواز سے منسوب ہیں جو در حقیقت ان کی تصنیف نہیں ہیں ۔ شرح ادب المریدین بھی ان کی تصنیف نہیں ہو سکتی ۔]

(۱۳)

شمائل نامہ

یہ مختصر سی مثنوی دکنی زبان میں ہے عبدالمحمد ترین نے اخوند رویزانی کے پشتو شمائل نامے سے دکنی میں ترجمہ کیا۔ سنہ تصنیف نا معلوم ہے۔ آں حضرتؐ کا شمائلِ مبارک بیان کیا ہے۔ دیگر مصنفین کے شمائل نامے بھی ہیں جو دکنی زبان میں ہیں۔ شروع اس طرح ہوتا ہے:

الٰہی سچا توں ہے پروردگار — دونو جگ میں قدرت تری آشکار
سچا توں ہے صانع، سچا توں رحیم — سچا توں ہے قادر، سچا توں حکیم
سراؤں تجے میں سدا یاد کر — نبی کے کلیمہ سوں دل شاد کر
محمدؐ پو پیغمبری کر ختم — کیا تس پو مہرِ نبوت کرم
بہ حقِ محمد دگر چار یار — مناجات میری توں کر کام گار
شمائل نبی کا منگوں بولنے — کریما کرم کر زباں کھولنے
کیا قصہ عبدالمحمد ترین — شمائل نبی کا کہوں بہترین
اخوند رویزانی نے پشتو منے — کیا ہوں سو منگتا ہوں میں بولنے
قریب الفہم نظم دکنی اچھے — ہر یک کس کا دل اس کوں سکنے اچھے

ختم اس طریقے پر ہوتی ہے:

صفاتاں نبی کی سہج بہترین — کیا نظم دکنی میں عبد و ترین
اگر کوئی پڑھے یا دگر کوئی سنے — دعا نیک سوں یاد کرنا انے
بہ حقِ محمد دگر چار یار — مناجات میرا تو کر کا مگار
ہزاراں درود و ہزاراں سلام — زبا بر محمد علیہ السلام

الٰہی بیا مرزا ایں ہر سہ را　　مصنف وقاری نویسندہ را

(تمت تمام شد)

[اس مثنوی میں ستر ابیات ہیں ۔ ادارہ ، ادبیات اردو میں اس مثنوی کے دو نسخے شمائل النبی کے نام سے موجود ہیں ۔ (مخطوطہ نمبر ۱۰۹ ۔ ۸۴۱) شمائل النبی کے مزید چودہ نسخوں کا علم ہوا جس کی تفصیل یہ ہے :

کتب خانہ انجمن ترقی اردو ، کراچی (مخطوطہ نمبر ۲۲۳ ۔ ۲۴۷ ۔ ۲۵۳ ۔ ۲۵۵ ۔ ۲۵۹ ۔ ۷۸۳ ۔ ۷۸۴) کتب خانہ ، سالار جنگ حیدر آباد ۴ نسخے (مخطوطہ نمبر ۶۷ / ۹۴۲ ۔ ۱۶۵ / ۹۴۳ ۔ ۳۴۶ / ۹۴۴ ۔ ۵۷۹ / ۹۴۵) قومی عجائب گھر ۔ کراچی ایک نسخہ (مخطوطہ نمبر ۳۱ / ۲۴۵) اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری حیدر آباد (کتب خانہ ۔ آصفیہ) دو نسخے (مخطوطہ نمبر : ۳۱۶ ۔ ۱۵۴۵) (تذکرہ ، اردو مخطوطات مرمہ جلد اول)]

(۱۴)

شمائل نامہ

یہ مختصر سی مثنوی خاتمے کے شعر سمیت ایک سو اکتالیس اشعار پر مشتمل ہے ۔ زبان صاف اور قدیم معلوم ہوتی ہے سنہ تصنیف معلوم نہ ہو سکا ۔ شمائل نامے اور لوگوں نے بھی لکھے ہیں مصنف کا تخلص عثمان ہے ۔ اس مثنوی میں رسول کریمؐ کی صورت مبارک کا مذکور ہے اور اس کے اسناد کا بیان ہے ۔ آنحضرت کے ننانوے نام بھی منظوم کیے ہیں ۔ مثنوی کا آغاز اس طرح ہے :

الٰہی گلشن دیدار میں توں　　نبی کے نور سوں کر دو جہاں کوں

محمدؐ کے شمائل کوں سراپا　　کیا توں گلشن اسرار زیبا

مدرسہ دید بانی کا نظر میں　　کیا توں جلوہ گر دل کے بحر میں

درس کے طالب العلم ہے دو عالم　　مدرس ذات واحد، روح اعظم
الٰہی مجھ کوں دے توفیق ایسی　　جہاں میں یادگاری کچھ رہے سی

مثنوی کا خاتمہ بریں نمط ہے:

یو بیتاں سو پہ ہیں چالیس سارے　　دیو صلی رسول اللہ کے پیارے
لکھیا عثمان عاشق ہو شمایل　　ہمیشہ کر رکھوں گل میں حمایل
محبت ہے رسول اللہ سوں مج کوں　　ہور ان کے آلِ پاک باصفا سوں
ہزاراں سوں درود اں ہور سلاماں　　ہے نت آل و اصحاب و اماں

(تمت تمام شد)

[عثمان کی اسی مثنوی کا ایک مخطوطہ جامعہ عثمانیہ کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔ (مخطوطہ نمبر ۱۰۸) ایک نسخہ ادارہ ادبیاتِ اردو میں (مخطوطہ نمبر ۱۳۸۰) ایک نسخہ کتب خانہ انجمن ترقی اردو کراچی میں محفوظ ہے (مخطوطہ نمبر (۳) ۵۷۹)۔ (بہ حوالہ تذکرہ، اردو مخطوطات ادارہ ادبیاتِ اردو حیدرآباد جلد اول مرمہ ایڈیشن۔ ص: ۵۴)]

(۱۵)

عشق نامہ

مصنف کا نام عبدالمومن ہے۔ یہ مہدوی عقائد کا تھا اور ۱۰۵۰ھ میں پیدا ہوا۔ "الٰہی ایمان بخش" سے تاریخِ ولادت نکلتی ہے۔ اس کی بیوی کا نام بی فاطمہ تھا۔ عبدالمومن، ابراہیم شاہ کا مرید تھا۔ عبدالمومن کا عرس دہم جمادی الثانی کو ہوتا تھا اور اس کی بیوی بی فاطمہ کا ہشتم جمادی الثانی کو۔ مثنوی عشق نامہ ۱۰۹۳ھ میں لکھی ہے۔ اس میں اول حمد ہے۔ بعد ازاں نعت پھر چہار صحابہ کی منقبت بعد ازاں سید محمد خدا بخش جونپوری جن کو یہ مہدی موعود اور پیغمبرِ آخرالزماں مانتا ہے اور ان کے نام کے ساتھ درود تحریر کرتا ہے، تعریف ہے۔ بعد ازاں (ان) کے

صحابہ اور پھر براہیم شاہ کی۔ پھر سبب تالیف۔ اس مثنوی میں سید محمد جونپوری کے پیدائش سے لے کر مرگ تک کے حالات ہیں۔ یہ مثنوی دکنی زبان میں ہے۔ زبان بیجاپوری معلوم ہوتی ہے۔ مثنوی میں سید محمد خدا بخش جونپوری کی سلطان حسین شرقی سے ملاقات اور دلپت رائے راجہ گونڈ سے جنگ ۔ قندہار کا سفر ۔ علماء خراسان سے مباحثہ اور گجرات کا قیام ۔ علاء الملک گجراتی سے تنازعہ وغیرہ خوب تفصیل سے تحریر ہیں۔ تیئیس فارسی نثر کی سرخیاں ہیں۔ تقریباً چار سو اٹھتر صفحے ہیں ہر صفحے پر گیارہ شعر ہیں۔ اشعار کی مجموعی تعداد پانچ ہزار دو سو پندرہ ہے۔ مثنوی کا آغاز اس طرح سے ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقالہ ۔ اول در توحید ایزد متعال قادر لایزال حضرت ذوالجلال جل شانہ وعز سلطانہ کہ معشوق ازل و محبوب ابداست۔

بکھا نو حمد اس معشوق کا آج　　کیا جے عاشقاں کیرا نول کاج
سنو ہر روز چھپ یک تازہ ترشان　　نظر بازاں کے لبدایا نظر آن
انا المحبوب کا کر جشن عام ان　　پٹھایا (پڑھایا) عشق کا نازک پیام ان

کل تراسی اشعار حمد میں ہیں جن میں سے تین نقل ہوئے۔

مقالہ دوم در ثبوت بااصطفا و ولایتِ مجتبیٰ کہ ہر دو صفت ذات سید الانبیا محمد مصطفیٰ است صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ الخبا و اصحابہ الشرفاء۔

ادر دھر عشق آپ آپس جو دیٹھا　　لگیا یہہ آپنا آپس کوں میٹھا
منگیا کرنے کوں ظاہر عشق بازی　　بچاریا سو بری یک کار سازی
کہ آکثرت میں وحدت تھے نکل بھار　　زمیں ہور آسماں میں ہوئے اظہار

اس کے ایک سو انچاس اشعار ہیں۔ نعت اس طرح شروع ہوتی ہے:

مقالہ سیوم در نعت سید النبیین مختار المرسلین حبیب ذات و قدوہ صفات محمدن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علی آلہ لطیبین و اصحابہ الطاہرین۔

ایا محبوب وقتِ عشق بازاں　　حبیبِ روح بخشِ جاں گدازاں
سبب تیرا ہے یو سب عشق بازی　　سراسر کیا حقیقی کیا مجازی
حجابت کی پٹی توں خوش لکھیا تھا　　سکندر نے مگر تج گن سکیا تھا
جسے تیری حقیقت پر نظر ہے　　اچھے توں کون سوتس تجھ خبر ہے
احد توں گرچہ احمد ہو نہ آتا　　تو کیوں تجھ دیکھنے دیدا ٹھراتا
یو ابراہیم تجھ خورشید اگل　　نہ ہوتا تو گیا تھا جگ سگل جل

کل ترسٹھ اشعار نعت میں ہیں۔

مقالہ ہشتم در مدحِ فیض بخش مرشدِ دوراں، مطلوبِ ہزاراں، ناصرِ شریعت۔ مبین، حافظِ حقیقتِ دین، واقفِ اسرارِ الٰہی ماہرِ روز نامتناہی کہ اشارہ الفقر فخری خلاصہ، اوست، وایمائے مارایت شیئاً اگر لا دورایت اللہ خاصہ، اوست بدر، آسمانِ توکل و تسلیم سید ابراہیم ابن سید زین العابدین ابن سید حسین ابن سید عبدالحی روشن منور ابن صدیقِ ولایت یعنی میراں سید محمود ابنِ خاتمِ ولایتِ محمدی سید محمد خدا بخش سلمہ اللہ و حفظ اللہ و امامہ، اللہ الیٰ یوم الدین۔

کروں اب مدح میں بچہ پیر کیرا　　ابراہیم شاہ عالم گیر کیرا
زہے عاشق نول مہدی کا پوتا　　جہاں بے عشق تھا جے وے نہ ہوتا
اوتم وو نیک ہے نسل سجاتی　　شرافت آشرف جس پاس پاتی
سپوتا شاہ زین العابدیں کا　　مقرب خاص رب العالمیں کا

غرض اسی طرح کے تیئیس مقالے ہیں اور ان ہی سرخیوں کے تحت نفسِ مضمون منظوم ہے۔

مثنوی کا خاتمہ ان اشعار پر ہوتا ہے:

مبدّل کر تری رحمت سوں مجھ بیم　　بہ حق و حرمتِ سید براہیم
کہ جس کے فیض کا لے پاک خامہ　　لکھیا میں ختم کر یو عشق نامہ
ہوا جب یو مبارک ختم مجھ قال　　ہزار ایک ہور نودِ پر تین تھے سال
کہاں ساقی براہم شاہ کا جام　　کہ جس سوں ختم ہوئے ہر شوق کا کام
مجھے دے جو خواتم کاچ اوصاف　　بہ ہر دم تازہ بولوں شوق سوں صاف

یہی مطلب برانے طبع میرا　　توجہ سوں دھریا دامن ہے تیرا
ارے مومن ازل سوں شاہ کا جام　　کیا تیری طلب کا خوش سر انجام
اتا کر رقص اکت تازہ بنانا　　تنن ناتن تنا ناتن تنانا

میاں عبدالمومن فارسی میں بھی کہتے تھے ان کے فارسی قصیدے کے یہ اشعار ہیں۔

اے جذب جمال تو بود دیدہ ۔ مارا　　بنواز بہ عشق تو کہ بینیم لقارا
ہر دیدہ قالب بہ چرا زلف نہ پیچید　　چوں دالہ گی چہرہ بود چشم مشارا

اس قصیدے کے کل بیانوے اشعار ہیں۔ یہ خاتمے کے اشعار ہیں:

در تار سرائے دلِ مومن زجہالت　　باشد کہ فروز ند سراجاً منیرا
یاشاہ براہیم بہ مہدی د محمد　　یک مرتبہ بینیم زد و چشمِ تو خدارا

(۱۶)

غزل تراب

[یہ غزل غالباً شاہ تراب کی ہے جو پیر بادشاہ حسینی (نبیرہ ۔ حضرت امین الدین اعلیٰ) کے مرید تھے۔ شاہ تراب گیان سروپ (طویل نظم) اور من سمجھاون (طویل نظم) کے مصنف ہیں۔ ان کی غزلیں مختلف بیاضوں میں ملتی ہیں۔ (م۔ت)]

مجھے حسنِ ستم گر کی قسم ہے　　مجھے اس زلفِ دلبر کی قسم ہے
چرن پر اس کے جاں قرباں کروں گا　　سو اس قدِ صنوبر کی قسم ہے
کروں گر عاشقی میں کچھ تفاوت　　تو اس گلہارِ بے سر کی قسم ہے
دیوں گا جان اس بپا پوش اوپر　　اسی پا پوش کے زر کی قسم ہے
لگن کا نُہ فلک تک غل کروں گا　　مجھے اس چرخِ چنبر کی قسم ہے
کروں گا پر تو خورشید تاریک　　سراپا ماہ انور کی قسم ہے
تراب یک رنگ غلامِ حیدری ہے　　مجھے نعلینِ حیدر کی قسم ہے

(۱۷)

غزلیاتِ سلطان

سلطان تخلص ہے۔ کوئی صوفی مشرب شاعر ہیں۔ نام و زمانہ نامعلوم ان کی تین غزلیں میرے زیرِ مطالعہ ہیں۔ دو پانچ پانچ شعر کی ہیں اور ایک سترہ شعر کی۔

اس پاک عشق باز کوں جب نہ اثر ہوا
تب نورِ ذات جوش ہوا ز گنج بر ہوا
تس نور ذات نام رکھیا احمد و صفات
اس وصف کے زباں ستی کُن کا اچھر ہوا
تب احمد صفات سوں مشغول ہو رھیا
اس مشغولی سبب منے آدم پسر ہوا
اس خاک کے پنجر کوں چڑا اس بدل شرف
اس شاہ کی گمت کوں جدھاں تن پو گھر ہوا
سلطان تر جگت کا ہوا ہے نزول یو
اد کچھ ہنر کیا سو ہنر میں ہنر ہوا

مقطعے

سلطان تن کی خصلت نئیں جاتا ہے کیسی
ہے فعل ہور فاعل سب خاصیاتِ روح
سلطان روح ہوکر لے نفسِ دل کی شاہی
لیتا ہے ذوق اپنا شہہ ہور شہر ہے روح

[سلطان، میراں شاہ معروف کے خلیفہ تھے۔ ادارہ، ادبیات اردو کے کتب خانے میں سلطان کی نو غزلوں پر مشتمل ایک بیاض ہے (مخطوطہ نمبر ۲۰۶) اس کے علاوہ اس کا کلیات بھی

محفوظ ہے (مخطوطہ نمبر ۲۷۵) جس میں ۳۸۰۰ سے زیادہ اشعار ہیں ۔ اس کے علاوہ سلطان نے تصوف میں ایک نثری رسالہ دررالاسرا کے نام سے تصنیف کیا تھا (بہ حوالہ تذکرہ ، اردو مخطوطات جلد اول مرمہ ایڈیشن) ۔]

(۱۸)

فقہ ء محفوظ خانی

یہ مثنوی دکنی زبان میں ہے ۔ چار ہزار سے زاید اشعار ہیں ۔ اکثر جگہ احادیث اور آیات قرآنی کا عنوان قائم کر کے ان کے مطالب و معانی کو دکنی میں منظوم کیا ہے اور بعض جگہ بعض مسائل کو جہاں نظم نہ چل سکی نثر ہی میں لکھ دیا ہے ۔ زبان صاف اور سیدھی ہے ۔ میرے زیرِ مطالعہ نسخے میں حمد اور نعت کا کچھ حصہ غائب ہے اور خاتمے میں دعا کے بھی چند اشعار غائب ہیں ۔ سترہ سطری دو سو چھیاسٹھ صفحے ہیں ۔ تمام ضروری مذہبی مسائل لکھ دیے ہیں ۔ مصنف کا نام قدرِ عالم ہے ۔ کتاب کو محفوظ خاں ابن کریم خاں قوم افغاں کے نام سے منسوب کیا ہے ۔ یہ مثنوی ۱۰ / جمادی الثانی ۱۱۹۹ ھ میں تصنیف ہوئی ہے ۔ چناں چہ خود کہتے ہیں ۔

الٰہی قدرِ عالم کی دعا کو
تو کر مقبول دل کے مدعا کو
ہوا آغاز نامہ مجبر احمد
جو نو اوپر نود گیارا اتھے صد
اچھے دسویں جمادی الثانی آغاز
ادپند راباب ایک سو دو فصل ساز

مصنف کے والد اور پیر کا نام بدر عالم ہے اور دادا کا نام سید محمد قادری ہے ۔ بدر عالم کے پیر شاہ رحمت اللہ ہیں ۔ نعت میں سے کچھ اشعار جو میرے نسخے میں باقی ہیں وہی گویا میرے نسخے کا آغاز ہے ۔ نقل کیے جاتے ہیں :

کہ جس پر حق کیا ختمِ نبوت
وحی کر سب دیا قرآں کی آیت
ہوا قرآں صفت میں جن کی نازل
محمد سب نبیاں میں حق کے فاضل
اگرچہ صورتِ انسان اتھے او
سراسر معنیِ سبحان اتھے او

مثنوی کا خاتمہ ان اشعارِ دعائیہ پر ہوتا ہے۔ خاتمے کے کچھ اشعار کم ہیں۔

الا اے قدرِ عالم عذر خواہی
دعا کن بہ درگاہ الٰہی
بہ حقِ حضرت شیخ المشائخ
الٰہی کر دعا کو میرے راسخ
پچھانت دے ترے کلمے کی یا رب
نہ رکھ امی تو اس معنے میں سوں یارب
زباں کو ذکر اس کلمے کا دے توں
نظر کوں رکھ توں روشن نور اس سوں
صلواتِ خمس میں رکھ تن کوں معمور
صلواتِ دائموں رکھ روز مسرور
یو روزہ ظاہری دے نفسِ قوت
لقائے باطنی دے تو ۔ ۔ ۔
زکوات ۔ ۔ ۔

اس میں مشرکانہ رسم و رواج کے چھوڑنے پر بہت زور دیا ہے۔ جس سے اس زمانے کی رسوم پر روشنی پڑتی ہے۔

(۱۹)

فقہ ء ہندی

یہ مختصر سی مثنوی دکنی زبان میں ہے۔ ایک سو چوراسی اشعار ہیں۔ زبان بہت صاف ہے۔ مذہبی مسائل کو سمجھایا ہے۔ مصنف کا تخلص فاضل ہے۔ تیرھویں ہجری کے نصف اولین حصے میں لکھی گئی ہے۔ آغاز مثنوی ملاحظہ ہو:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام حق کا زباں پہ جاری کر　　جان اور دل سے اس سے یاری کر
بادشاہ کاری گر ہے دانا قدیم　　وہ تو ہے پیدا کرنے والا رحیم

خاتمہ ملاحظہ ہو:

اور تاریخ بھی لکھی میں نے　　سعد و احسن سمجھ کے کچھ ایام
کہا ہاتف نے خوب ہے فاضل　　فقہ ہندی جو تو نے کی اتمام

اس نام کی کتابیں اوروں نے بھی لکھی ہیں۔ ۱۰۷۴ھ میں عبد نے چوپائی کے وزن میں کہی ہے۔

(۲۰)

فقہ ء ہندی (عبد و امین)

جنوبی ہند کی قدیم اردو میں فرق معلوم ہوتا ہے جنوبی ہند کی قدیم اردو میں ہندی الفاظ بہ کثرت ہیں۔ یعنی پینسٹھ یا ستر فی صدی ہوں گے۔ لیکن بحریں تمام فارسی کی ہیں۔ برخلاف

فقہ ، ہندی کے کہ اس میں عربی فارسی الفاظ ساٹھ ستر فی صد ہوں گے لیکن بحر ہندی کی ہے اور اکثر جگہ بحر و وزن قائم رکھنے کو لفظ " آن " زیادہ کیا گیا ہے اور کہیں کہیں لفظ " مول " جیسے اکثر سانگیت ، خیال ، چوپائی اور گیتوں میں اس قسم کے بے معنی الفاظ وزن اور بحر قائم رکھنے کے لیے رکھ دیے جاتے ہیں۔ فقہ ، ہندی میں جو مذکورہ بالا الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہ ملاحظہ ہوں۔ اس میں چند جگہ کے مستعملہ " آن " پیش کیے جاتے ہیں :

فرض حج کے حاجیان تین صنوف
طواف ،زیارت احرام بھی عرفہ آن وقوف
واجبات چھے حج میں ہر یک لے پہچان
احرام آن میقات سو یہ مسلہ کر کان

(ص : ۳۲)

جو غالب عروض ہوتس کی قیمت آن
جو پہنچے نصاب کو زکات واجب جان

(ص : ۳۰)

قولِ نعمان یک روز کمتر درنگ نہ آن
قولِ محمد دوپہر مسجد میں گذران

(ص : ۲۹)

پنج زکات دو فرض ہیں ہر یک کے پہچان
قدر واجب جدا کرے نیت دل میں آن

(ص : ۲۹)

پنج قبر کے بند کھول قبلہ کو منھ آن
پیچھو ڈالو خاک کو پکچ کی قبر نہ مان

(ص : ۲۶)

حکم ضحےٰ کا فطر کا سبھی شرط ہیں آن
کھانا پینا شرط نہ امساک مستحب جان

(ص: ۲۵)

وغیرہ وغیرہ۔ بہت سی جگہ تو اس کے کھینچ تان کر معنے "آنا" کے حاصلِ مصدر کے لگا سکتے ہیں لیکن عام طور پر تو بالکل بے معنی ہے۔ ہاں مصرع وزن سے گر جائے گا۔ مول بہ معنی "جان" اور "سمجھ" جاننا اور سمجھنا کے فعلِ امر صیغہ ، واحد حاضر کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور بہت سی جگہ صرف وزن قائم رکھنے کے لیے برتا گیا ہے:

امامت صاحبِ عذر کی جائز نا ہیں مول
یہ مسئلہ پہچان لے لازم کیا رسول

(ص: ۱۳)

موزہ پھاٹا بہت کے مسح نہ جائز مول
مقدار تین انگلی پاؤں کی منع کیا رسول

(ص: ۱۴)

نمازِ جنازہ سووار ہو جائز نا ہیں مول
مسجد بیچ مکر وہ ہے کبھی نہ آوے بھول

(ص: ۲۶)

فقہ ہندی کو مومناں انو زباں پر یاد
مسلہ آوے دین کا مول نہ ہو فساد

(ص: ۳۳)

پنجابی کا "نال" بہ معنی ساتھ اکثر جگہ استعمال ہوا ہے اور پنجابی "چنگا" بہ معنی تندرست خلافِ محاورہ ، اردو بغیر بھلے کے تابعِ مہمل کے استعمال ہوا ہے۔ "دینا" بہ معنی "دیکھنا" اور "بیٹنا" بہ معنی لنڈھانا۔ بہانا۔ ڈالنا پانی کے ساتھ استعمال ہوئے ہیں۔ اس نظم کا اس زمانے کی دکنی نظموں سے مقابلہ کیا جائے تو بڑا لطف آتا ہے۔ سلطان عبداللہ قلی قطب شاہ

اور علی عادل شاہ کے زمانے کا کلام جو میرے پیش نظر ہے ۔ اس میں بالکل اسی مناسبت سے ہندی الفاظ کی بہتات ہے ۔ ہاں بحریں فارسی کی ہیں ۔ بلکہ محمد قلی قطب شاہ کا دیوان تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ حافظ اور جامی کو پیش نظر رکھ کر مدون ہوا ۔ البتہ تمام تلمیحات ، استعارات ، تشبیہات اور الفاظ ہندی ہیں ۔ عجیب بات ہے کہ اکثر اہل دکن نے اپنی تصنیفات کی زبان کو ہندی سے موسوم کیا ہے اور بہت سوں نے تو اسے دکنی ہی کہا ہے ۔ اسی طرح شمالی ہند کے ملکی زبان میں تصنیف کرنے والوں نے کہیں اپنی زبان کو دکنی سے منسوب کیا اور کہیں ہندی سے ۔ اس میں ایک آدھ جگہ کتابوں کا حوالہ بھی دیا ہے ۔ میں نے اس کے الفاظ کو حالاں کہ وہ دکنی نہیں ہیں دکنی لغت میں اس لیے جگہ دے دی ہے کہ شمالی ہند کی قدیم اردو کی تصانیف بہت کم ہیں ۔ کمال محمد قاضی کا صدسی مسئلہ بھی قدیم معلوم ہوتا ہے ۔ جس کا نسخہ میرے پاس ہے ۔ لیکن اس کا سنہ تصنیف نہ معلوم ہوسکا ۔ اس لیے ان کتابوں کے الفاظ کو بھی مجبوراً دکنی لغت میں جگہ دے دی اور حضرت شاہ سید علی رفاعی جیو گام دھنی احمد آبادی گجراتی جن کا دیوان سب سے قدیم ہے اور ردیف وار ترتیب دیا گیا ہے ، پرانی وسطی ہند کی اردو کا بہترین نمونہ ہے ۔ اس کی بحر بھی دوہوں اور چوپائیوں کی ہے ۔ افسوس ہے کہ دلی پیاری کی تباہی سے سینکڑوں اردو کی کتابیں تباہ و برباد ہو گئیں اور بدیشی فاتح قوم نے بے دردی سے ان کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا ۔

فقہ ، ہندی کا آغاز اس طرح ہوتا ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و ثنا سب رب کوں خالق کل جہاں　　لائق حمد و ثنائی کے اور نکوئی جان
علم شریعت کاڑنے بھیجا پاک رسولؐ　　جو کچھ بھیجا رب نے سب ہم کیا قبول
یا رب اپنے کرم سے بے حد بھیج درود　　نبی محمدؐ مصطفےٰ تس تے ہو خوشنود

حنفی مسائل ہیں ۔ خاتمہ ان اشعار پر ہوتا ہے ۔

لبیک لبیک راہ میں اکہے بہت درود　　منزلیں بیچ اور راہ میں ٹھاڈا بیچ قعود

کعبہ آوے نظر میں پڑھے درود دعا　　اور تہلیل تکبیر کہ جو ہے امر خدا
فقہ ہندی کو مومناں انو زباں پر یاد　　مسلہ آوے دین کا مول نہ ہو فساد
سن ہزار چوہتر پنج ماہ رمضان تمام　　اورنگ زیب کے دور میں نسخہ ہوا نظام

تمت تمام شد

[ڈاکٹر زور کے بیان کے مطابق فقہ ۔ ہندی کے مصنف کا نام عبدالامین ہے ۔ اس کا تخلص عبدی تھا ۔ حافظ محمود شیرانی نے لکھا ہے کہ اس کتاب کے مصنف کا نام شیخ عبداللہ انصاری ہے (مقالات شیرانی) ۔ اس مثنوی میں مختلف عنوانوں : فرض ایماں ۔ فرائض وضو ۔ سنت بائے غسل ۔ صلوات ۔ تراویح ۔ زکواۃ ۔ حج وغیرہ کے تحت شرعی مسائل بیان کیے گئے ہیں ۔ اس کتاب کے متعدد نسخے مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں جن کی تفصیل یہ ہے :

(۱) کتب خانہ ادارہ ۔ ادبیات اردو ۔ حیدر آباد ۔ مخطوطہ نمبر ۹ ۔

(۲) اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری حیدر آباد ۔ مخطوطات نمبر ۸۹ ، / ۹۰ ۔ ۱۰۴۴ / ۹۱ ۔ ۳۴۴ / ۹۲ ۔

(۳) قومی عجائب گھر ۔ کراچی ۔ مخطوطہ نمبر ۲۰ / ۲۴۵ ۔ ۱۹۵۸ ۔ N. M.

(۴) ذخیرہ ۔ شیرانی ۔ مخطوطات نمبر ۳۸ ۔ ۳۵۳۴ / ۵۱۰ ، ۴۷ ۔ ۳۵۸۷ / ۵۶۴ ، ۱۵۱ / ۴۳۹۹ / ۱۳۴۸ ۔

(۵) کتب خانہ انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی ۔ مخطوطات نمبر ۲۰۷ / ۴۲ ، ۲۰۸ / ۴۳ ، ۳۶۶ / ۱۴۲ ۔

(۶) کتب خانہ ۔ پیرس ۔ مخطوطہ نمبر ۸۱۷ ۔

(۷) مولانا آزاد لائبریری ۔ علی گڑھ ۔ مخطوطات نمبر ۴۲۹ / ۲۵۰ U ۴۳۰۰ / ۸ / ۹۶ S ، ۴۳۱ / ۵ / ۱۱ S ۔ (بہ حوالہ تذکرہ ۔ اردو مخطوطات جلد اول مرمہ ایڈیشن ۔)]

○

(۲۱)

قصہّ ء ابو شحمہ

یہ مثنوی قدیم دکنی زبان میں ہے۔ مصنف عادل ہے۔ جس کا پتہ اس شعر سے چلتا ہے۔

کرامت بے نہایت جان کر سب
لیا عادل زباں گردان کر تب

ان کا حال کسی تذکرے میں میری نظر سے نہیں گزرا حتیٰ کہ گارساں دی تاسی بھی خاموش ہے۔ چوں کہ اس میں حضرت عمرؓ کو بہت سراہا گیا ہے۔ مثنوی کے ڈھنگ سے اور قصے کے بعض واقعات کے پیرائے سے حضرت علیؓ پر حضرت عمرؓ کی فضیلت ظاہر کی ہے۔ اس سے گمان ہوتا ہے کہ فاروقیوں کے عہد حکومت میں لکھی گئی ہے۔ زبان بھی دسویں صدی ہجری اور اوائل گیارہویں صدی ہجری کی معلوم ہوتی ہے۔ اس میں حضرت عمر کی کرامتیں بھی بیان کی ہیں۔ مثلاً حضرت عمرؓ کے بیٹے حضرت محمد مدینہ و مکہ کا انتظام کر کے جہاد پر تشریف لے جاتے ہیں۔ حاکمِ کفار اپنے وکلا حضرت عمرؓ کی خدمت میں بھیجتا ہے تاکہ ابو جہل و ابولہب کی وساطت سے ان کو توڑ لیا جائے۔ حضرت عمر مکان کی دیوار اٹھا رہے ہیں اور گارے کا لگدا ہاتھ میں ہے۔ جب سفرا سے ان کی منشا کا اظہار ہوتا ہے تو آپ جذبے میں آکر ان کی طرف دیکھتے ہیں۔ جس سے ان کے جسم میں رعشہ پیدا ہوتا ہے اور خود فرماتے ہیں کہ لو میں نے تمھارے بادشاہ کا سر قلم کر دیا۔ یہ کہہ کر گارے کا لگدا توڑ دیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بادشاہ میدانِ جنگ میں قتل ہو جاتا ہے۔ دوسری کرامت ابو شحمہ کو دوبارہ زندہ کرنے کی ہے اور عدل وغیرہ کے متعلق تو یہ سارا قصہ ہی ہے۔ ابو شحمہ حضرت عمرؓ کے بہت ہی چہیتے اور لاڈلے بیٹے ہیں اور روضہ ء رسولؐ پر قرآن خواں ہیں۔ ان کی قرات کے تمام صحابیؓ حتیٰ کہ حضرت علیؓ تک شیفتہ ہیں۔ یہ حسنِ صورت میں بھی لاثانی ہیں۔ بیمار ہوتے ہیں۔ صحابیِ رسولؐ چوں کہ مدت سے ان کی قرات سے محروم رہے ہیں اس لیے حاضر ہوتے

ہیں اور ان کو روضہ ۔ رسولؐ پر لے جاکر قرآن سنتے ہیں ۔ بہ وقت ختم یہ سب سے علاحدہ ہوکر روانہ ہوتے ہیں ۔ راستے میں شیطان ملتا ہے اور ایک دوست کی صورت میں نمایاں ہوکر انھیں پھسلاکر شراب پلادیتا ہے ۔ یہ شراب کے نشے میں ایک باغ میں جانکلتے ہیں ۔ وہاں ایک اکیلی لڑکی مل جاتی ہے ۔ اس سے ملتے ہیں ۔ آخر میں منفعل ہوکر آتے ہیں اور خوف الٰہی سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں ۔ نو مہینے بعد اس لڑکی کے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے ۔ وہ ان کی شکایت حضرت عمر سے آکر کرتی ہے ۔ حضرت عمر اس کی دل جوئی و تشفی کرتے ہیں اور حضرت عثمانؓ ، حضرت علیؓ و دیگر صحابہ کرام کو بلاکر مشورہ کرتے ہیں ۔ تمام صحابی ابو شحمہ کی معافی کی درخواست کرتے ہیں ۔ لیکن حضرت عمرؓ ان پر مطابق حکم شرع حد جاری کرتے ہیں ۔ افلاح جو ابو شحمہ کا رضاعی بھائی ہے ، درے لگانے پر مقرر ہوتا ہے ۔ ابو شحمہ کی حالت بہت سقیم ہوجاتی ہے ۔ حضرت علیؓ بہت سفارش کرتے ہیں لیکن حضرت عمرؓ نہیں سنتے ۔ ابو شحمہ کی والدہ کو خبر ہوتی ہے ۔ وہ آتی ہیں اور حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ سے سفارش چاہتی ہیں ۔ ان کی حالت کا اظہار مرثیے کے رنگ میں ڈوبا ہوا ہے اور جو حالت کربلا میں حضرت شہر بانو بالخصوص حضرت فاطمہؓ کی ہوتی ہے ، اسی قسم کی بے قراری کا سماں باندھا ہے ۔ حضرت عثمانؓ ، حضرت علیؓ بہت حضرت عمرؓ سے سفارش کرتے ہیں لیکن وہ امور شرع کی تکمیل میں کسی کا کہا نہیں مانتے اور جھڑک دیتے ہیں ۔ نوے دردں میں ابو شحمہ کا انتقال ہوجاتا ہے ۔ اور ان کے صدمے سے افلاح بھی مرجاتا ہے ۔ باقی کے دس درے افلاح کا بھائی میت پر پورے کرتا ہے ۔ تجہیز و تکفین حضرت علیؓ کے سپرد ہوتی ہے ۔ نماز جنازہ حضرت عمرؓ پڑھاتے ہیں اور مغفرت کی دعا فرماتے ہیں ۔ پھر ابو شحمہ کو دوبارہ زندہ کرتے ہیں اور ان سے بعد از موت جو ان کا اور خدا کا معاملہ ہوا ہے ، وہ دریافت فرماتے ہیں ۔ ابو شحمہ کے حضرت محمدؐ سے ملنے اور جامِ کوثر سے سیراب ہونے اور حضرت محمدؐ کا حضرت عمر کی مدح فرمانا اور یہ ظاہر فرمانا کہ خداوند عالم حضرت عمر سے بہت خوش نود ہے اور ان کو بلانے والا ہے ___ میرا نسخہ ناقص الآخر ہے اور دوسرا نسخہ کسی کتب خانے میں میری نظر سے نہیں گزرا ، میرے نسخے میں بارہ سطری پینتالیس صفحے ہیں باقی ماندہ اشعار کی مجموعی تعداد پانسو گیارہ ہے ۔ واللہ اعلم آخر کے کتنے اشعار غائب ہیں ۔

مثنوی میں حمد ہے ، نعت ہے ، الگ الگ ہر چہار صحابہ ، حضرت فاطمہؓ اور حسنینؓ کی منقبت ہے ۔ حضرت عمرؓ کی منقبت بہت طویل ہے ۔ حضرت ابو بکرؓ ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے ہاں اختصار سے کام لیا ہے ۔ تاریخی واقعات کو مذہبی عقائد کا رنگ دے کر بیان کیا ہے ۔ زبان صاف اور قریب الفہم ہے ۔ مثنوی کا آغاز اس طرح ہوتا ہے :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا وندا تہیں حق عالم الغیب
ہے دانا ہور بینا سا تر العیب
خدا وندا تہیں ہے پاک بے عیب
سنوار یا کُن سوں کل منڈان پر غیب
رہے سلطان عادل توں الٰہی
رکھیا انصاف سیتی مرغ و ماہی
نہیں یاں کام عاقل ہور الڑکا
نہ پایا کوئی تیری قدرت کا کڑکا
نظارے میں نظر باز عارفاں کوں
دسے ہرسو تری قدرت کیراموں

میرے نسخے میں ان اشعار کے بعد کا حصہ غائب ہے ۔

نبی نے مج کوں جنت میں لے جا کر
بٹھائے تخت کے اوپر برابر
شتابی سوں منگا کر جامِ کوثر
پلائے مج کوں اپنے ہات سوں بھر
بہوت عزت دیے مج کوں سرا کر
کہے صد آفریں تیرے پدر پر

پدر تیرا نہایت صبر کیتا
اپس کوں غم میں سٹ تج اجر دیتا
کہے اتنے منے دو جگ کے سلطاں
تمارے باپ کا آیا ہے فرماں
منجھے بولے نبی عالم پناہی
کیے ہیں یاد تمنا قبلہ گاہی
شتابی جا او

اس مثنوی میں ابو شحمہ کو بہ وقت حد پیاس کا غلبہ و تکلیف، پدرانہ جذبات کا عادلانہ صفات سے مغلوب ہونا اور دیگر امور کو دردناک پیرائے میں بیان کیا ہے۔ جس سے مرثیے کی سی کیفیت اکثر جگہ پیدا ہوجاتی ہے۔

[ابو شحمہ کا قصہ قطب شاہی دور کے اولیا نامی شاعر نے بھی لکھا ہے۔ اس نے نعمت اللہ نامی کی فارسی مثنوی کو ۱۰۹۷ھ میں دکنی میں نظم کیا۔ اس مثنوی کے نسخے اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری حیدرآباد۔ کتب خانہ ، سالارجنگ اور کتب خانہ انجمن ترقی اردو پاکستان میں موجود ہیں۔ عادل کی مثنوی اس سے مختلف ہے۔ دونوں مثنویوں کی بحر الگ ہے۔]

(۲۲)

قصہ ء بادشاہ جمجاہ

حضرت فرید الدین عطار کی فارسی تصنیف ہے۔ اس کو دکنی زبان میں عوام کے لیے کمترین نے نظم کیا۔ شاید بارھویں صدی کے آخر میں تصنیف ہوا ہے۔

[ادارہ ، ادبیات اردو کے کتب خانے میں قصہ ، جمجمہ کے نام سے دو مثنویاں ہیں یہ دونوں مثنویاں عطار کی مثنوی سے ماخوذ ہیں۔ تذکرہ ، مخطوطات جلد سوم میں اسے فیض محمد کی

تصنیف (قریب ۱۲۰۰ھ) بتایا گیا ہے خاتمے کے اشعار میں شاعر کا تخلص کمترین آیا ہے لیکن ایک شعر میں فیض کا لفظ آنے کی وجہ سے (مخطوطہ نمبر ۶۰۲) مغالطہ ہوا ہے ۔ دوسرے نسخے کا ذکر تذکرہ ، مخطوطات جلد سوم میں ہے ۔ اس کے مصنف کا نام کمترین بتایا گیا ہے ۔ نمونے کے طور پر جو اشعار دیے گئے ہیں وہی ہیں جو جلد سوم کے مخطوطہ نمبر ۶۰۲ میں دیے گئے ۔ آغا حیدر حسن مرزا نے قصہ ، جمجاہ کے مصنف کا نام بھی کمترین بتایا ہے ۔ قیاس کہتا ہے کہ یہ مثنوی بھی قصہ جمجمہ ہی ہے اس کا ماخذ بھی خواجہ فرید الدین عطار کی فارسی تصنیف ہے ۔

مثنوی کا خاتمہ ان اشعار پر ہوتا ہے :

فارسی نسخہ ہوا عطار سے　　عطر پر وردہ کیا ہے ہر کسے
فارسی نئیں جانتے ہیں مرد و زن　　کاں سمجھ سکتے ہیں اسرار کہن
اس لیے میں نے کیا دکھنی زباں　　تا یہ سمجھیں ناقصاں و جاہلاں
اب دعا کر اس کے حق میں کمتریں　　جن کیا تیرا سخن کرسی نشیں
یا الٰہی مقصدیں اس کی برار　　از طفیلِ خواجگان و چار یار
نام اس کا اس منے سن ناشعور　　فیض سے پر ہے محمدؐ کا ظہور
اس لیے نسخہ ہوا تیار یو　　آفریں سن کے کہے استاد تو

اس کے دو نسخے قصہ ، حضرت عیسیٰ و جمجمہ اور قصہ ، عیسیٰ و بادشاہ مصر و شام کے نام سے کتب خانہ ، سالار جنگ میں موجود ہیں ۔]

(۲۳)

قصہّ بہن سران اور بھائی منصور

نام مصنف اور سنہ تصنیف نامعلوم ۔ زبان دکنی اور قرینِ فہم ، صاف اور سادہ ہے ۔ عجیب قصہّ ہے ۔

(۲۴)

قصہ ء دل و حسن

اس مثنوی کا اصل نام نامعلوم ۔ سنہ تصنیف نامعلوم ۔ مصنف نامعلوم ۔ میرے زیرِ مطالعہ نسخہ ، آخر میں ناقص ہے ۔ اس میں چار سو تینتالیس اشعار ہیں ۔ قصہ صوفیانہ ہے اور اول سے آخر تک صفات و جذبات کے استعارے استعمال ہوئے ہیں اور ان کو جامہ ء وجود میں ظاہر کر کے قصے کا ڈول ڈالا ہے ۔ مغرب کے شہر کا بادشاہ ہے اس کا نام عقل ہے ۔ اس کے ہاں لڑکا دل پیدا ہوتا ہے ۔ دل کو آبِ حیات کا شوق چراتا ہے ۔ نظر نامی ایک مصاحب اس کی تلاش میں نکلتا ہے ۔ اختیار نامی گھوڑا اس کو سواری کے لیے عطا ہوتا ہے ۔ نظر قلعہ دلاور نام کے قریب پہنچتا ہے ۔ یہاں (کے) بادشاہ کا نام ہمت ہے ۔ نظر اس سے ملتا ہے ۔ ہمت آبِ حیات کا پتہ دیتا ہے کہ مشرق میں ایک شہر ہے نام اس کا دیدار ہے ۔ بادشاہ وہاں کا عشق ہے ۔ اس کی اکلوتی لڑکی کا نام حسن ہے ۔ وہ گلشنِ رخسار میں رہتی ہے ۔ ہمت کا بھائی اقامت اس کی خدمت میں رہتا ہے ۔ نظر روانہ ہوتا ہے ۔ راستے میں قلعہ خوں خوار ملتا ہے یہاں کا ایک دیو حاکم ہے جس کا نام نفس ہے یہ نظر کو قید کرلیتا ہے لیکن نظر اس سے کہتا ہے کہ مجھے کیمیا بنانی آتی ہے ۔ اس کی دوا میں آب حیات پڑتا ہے ۔ دیو کہتا ہے کہ اس کی بیٹی غیرت نامی شہزادی حسن کے پاس گلشنِ رخسار میں رہتی ہے اور اس باغ میں آبِ حیات کا چشمہ ہے ۔ شہزادی حسن کی بہت سی خواصیں، ناز و غمزہ ، وفا ، خیال وغیرہ ہیں ۔ نظر پہنچتا ہے اور ایک تصویر بنا کر شہزادی حسن کو دل کی دیتا ہے ۔ حسن دل پر عاشق ہوتی ہے اور نظر سے کہتی ہے کہ تو شہزادہ دل کو لے آ ۔ نظر جاتا ہے اور شہزادہ دل شہزادی حسن کا حال نظر سے سن کر مائل ہوتا ہے ۔ شاہ عقل شہزادے کو روکتا ہے اور شاہ عشق پر شاہ عقل کی فوجیں حملہ کرتی ہیں جس میں عقل کی شکست ہوتی ہے ۔ لڑائی میں شہزادہ دل گرفتار ہو کر شہزادی حسن کے پاس آتا ہے ۔ دونوں عیش و عشرت میں مشغول ہوتے ہیں ۔

غیرت قید کر کے شہزادہ دل کو نفس کے پاس بھیج دیتی ہے۔ شاہ عقل ہمت کی مدد سے شاہ عشق سے صفائی کرتا ہے اور شاہ ہمت دل کا پیام حسن سے دیتا ہے۔ غیرت کی چغلی کھائی جاتی ہے اور غیرت نکالی جاتی ہے۔ نفس کے قتل کا حکم ہوتا ہے اس کے آگے کا حصہ نامکمل ہے۔

زبان بہت صاف ہے اور مثنوی قدیم معلوم ہوتی ہے۔

مثنوی کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد بے حد اس خدائے پاک کوں　　کیا شرف بخشا ہے مشت خاک کوں
نور سوں اپنے نبی پیدا کیا　　شرف سب خلقت منے اس کوں دیا
او محمدؐ پاک ہے تیرا رسول　　دین کوں جن کے کیا سب نے قبول
یک قصہ نادر سنو انسان کا　　بولتا ہوں میں بڑی (ہی) شان کا
یوں سنیا ہوں شہرِ مغرب کی نقل　　بادشاہ اس شہر میانے تھا عقل

میرے نسخے میں ان اشعار تک قصہ ہے۔

تب کہا شہ نے قلعہ خوں خوار جاؤ　　دیو کوں کر قتل دل کوں لے کو آؤ
لوگ بیگی یہاں سیتے گئے چل وہاں　　قتل کیتے دیو کے تیں بعد زاں

[پروفیسر گیان چند جین نے تاریخ ادبِ اردو جلد چہارم (قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان) میں لکھا ہے کہ حاتم دکھنی نے ۱۱۵۰ھ میں مثنوی حسن و دل لکھی تھی مولوی عبدالحق کے پاس اس مثنوی کے دو ناقص الآخر نسخے تھے جس کی وجہ سے شاعر کا نام معلوم نہ ہوسکا۔ پروفیسر جین کا خیال ہے کہ ہوسکتا ہے ان کا مصنف حاتم ہی ہو۔ یہ دونوں نسخے کتب خانہ انجمن ترقی اردو کراچی میں محفوظ ہیں (مخطوطات نمبر ۲۹۱ و ۲۹۲)۔

ان نسخوں میں مثنوی کا آغاز ان اشعار سے ہوا ہے:

حمد بے حد اس خدائے پاک کوں　　کیا شرف بخشیا مٹھی بھر خاک کوں
نور سوں اپنے نبی پیدا کیا　　شرف سب خلقت منے اس کوں دیا

آغا حیدر حسن مرزا کی مملوکہ مثنوی قصہ ۔دل و حسن کا آغاز بھی انھیں اشعار سے ہوا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ کتب خانہ انجمن ترقی اردو ۔کراچی کی مثنویوں اور آغا حیدر حسن مرزا کی مملوکہ مثنوی کا مصنف ایک ہے۔ اور یہ ایک ہی مثنوی کے تین مخطوطے ہیں۔

کتب خانہ انجمن ترقی اردو کراچی کے ناقص الآخر مثنویوں کا اختتام ان اشعار پر ہوا ہے:

دل کے تئیں لے آئے جب اپنے مکاں　　دیکھ اس کے زخم کوں ہوں مہرباں
بیگ دی مرہم شفقت کا منگائی　　بات سوں اپنے زخم اوپر لگائی

ایک اور شاعر خواجہ خیرالدین خواجہ نے بھی ۱۲۶۴ھ میں مثنوی حسن و دل لکھی تھی پروفیسر جین کی اطلاع کے مطابق اس کے کئی نسخے انجمن ترقی اردو و پاکستان میں ہیں۔

پروفیسر محمد علی اثر کی فراہم کردہ تفصیلات کے مطابق خواجہ خیرالدین ،نواب میر منور علی خاں بہادر (خلف نواب سکندر جاہ خلف آصف جاہ ثانی میر افضل علی خاں) کی سرکار سے متوسل تھے۔ وہ حافظ محمد علی خیر آبادی کے مرید اور حافظ شمس الدین فیض کے شاگرد تھے۔ خواجہ خیرالدین کی یہ مثنوی ۱۲۵۹ھ سے قبل کی تصنیف ہے۔ سبب تالیف میں انھوں نے لکھا ہے:

اگر چہ پیش ازیں اس داستاں کو　　لکھے دکنی میں استادانِ خوش گو
خصوصاً شیخ ابراہیم ذوقی　　کیے ہیں کیا ہی موزوں مرد شوقی
لکھے ہیں نثر میں وجدی نے اس کو　　پر یہ دونوں کی ہے فہمید کس کو

خواجہ کے یہ اشعار بڑی غلط فہمی پیدا کرتے ہیں۔ ذوقی کا نام انھوں نے شیخ ابراہیم بتایا ہے جب کہ خود ذوقی نے شیخ حسین لکھا ہے۔ اسی طرح سب رس کے مصنف کا نام بھی خواجہ صاحب نے وجہی کے بجائے وجدی بتایا ہے۔"

شاہ حسین ذوقی نے سب رس کے قصے پر مبنی عہد اورنگ زیب ۱۱۱۱ھ میں مثنوی حسن و دل لکھی تھی (تاریخ ادبِ اردو جلد اول مرتبہ ڈاکٹر جمیل جالبی) جس کا دوسرا نام " وصال العاشقین" ہے۔ شاہ حسین ذوقی شاہ امام الدین کے مرید تھے۔ مرشد نے انھیں " بحرالعرفان" کا لقب عطا کیا تھا۔

ذوقی کی مثنوی کے دو شعر یہ ہیں:

اول قادر کی قدرت کوں سرانا　　بسیا جی تن نگر جس تے نورانا
زہے صنعت ہے صانع کی رنگا رنگ　　بجھانے نئیں سوں جیوں میں ہوئے دنگ

ان اشعار کی بحر آغا حیدر حسن مرزا کی مملوکہ مثنوی قصہ ، دل و حسن سے مختلف ہے ۔ اس لیے شاہ حسین ذوقی قصہ ، دل و حسن کے مصنف نہیں ہوسکتے ۔

شاہ بیر اللہ مجرمی نے فارسی قصے حسن و دل کا خلاصہ مثنوی کی شکل میں تحریر کیا تھا اور اس کا نام گلشنِ حسن و دل رکھا تھا ۔]

(۲۵)

قصہّ گلسری خاتونِ جنّت

سنہِ تصنیف معلوم نہ ہوسکا ۔ اس کا مصنف اسماعیل ہے ۔ زبان دکنی ہے اور صاف ہے ۔

[اس مثنوی کے مزید نسخے گلسر نامہ ، خاتونِ جنت کے نام سے ادارہ ، ادبیاتِ اردو ، کتب خانہ ، سالار جنگ ، کتب خانہ ، انجمن ترقی اردو کراچی میں موجود ہیں ۔ مصنف کا نام اسماعیل عاصی ہے ۔ ڈاکٹر زور کے خیال میں یہ اواخرِ بارھویں صدی کی تصنیف ہے ۔ محمد اسماعیل عاصی کی ایک اور (مثنوی) رسالہ ، فقہ و عقائد (قریب ۱۲۵۰ھ) ادارہ ، ادبیاتِ اردو کے کتب خانے میں موجود ہے (تذکرہ ، مخطوطات جلد : سوم نمبر ۶۱۵)]

(۲۶)

قصہ ء لعل و گوہر

اس قصے کا مصنف عاجز ہے ۔ اکثر جگہ اپنے تخلص کو بڑی خوبی سے نبھایا ہے ۔ زبان بہت ہی صاف اور منجھی ہوئی ہے ۔ عبدالجبار خاں صاحب مؤلف تذکرہ ، شعراء دکن نے عاجز کا

نام رفیع الدین خان بتایا ہے اور اورنگ آباد مسکن ٹھہرایا ہے ۔ ان کے کلام کا نمونہ بھی دیا ہے ۔ خیال صاحب نے عاجز کا نام سید محمد لکھا ہے اور عالم گیری سید بتایا ہے لیکن کوئی حوالہ نہیں دیا ہے ۔ اس لیے عبدالجبار کی روایت صحیح معلوم ہوتی ہے کیوں کہ مولوی صاحب مذکور دکنی ہیں اور اپنے وسیع معلومات و دیرینہ تجربے کی بنا پر مستند ہیں ۔

[۱ ۔ ڈاکٹر زور کی تحقیق کے مطابق مثنوی قصہ ۔ لعل و گہر ۱۱۶۵ ہجری کے بعد اور ۱۱۷۵ ہجری سے قبل لکھی گئی ۔ عاجز کے بارے میں ڈاکٹر زور نے لکھا ہے کہ " عارف الدین خاں عاجز " اورنگ آباد کے مشاہیر شعرا سے ہیں ۔ کم عمر تھے جب ان کے والد فوت ہوگئے اور انھوں نے نواب لشکر خاں نصیر جنگ رکن الدولہ کی سرپرستی میں پرورش پائی اور انھیں کی سفارش سے نواب آصف جاہ اول اور نواب ناصر جنگ شہید کے دربار میں جگہ اور خطاب و جاگیر حاصل کی ۔ آخر زمانے میں اپنے ایک عزیز کے ہاں جو ناندیڑ کے حاکم تھے گئے ہوئے تھے کہ ۱۱۷۸ ھ میں فوت ہوئے ۔ " (تذکرہ ، مخطوطات جلد سوم) ۔

۲ ۔ خلیل الرحمٰن داؤدی نے مثنوی لعل و گوہر کو ایک مطبوعہ نسخہ اور چند قلمی نسخوں کی مدد سے مرتب کر کے ۱۹۶۷ ء میں مجلس ترقی ادب لاہور سے اس کا متن اپنی کتاب " اردو کی قدیم منظوم داستانیں " میں شائع کیا ۔

۳ ۔ اس مثنوی کے قلمی نسخے حسب ذیل کتب خانوں میں موجود ہیں :

(الف)　اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری حیدر آباد (کتب خانہ ۔ آصفیہ) میں اس کے نو قلمی نسخے ہیں ۔

(ب)　کتب خانہ گارساں دتاسی ۔ فرانس ۔ دو نسخے ۔

(ج)　کتب خانہ جامعہ ۔ نظامیہ ۔ حیدر آباد ۔ دو نسخے ۔

(د)　کتب خانہ شاہان اودھ ۔ ایک نسخہ ۔

(ھ)　ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ ۔ ایک نسخہ ۔

(و)　برٹش میوزیم لائبریری ۔ لندن ۔ ایک نسخہ ۔

(ز)　کتب خانہ انجمن ترقی اردو ۔ کراچی ۔ آٹھ نسخے ۔

(ک) فیڈرل پبلک لائبریری۔ جرمنی۔ ایک نسخہ۔

(ل) کتب خانہ پٹنہ یونیورسٹی۔ پٹنہ۔ ایک نسخہ۔

(ہ) کتب خانہ ادارہ، ادبیاتِ اردو۔ حیدر آباد۔ تین نسخے۔

(ملاحظہ ہو تذکرہ، مخطوطاتِ اردو جلد دوم و سوم) مرتبہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور۔ ترمیم و اضافہ ڈاکٹر محمد علی اثر۔ ناشر: ادارہ، ادبیاتِ اردو۔ حیدر آباد۔ (اے پی) انڈیا۔)

(۲۷)

قصّہ ء ملّا

یہ مختصر مثنوی پانسو چونتیس (۵۳۴) اشعار کی ہے۔ زبان بہت صاف اور قدیم معلوم ہوتی ہے۔ اس کے مصنف تراب ہیں۔ ان کے پیر حسینی صاحب ہیں۔ اس مثنوی میں ان کے دو مطلع استعمال کیے ہیں اور ایک اپنی غزل بھی لکھی ہے۔ قصہ عشقیہ ہے جس کو تصوف کے رنگ میں ڈبویا ہے۔ ایک شادی شدہ گھر گرہست جو نیکی میں معروف ہے۔ اس کا شوہر باہر چلا جاتا ہے۔ ان کی خیریت معلوم نہ ہونے سے گھر والی متردد ہوتی ہے۔ خط لکھنے لکھوانے ایک زاہد ملّا کو بلاتی ہے۔ ملّا جھلک دیکھ دیوانہ ہوتا ہے اور اس کی دیوانگی مشہور خاص و عام ہوتی ہے۔ دائی کی زبانی یہ بھی خبر سن کر متاثر ہوتی ہے اور اس سے ملنے کی تیاری کرتی ہے۔ اتنے میں شوہر آتا ہے اور اس کو لوگوں کی زبانی ملّا کا حال معلوم ہوتا ہے۔ بیوی کے قتل کا قصد کرتا ہے۔ لیکن اس کی بے گناہی ثابت ہوتی ہے۔ آخر دونوں میں صلاح قرار پاتی ہے کہ اس موجب بدنامی کا کام تمام کیا جائے۔ دونوں زن و شو ندی پر جاتے ہیں۔ ملّا کو خبر ہوتی ہے۔ وہ بھی پہنچتا ہے۔ شوہر بیوی کی جوتی دریا میں پھینکتا ہے۔ ملّا اپنے محبوب کی جوتی نکالنے کود پڑتا ہے اور ڈوب جاتا ہے اس واقعے سے عورت متاثر ہوکر دریا میں جا پڑتی ہے اور دونوں کی لاشیں ہم آغوش نظر آتی ہیں۔ میاں کو ان کے عشقِ حقیقی کا یقین ہوتا ہے اور وہ تارک الدنیا ہو جاتا

ہے ۔ اکثر جگہ عورتوں کی زبان استعمال ہوئی ہے ۔

مثنوی کا آغاز اس طرح ہوتا ہے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا ضم کاف میں اس کاف کے تئیں　　رکھیا جا کاف ضم انصاف کے تئیں
دسر نقطہ الف ہور اوچ لی ہے　　اسی نقطے کوں سمجھے تو ولی ہے
وہی نقطہ ہے اول ہور آخر　　وہی نقطہ ہے باطن ہور ظاہر
ہوا جب اوچ نقطہ صورتِ جیم　　نبی بولے انا احمد بلا میم

خاتمہ اس نمط پر ہے :

ہمارا حق ہمیں کیوں چھوڑ دیں گے　　اچھے گا جس کنے اس کن سے لیں گے
نگوڑی کر نکو کچھ دل میں وسواس　　ہمارا ہے تو آوے گا ہمن پاس
ترے مقسوم کا ہے سو ملے گا　　زیادہ اُس تے جاکر کاں سوں لے گا

(۲۸)

قصّہ ء ملیکا شہزادیِ مصر

گیارہ سطری چھتیس صفحے کی یہ مختصر سی مثنوی تین سو اسی اشعار کی ہے ۔ پہلے یہ قصہ فارسی نثر میں تھا ۔ پھر دکنی نظم میں آیا ۔ زبان قدیم معلوم ہوتی ہے ۔ نامِ مصنف اور سنہِ تصنیف معلوم نہ ہوسکا ۔ مصر کا بادشاہ فیروز شاہ ہے ۔ اس کی ایک اکلوتی لڑکی ملیکا نامی ہے ۔ بادشاہ مرجاتا ہے ۔ ارکانِ سلطنت کی رائے سے ملیکا تخت نشین ہوتی ہے ۔ جب بڑی ہوجاتی ہے تو وزیروں سے کہتی ہے کہ جو شخص میرے سوالوں کے جواب دے گا اس سے شادی کروں گی ۔ بہت سے لوگ جاتے ہیں اور لاجواب ہوکر مارے جاتے ہیں ۔ ہند کا ایک عالم عبداللہ نامی جاتا ہے ۔ وہ تمام سوالوں کے جواب دیتا ہے ۔ آخر میں دونوں کی شادی ہو جاتی ہے اور عبداللہ

تخت نشین ہوتا ہے ۔ دونوں ہنسی خوشی زندگی کے دن پورے کرتے ہیں ۔ سوال مذہب کا رنگ لیے ہیں اور اس زمانے کے عوام کے توہم و عقائد سے متعلق ہیں ۔ بعض بہت پُر لطف ہیں ۔ مثلاً بعض جانوروں کی تخلیق کہ وہ پہلے انسان تھے بعد ازاں مغضوب ہوکر حیوان ہوئے ۔ ہاتھی ایک متکبر و تارک صلواۃ تھا ۔ چوہا مغنّی دولدادہ ۔ راگ تھا ۔ کتا مردم آزار تھا ۔ ریچھ ہوا وہوس میں گرفتار تھا ۔ فاختہ عابد تھا کہ زنا کی پاداش میں اس ہیت میں آیا ۔ چغد متمول تھا اور زعم میں دعویٰ خدائی کا کیا ۔ چمگادڑ عورت تھی ۔ زنا کی پاداش میں اس صورت میں آئی ۔ مکڑی عورت تھی حالت ناپاکی میں شوہر پاس جو غیر متشرع تھا گئی اور مغضوب ہو مکڑی بنی ۔ بھنورا بھی ایک عورت تھی جس نے شوہر کی محبت زیادہ ہونے کے لیے جادو کیا اور اسے تکلیف دی ۔ غضب میں مبتلا ہو بھنورا بنی ۔ سور ایک بردہ فروش تھا جو جھوٹ بہت بولتا تھا ۔ بچھو کفن چور تھا ۔ بسیا رہزن چور تھا ۔ مونگس مسرف قرضدار تھا ۔ بندر ایک قوم تھی کہ روز ممنوعہ مچھلیاں پکڑتی تھی ۔ اس طرح کے سولہ انسان تھے جو مختلف حیوانوں میں تنسیخ ہوئے ۔ غرض بہت مزے مزے کی باتیں جو اس زمانے کے لوگوں کے عقائد و توہم کا پتہ بتاتی ہیں اور دل چسپی سے خالی نہیں ۔ چار پرندوں کا مارنا منع بتاتا ہے ۔ کوا حضرت داؤد کا خدمت گار ہے ۔ چیل نے حضرت نوح کی مدد کی تھی ۔ ہدہد حضرت سلیمان کا چھتر بردار ہے ۔ چغد نے حضرت سلیمان کو نصیحت کی تھی اس لیے ان چاروں کا مارنا برا ہے ۔

مثنوی کا آغاز ملاحظہ ہو :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رکھیا ہے معلق زمین آسمان　　چلاتا ہے یو نت زمین و زماں
دو پاتا ہے یو دیس نت سورتے　　کریں رین روشن چندر نور تے
بنایا ہے آدم کوں گل آب تے　　اسی دھات خلقت بنایا جنے
دیا سب کوں نادر جتے نعمتاں　　فہم ، عقل ، دل ، جیو ، امرت زبان
سمجھتا ہر یک کے وہ راز کوں　　او دانا اچھے راز آواز سوں

مثنوی کا خاتمہ اس طرح ہوتا ہے :

رھیا بعد ازاں دیکھ نت ذوق سوں　　مل اس شاہزادی ستی شوق سوں
دیا رب مراد اس غرض وند کا　　کیا دفع درد اس درد مند کا
الٰہی اپس کے کرم فضل سوں　　مراداں دے ہر یک کی اس دھات سوں
مرتب ہوا یہاں تے قصہ تمام　　درود بر محمد ہزاراں سلام

[غالباً اس کا مصنف محمود ہے جس کا ذکر نصیرالدین ہاشمی نے دکن میں اردو میں کیا ہے۔ (بہ حوالہ ڈاکٹر زور ۔ تذکرہ ۔ اردو مخطوطات جلد اول)]

(۲۹)

قصّہ ٔ نور جہاں بیگم

یہ مثنوی دکنی زبان میں ہے۔ زبان بہت صاف ہے سنِ تصنیف اور مصنف کا پتہ نہ چل سکا۔ لیکن بارھویں صدی کے آخر زمانے کی زبان معلوم ہوتی ہے۔ میرے زیرِ مطالعہ نسخے میں اٹھتر صفحے گیارہ سطری ہیں اور اشعار کی جملہ تعداد آٹھ سو اڑتیس ہے۔ کاتب نتھوبی ہیں۔ تاریخِ سنہ کتابت روز سہ شنبہ اکیس رجب المرجب ہے اور سنہ شاید ۱۲۶۶ھ ہے۔ سنہ کتابت میں شبہ یوں کیا گیا کہ حاشیے پر چند اشعار ہیں جو دلبن بیگم اور نور جہاں کے سوال و جواب میں ہیں۔ ان کا خط اور سنہ کا خط ایک ہی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ بعد میں ڈالا گیا ہے اور اصلی سنہ کتابت ضرور اس سے کہیں قدیم ہو گا۔

سوال دلبن بیگم :

سر سے پا تک ہے سفیدی اس کے اوپر ہے یہ حال
شمع کی مانند میں دیکھی نہیں بوڈھی چھنال

جواب نور جہاں :

پردہ ۔ فانوس میں رکھتی ہے عصمت کوں سنبھال

کاٹ لے اس کی زبان جو شمع کوں بولے چھنال

مثنوی کا موضوع یہ ہے کہ ملکہ ، دوراں ، نور جہاں کو گود لے کر پرورش کرتی ہیں ۔ اس کی پرورش بہت ناز و نعم اور ٹھاٹ باٹ سے ہوتی ہے ۔ اس ضمن میں بہت سی رسوم کا ذکر آیا ہے جو حیدر آباد میں اب تک مروج ہیں ۔ یہاں تک کہ سنِ بلوغ کو پہنچتی ہے اور جوان ہونے کی خوشی بڑی دھوم دھام سے کی جاتی ہے اور اس کی الگ سرکار و کارخانہ قائم کر دیا جاتا ہے ۔ عیدِ نوروز پر جہاں گیر اس کو دیکھ کر عاشق ہو جاتا ہے ۔ نور جہاں جب اپنے محل واپس ملکہ ، دوراں سے مل کر جارہی ہے تو جہاں گیر زبردستی اس کو لپٹ جاتا ہے اور یہ سہم کر گر پڑتی ہے اور مارے ہول کے بخار چڑھ آتا ہے ۔ خواصیں اٹھا کر محل میں لے جاتی ہیں ۔ بادشاہ اور ملکہ ، دوراں کو خبر ہوتی ہے ۔ جہاں گیر محل سے نکال دیا جاتا ہے اور اکبر ، شیر افگن سے نور جہاں کا عقد کر دیتا ہے ۔ یہاں شادی کی رسوم اور شبِ زفاف وغیرہ کو بہ صراحت لکھا ہے ۔ جہاں گیر جب بادشاہ ہوتا ہے تو شیر افگن کو اس کے صوبے سے طلب کرتا ہے اور اس کو قید کر کے بہ عقوبت مروا دیتا ہے ۔ نور جہاں قید ہو کر آتی ہے ۔ کچھ مدت بعد بہت کوشش سے رام ہو جاتی ہے ۔ یہاں شاعر نے بہت ہی بازاری زبان ملکہ ، ہندستان کی شان میں استعمال کی ہے ۔ حیرت ہوتی ہے کہ مغل حکومت کے زمانے میں مثنوی کس طرح لکھی گئی ہے ۔ جہاں گیر اور شاہ جہاں میں جو شکر رنجی ہو گئی تھی اس کی وجوہ شاعر نے ملکہ کی بدنیتی بتائی ہے کہ نور جہاں کے سوال پر شاہ جہاں نے انکار کیا ۔ نور جہاں جل گئی اور بادشاہ سے جا لگایا کہ شاہ جہاں کی نظرِ بد ہے جہاں گیر بر افروختہ ہوا اور شاہ جہاں کو جب اس کا علم ہوا تو کوکن بھاگ گیا ۔ جب خود بادشاہ ہوا تو نور جہاں کو قید کیا ۔ نور جہاں اسی رنج و الم میں مر گئی ۔ مثنوی میں پہلے حمد ہے پھر نعت ہے ۔ پھر منقبت حضرت علیؑ ہے اور مناجاتِ مصنف ہے ۔

مثنوی کا آغاز حمد سے ہوتا ہے :

○

کروں حمد سے ابتدائے سخن　　کہ بالخیر ہو انتہائے سخن

اگرچہ ہے قاصر زبانِ قلم　　مگر حتی الامکان جو ہو رقم
اگر ایک نکتہ بھی ہووے قبول　　تو ہوں نعمتیں دو جہاں کی حصول
بھلائی کا دنیاں میں سامان ہو　　حصولِ یقین اور ایمان ہو
یہی دم کی امید اب ساتھ ہے　　کہ ذات اس کی قاضی الحاجات ہے

مثنوی کا اختتام اس طرح ہوتا ہے:

ہوا جب جہاں گیر جنت مکاں　　دیا تخت کو زیب شاہ جہاں
تھا مدت سے نورِ جہاں پر غضب　　بیاں اس کا کرتا ہوں یارو سبب
نہایت حسیں تھا وہ شاہِ جہاں　　ہوئی اس پہ عاشق تھی نورِ جہاں
کئی اس نے ایک روز اس سے سوال　　تو کر مجھ سے صحبت اے بدرِ کمال
کہا کھا کے شاہ جہاں پیچ و تاب　　میری والدہ ہو کرد تم حجاب
جو نورِ جہاں کو خجالت ہوئی　　تو تدبیر اس کی یہ اس نے کئی
جہاں گیر سے یوں کہی رات کو　　سنے ہم تیں تم نے یہ بات کو
تمھارا خلف یعنی شاہِ جہاں　　کیا مجھ سے پیغامِ خلوت نہاں
جہاں گیر کو یہ ہوا سن کہ جوش　　کیا خون اپنا وہ اپنے میں نوش
کہا گر نہ ہو قتل کا اس کے کام　　تو کھانا و پینا ہے مج کو حرام
یہ شاہِ جہاں کو جو پونچی خبر　　اسی وقت بھاگا وہ عالی گہر
یہاں سے وہ کوکن کے جا شہر کو　　لگا رہنے پوشیدہ وہ نیک خو
ہوا جب جہاں گیر کا انتقال　　تب آکر ہوا شاہ وہ خوش خصال
غرض اس کے دل میں بھرا تھا یہ کیں　　کیا قید نورِ جہاں کے تیں
ہوا داستاں بس یہاں سے تمام　　کریں دوست تحسیں سنے یہ کلام

تمت تمام شد

مثنوی کے ضمن میں اس کی بحروں میں تین چار غزلیں آگئی ہیں۔ تخلص تشیعہ ہے۔
شاید صاحب مثنوی نے اپنی ہی غزلوں کو استعمال کیا ہو لیکن کہوانے کا انداز ضمیرِ غائب ہے۔

نہ پڑنے پہ دل اور نہ لکھنے کا شوق — تشیعہ کی لیکن غزل سے یہ ذوق
بھلا کس طرح سے مناؤں تجھے — بہانے سے کیا میں بلاؤں تجھے
کرے گر کوئی بات تو بر محل — تشیعہ کی اکثر یہ پڑتا غزل
تپ ہجر نے یوں جلایا مجے — گویا زندگی سے اٹھایا مجے
جدائی نے تیری اے صاحب مرے — کہ نقشِ زمیں کر بیٹھایا مجے
نہ ہے دن کو آرام نہ رات کو — تری یاد نے کیوں ستایا مجے
طلب کس سے جاکر کروں دادِ دل — سنے گا مری کون فریادِ دل
مہ قول تشیعہ کو ہو دادِ خواہ — طلب کس سے جاکر کروں دادِ دل

(۳۰)

محی الدین نامہ

یہ مثنوی دو سو سولہ اشعار کی ہے۔ جس میں حضرت پیرانِ پیر دستگیر کی کرامات وغیرہ بیان کی گئی ہیں۔ مصنف کا نام عبدالملک ہے۔ سنِ تصنیف نہ معلوم ہوسکا۔ زبان صاف اور سہل ہے اور لوگوں نے بھی محی الدین نامے لکھے ہیں شبہ ہوتا ہے کہ کاتبوں نے اکثر ادھر کے شعر اُدھر ، اُدھر کے ادھر کر دیے ہوں گے۔ مثنوی اس طریقے پر شروع ہوتی ہے :

تہیں قطبِ عالم محی الدین قدیر — دو جگ ہے تیرے ہات ، توں دستگیر
تہیں چاند ، تج نور دو جگ منے — توں سلطان روشن ہے ابکے کنے
محمدؐ کی اولاد میں توں رتن — علیؑ فاطمہؑ کے توں دل کا چمن

مثنوی کا اختتام اس طریقے پر ہوتا ہے :

مرا پیر حضرت خداوند ہے — حقیقت کے اس میں کیتک چھند ہے
جو اس کے طرف سے ہوا مجھ عیاں — میں دو میم کا کچھ کیا ہوں بیاں

سو عبدالملک ہے یو بندہ کمین حقیقت خداوند سب ہے زمین
محمدؐ کیا قادر ستان ختم کہ سلطان پو بھیجو درود دم بہ دم

تمت تمام شدہ

ایک مطبوعہ کتاب بازدہ مجلس بھی حضرت کی شان میں ہے ۔ اہلِ دکن حضرت کے بہت معتقد ہیں ۔ اور گھر گھر حضرت کے چلتے ہیں ۔

[ادارہ ۔ ادبیات اردو کے کتب خانے میں یہ مثنوی محمد افضل قادری کے نام سے محفوظ ہے ۔ مصنف کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ "افضل ایک دکنی شاعر تھا اس نے خواجہ بندہ نواز کی مدح لکھی اور اپنے مرشد میراں شاہ معروف کی صفات بھی تفصیل سے پیش کی ہیں ۔ ادارہ ۔ ادبیاتِ اردو کی مخزونہ مثنوی کا آغاز انھیں اشعار سے ہوا ہے جو آغا حیدر حسن مرزا کی مملوکہ مثنوی میں دیے گئے ہیں ۔ محی الدین نامہ کے مزید چودہ مخطوطات کا پتہ چلا ہے جو اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری حیدر آباد ۔ کتب خانہ انجمن ترقی اردو ۔ کراچی ۔ کتب خانہ سالار جنگ ۔ حیدر آباد اور کتب خانہ ادارہ ۔ ادبیاتِ اردو ۔ حیدر آباد ۔ میں محفوظ ہیں ۔ ضیافت نامہ ۔ خاتونِ جنت کے ساتھ اس مثنوی کو مطبعِ رحمانی مدراس نے ۱۹۱۲ء میں شائع کیا ۔

ملاحظہ ہو تذکرہ ۔ اردو مخطوطات مرتبہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور ۔ ترمیم و اضافہ ڈاکٹر محمد علی اثر ۔ ادارہ ۔ ادبیاتِ اردو حیدر آباد ۔]

(۳۱)

منصور نامہ

۱۱۸۵ھ میں لکھا گیا ۔ مصنف فیاض ہے ۔ زبان کافی صاف ہے ۔ کوئی ٹھیٹ دکنی لفظ اس میں استعمال نہیں ہوا ۔ افعال کی املا البتہ دکنی ہے ۔

(۳۲)

مینا ستونتی و لورک

فارسی کے قصے سے دکنی زبان میں ترجمہ ہوا ہے۔ اخلاقی فسانہ ہے۔ اچھا دل چسپ قصہ ہے۔ مصنف لاپتہ اور سنہ تصنیف نامعلوم۔ زبان بہت صاف اور قرینِ فہم ہے۔

[مثنوی مینا ستونتی و لورک کا مصنف غواصی ہے۔ ڈاکٹر غلام عمر خاں نے اس مثنوی کو نو مخطوطوں کی مدد سے مرتب کیا ہے۔ یہ قلمی نسخے کتب خانہ ، آصفیہ ، حیدر آباد اور سالار جنگ ، اسٹیٹ لائبریری ، حیدر آباد کے مخزونہ ہیں۔ مثنوی کا مختصر قصہ یہ ہے کہ شہزادی چندا نوجوان چرواہے لورک پر عاشق ہو جاتی ہے اور اسے ورغلاتی ہے کہ کہیں بھاگ چلیں۔ لورک کہتا ہے کہ میں شادی شدہ ہوں ، میری بیوی مینا غیر معمولی حسین ہے ، میں یہ کام نہیں کر سکتا لیکن چندا کی ترغیب اور تحریص پر وہ راضی ہو جاتا ہے اور شہزادی کو لے کر فرار ہو جاتا ہے۔ چندا کا باپ بادشاہ بالاکنور گوالے کی بیوی مینا پر فریفتہ تھا وہ ایک دوتی کو اس کام پر مامور کرتا ہے کہ وہ مینا کو محل میں لے آئے۔ دوتی مینا کے پاس جاتی ہے اور اسے طرح طرح سے ترغیب دیتی ہے کہ لورک کا خیال چھوڑ کر محل میں آجائے۔ مینا اس کے مکر کے جال میں نہیں پھنستی اور صاف انکار کر دیتی ہے۔ دورانِ گفتگو کئی ذیلی قصے آتے ہیں۔ بادشاہ چھپ کر مینا اور دوتی کی گفتگو سن رہا تھا۔ وہ مینا کی باتوں سے متاثر ہوتا ہے۔ وہ لورک اور چندا کو طلب کرتا ہے۔ لورک کو مینا سے ملا دیتا ہے اور دوتی کا سر منڈوا کر شہر میں گشت کرتا ہے۔ اپنی بیٹی کو سنگسار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ مینا ستونتی اور لورک کی داستان لوک کہانیوں پر مبنی ہے۔ اس داستان کو مختلف انداز سے چودھویں صدی میں مولانا داؤد نے چندا ین کے نام سے اور سولھویں صدی میں میاں سادھن نے میناست کے نام سے اودھی میں نظم کیا۔ ہندستان کی دوسری زبانوں میں بھی یہ قصہ ملتا ہے۔ حمیدی نے ۱۰۱۶ھ م ۱۶۰۷ء میں اس قصے کو فارسی میں عصمت نامہ کے نام سے

مثنوی کا روپ دیا (تاریخ ادب اردو جلد اول۔ ڈاکٹر جمیل جالبی)۔ غواصی نے لکھا ہے کہ اس نے کسی فارسی رسالے کو دکنی میں نظم کیا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ عصمت نامہ ہی ہو یا پھر اور کوئی فارسی رسالہ جو اب تک دریافت نہیں ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ غواصی نے محض ترجمہ نہیں کیا بلکہ اپنے تخیل سے کام لیتے ہوئے قصے میں تبدیلیاں اور اضافے کیے۔]

(۳۳)

نظم مخارج

یہ مختصر سی نظم ایک سو چھیالیس اشعار کی دکنی زبان میں ہے۔ تمام اشعار "کو" کی ردیف میں ہیں۔ "الف" سے لے کر "یا" تک تمام عربی حروف کے مخارج کو بیان کیا ہے۔ مصنف کا نام میر محی الدین ہے جو قاری نور علی کے شاگرد اور حضرت سید شاہ محی الدین قادری ویلوری کے مرید ہیں سنہ تصنیف ۱۲۵۰ھ ہے۔ فخرالدین کوئی صاحب ہیں، ان کے بچوں کے لیے لکھی گئی تھی۔ نظم کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمامی حمد ہے اس بے نشاں کو　　جنے پیدا کیا ہے جسم و جاں کو
فصاحت او دیا ہے سب سے برتر　　مسلماں کو پڑیں تا خوش قراں کو
فصاحت میں سبوں سے جان اولیٰ　　محمد یعنی ختمِ مرسلاں کو
درود اں اور سلاماں بھیجو ہر دم　　محمدؐ اور آل و تالیاں کو

خاتمہ اس طرح ہوتا ہے:

کہ ہر ہر بیت میں مفعول لا کر　　بیاں کرنا بھی اس کے مطلباں کو
سہل نئیں اس طرح کے شعر کہنا　　نہیں معلوم غیرِ شاعراں کو

الٰہی ہو کے تو میرا مددگار　　دے شوق اس کا تمامی مومناں کو
جہاں میں اس کو رکھ توسب کا مرغوب　　پڑیں تاشوق سے اس کے بیاں کو
اگرچہ شعر میرا زشت تر ہے　　و لیکن دے محبت طالباں کو
کیا نسخہ محی الدین اتمام　　درود اں بھیج ختم مرسلاں کو
ہیں بتیاں ایک سو چالیس پر چھے　　عدد کر کر کہا میں شائقاں کو

اس نظم میں بتیس دانتوں میں سے ہر ایک دانت کے الگ الگ نام بھی بتائے گئے ہیں۔

(۳۴)

نکاح نامہ

یہ مختصر سی مثنوی دکنی زبان میں ہے۔ مصنف کا تخلص صوفی ہے۔ نام معلوم نہ ہوسکا، نہ سنہ تصنیف کا پتہ چلا۔ زبان سے اواخر بارھویں صدی یا اوائل تیرھویں صدی کا پتہ چلتا ہے۔ اس میں نکاح کے متعلق ترغیب دی گئی ہے اور عقدِ بیوگاں پر زور دیا گیا ہے۔ اس موضوع پر میرے خیال میں یہ سب سے پہلا رسالہ ہے۔ میرے زیرِ مطالعہ رسالے میں دو سو ستاون اشعار ہیں۔ مثنوی کا نام معلوم نہ ہوسکا۔ صرف موضوع سے میں نے متذکرہ بالا نام رکھ دیا ہے۔ یہ مثنوی اس طرح شروع ہوتی ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توں اب یہاں سے صوفی میانِ شرع　　شروع کر لکھے ہیں جیوں اہلِ ورع
قلم کوں شریعت کی توں پر لگا　　کہ منزل شریعت میں اس کوں اڑا
سنو گوشِ دل سے تم اے مومناں　　بیانِ شریعت کو از ہوشِ جاں

آغاز کے اس طرح بغیر حمد و نعت کے شروع ہوجانے سے شبہ ہوتا ہے کہ کچھ حصہ رہ گیا ہے لیکن میرے زیرِ مطالعہ نسخہ بہت صاف اور اچھا خوش خط ہے۔ سرور نگر میں ۱۲۶۶ھ میں لکھا گیا ہے اور حضرت غازی میاں صاحب نے بلند خاں محمد زئی کے لیے لکھوا کر قمر نگر روانہ کیا تھا۔ اختتام اس طریقے پر ہوتا ہے:

نصیحت کرے صوفی تو شور سے　　تو دیکھ اپنے افعال ٹک غور سے
شرع کے بہ موجب ترے گر ہیں کار　　نہیں خوف جب تج کو روزِ شمار
خلافِ شرع گر ہو تجھ سے صدور　　اسی آن تو ہووے گا حق سے دور

تمت الکتاب

[صوفی کا تعلق اورنگ آباد سے تھا۔ ضیاء الدین پروانہ نے ایک قصیدے میں ان کا ذکر کیا ہے۔ صوفی کی ایک بیاض "ادارہ ادبیاتِ اردو کی مخزونہ ہے جس میں مثنوی قیامت نامہ اور مثنوی مدحِ غوث صمدانی کے علاوہ ایک مسدس اور چند غزلیں شامل ہیں۔ (بہ حوالہ تذکرہ، مخطوطات ادارہ ادبیاتِ اردو۔ جلد چہارم)]

(۳۵)

نور نامہ

یہ نور نامہ دکنی زبان میں منظوم ہے۔ مصنف کا نام احمد ہے۔ سنِ تصنیف ۱۱۳۶ھ مندرجہ ذیل شعر سے نکلتا ہے۔

کہ تاریخ اس کا کہا یو نقل　　کیا مشتہر نامہ یو بے بدل

میرے زیرِ مطالعہ نسخے میں پانسو چالیس اشعار ہیں لیکن مصنف ان کی تعداد خود بتاتا ہے۔

عدد بیت کے پانچ سو ہور بیس　　مرتب کیا نور نامہ الحنیں

اور لوگوں نے بھی نور نامے لکھے ہیں ایک نور نامہ گیارہ سو گیارہ کی تصنیف کا میری نظر

سے گزر چکا ہے جو میرے کتب خانے میں موجود ہے۔ دوسروں کے شاید اشعار کاتب نے غلطی سے اس میں ملا دیے ہوں تو کچھ تعجب نہیں۔ اسی وجہ سے پانسو چالیس ہوگئے ہیں۔ اس نور نامے کی زبان بہت صاف ہے۔ دو مطبوعہ نور نامے دلّی میں میری نظر سے گزرے۔ ایک نور نامہ، کلاں اور دوسرا نور نامہ خورد۔ دلّی میں اب تک یہ نور نامے منّت کی نیّت سے پڑھے جاتے ہیں اور عام طور پر لوگوں کا ان کے حسنات پر بہت اعتقاد ہے۔ مطبوعہ نور نامے میں نے چھٹپن میں پڑھے تھے اور کم از کم کوئی ڈیڑھ سو مرتبہ پڑھے ہوں گے۔ اس کے ختم پر شیرینی تقسیم ہوتی تھی۔ میرا دھیان مٹھائی میں ہوتا تھا اور جلدی ختم کرنے کی جلدی۔ اس لیے وہ یاد نہ رہے اور دوسرے زبان بھی ان کی بہت قدیم تھی۔ یقیناً وہ دکنی نژاد تھے۔ یاد پر زور ڈالنے سے ان کے دکنی پن کا پتا چلتا ہے۔ یہ نور نامہ اس طرح شروع ہوتا ہے:

الٰہی نرنجن نرنکار توں نرادھار نردھار کرتار توں
توں قدرت سوں پیدا کیا سب جہاں پون ہور پانی زمین آسماں

ان دو اشعار سے مصنف کے نام کا پتہ چلتا ہے۔

یہی آرزو دل میں احمد کا ہے سدا دل میں کلمہ محمدؐ کا ہے
گنہ گار احمد کوں مغفور کر کرم لطف سوں اپنے مسرور کر

حمد، نعت اور منقبت صحابہ کے بعد قصّے کا آغاز ہے۔ حضرت رسولِ کریمؐ کے نور کا ذکر ہے۔ جس سے تمام عالم کی تخلیق ہوئی۔ ختم نور نامہ ان دو اشعار پر ہوتا ہے۔

مرتب ہوئے پر پڑو فاتحہ بہ ارواحِ حضرت نبی مصطفیٰؐ
مصنف کے حق پر پڑو فاتحہ دعا خیر کیجیے زبہرِ خدا

[نور نامہ، احمد دراصل نور نامہ، عنایت کی توسیع ہے۔ شاہ عنایت کے نور نامے کے آخر میں احمد نے کئی سو اشعار دربیانِ اربع عناصر کے عنوان سے شامل کیے ہیں۔ ادارہ، ادبیاتِ اردو حیدر آباد کے کتب خانے میں ایک مخطوطہ نمبر (۸۴۲) نور نامہ از شاہ عنایت و احمد ۱۱۱۱ھ و ۱۱۳۶ھ موجود ہے۔]

(۳۶)

نور نامہ

یہ نور نامہ دکنی نظم میں ہے ۔ مصنف کا نام عنایت شاہ ہے جو حضرت شاہ حسین قادری کے مرید ہیں ۔ پہلے فارسی نثر میں تھا ۔ دکنی نظم کا جامہ گیارہ سو گیارہ ہجری میں عنایت شاہ نے پہنایا ۔ میرے پاس اس کے دو قلمی نسخے ہیں ۔ ایک قدیم ہے اور دوسرا جدید ۔ قدیم نسخے میں تین سو گیارہ اشعار ہیں ۔ یہ آٹھ نو ، دس سطر کے چونتیس صفحے ہیں ۔ جدید نسخہ بوسیدہ ہے ۔ کاتب نے زبان کی اور اشعار کی بہت اصلاح کی ہے ۔ یہ آخر میں ناقص ہے ۔ لیکن اشعار کی مجموعی تعداد تین سو اڑتیس ہے ۔ بعض قدیم نسخوں میں اس سے بھی زائد ملتی ہے ۔ یہ نور نامہ بہت مقبول ہے کچھ رد و بدل سے مختلف مطابع میں چھپ بھی چکا ہے ۔ دلّی کے گھر گھر میں پڑھا جاتا ہے اور لوگوں نے بھی نور نامے لکھے ہیں ۔ لیکن عنایت شاہ کا نور نامہ سب سے قدیم ہے ۔ اس سے قبل کا ترجمہ شدہ دکنی نور نامہ کبھی نظر سے نہیں گذرا ۔ اس کا آغاز ملاحظہ ہو :

الٰہی کر نہار کرتار توں　　سنواریا ہے قدرت کے سنسار کوں
زمیں کوں بھی ایسے توں خلعت دیا　　رنگ آمیز کرتن کوں گلشن کیا
فلک کا موافا عجب دھات کر　　معلق رکھیا ہے زمیں کے اپر
سوتس بیچ کر روشنی چاند سور　　اجالا دکھایا دونو سوں ظہور
سخن کوں زبان پر توں پہچان ہار　　منگیا سب کنے کا سو توں دین ہار

خاتمہ اس طرح ہوتا ہے :

اتھا فارسی نوڑ نامہ نثر　　سو دکھنی کیا شعر میں سر بسَر
تخلص میرا ہے عنایت شاہ　　میرا جد ہے مج کوں محمد پناہ
میرے پیر استاد شاہ حسین　　محی الدین کی خاص اولادِ عین
کہ ہجرت نبی سے ہزار ایک سال　　ہوئے سو یہ گیارہ کیا میں منال

کہ یہ نور نامہ پڑے پر سدا نبی پہ کہے فاتحہ ابتدا
مرتب کیا نور نامہ تمام بہ حقِ محمد علیہ السلام

تمت تمام شد

[نور نامے مختلف شاعروں نے لکھے ہیں لیکن عنایت شاہ کے نور نامے کو زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ ادارہ، ادبیاتِ اردو حیدرآباد کے کتب خانے میں اس کے چھے قلمی نسخے ہیں۔ اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری، حیدرآباد۔ میں پانچ قلمی نسخے محفوظ ہیں۔ کتب خانہ، انجمن ترقی اردو، کراچی میں بھی پانچ مخطوطات موجود ہیں۔ کتب خانہ، سالار جنگ میں ایک نسخہ ہے نور نامہ عنایت شاہ نور نامہ رسول مقبول کے نام سے متعدد بار شائع ہوچکا ہے۔

ڈاکٹر زور نے تذکرہ، مخطوطات جلد اول میں عنایت شاہ کے بارے میں لکھا ہے کہ تذکرہ، اولیاءِ دکن (جلد اول) اور گلزارِ آصفیہ میں ایک بزرگ شاہ عنایت کا ذکر ہے جو ۱۱۰۰ھ میں رحلت کر گئے اور حیدرآباد میں مدفون ہیں۔ زور صاحب کا خیال ہے کہ یہ وہی بزرگ ہیں جو ٹاٹ شاہ کے لقب سے مشہور ہیں۔ نور نامہ میں عنایت شاہ نے اپنے بارے میں بتایا ہے کہ وہ حضرت محبوبِ سبحانی کی اولاد میں ہیں حضرت حسین شاہ ان کے مرشد یا والد تھے۔ نور نامہ فارسی نثر کا رسالہ تھا جسے عنایت شاہ نے دکنی میں نظم کیا۔]

(۳۷)

وفات نامہ حضرت فاطمہ

سنِ تصنیف نامعلوم۔ طالب مصنف معلوم ہوتا ہے۔ زبان دکنی اور صاف ہے۔ تعقید کم ہے۔

[ادارہ، ادبیاتِ اردو میں طالب کی یہ تصنیف وفات نامہ، خاتونِ جنت کے نام سے موجود ہے (مخطوطہ نمبر ۱۴۰ و مخطوطہ نمبر ۱۴۱) ۔ دونوں نسخوں میں اختلافات ہیں۔ وفات نامہ، خاتونِ جنت (مخطوطہ نمبر ۱۴۱) کا آغاز ان اشعار سے ہوا ہے :

کیا ابتدا میں بہ نامِ خدا　　کہ مارے جلادے وہ پالے سدا
محمد نبی سید المرسلین　　حبیبِ خدا رحمت العالمین

خاتمے کے اشعار یہ ہیں:

دگر نئیں تو بے حد ہی خوار ہوؤ گے　　جو کچھ یاں کروگے سو واں پاؤ گے
قیامت میں طالب شفاعت کے دن　　شفاعت سے بخشے تجے پنجتن
ہوا یہ مراتب تمامی تمام　　درود بر محمد علیہ السلام

وفات نامہ خاتونِ جنت کے قلمی نسخے ادارہ ۔ ادبیاتِ اردو کے علاوہ اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری ، حیدرآباد ۔ اور کتب خانہ جامعہ ۔ عثمانیہ ، حیدرآباد ۔ میں موجود ہیں ۔ مطبعِ محمدی بمبئی کے مطبوعہ " مجموعہ ۔ بارہ قصے " میں یہ مثنوی شامل ہے ۔ (ملاحظہ ہو تذکرہ ۔ اردو مخطوطات ادارہ ۔ ادبیاتِ اردو جلد اول مرمہ ایڈیشن ۔)

(۳۸)

وفات نامہ حضرت صلعم

۱۱۱۱ھ کی تصنیف ہے ۔ زبان صاف اور سادہ ہے نام مصنف نامعلوم ۔ اشعار کی تعداد دو سو بائیس ہے ۔ اکثر جگہ قافیہ کی پابندی نہیں کی گئی ہے ۔ شاعری مقصود نہیں ۔ صرف ثواب کی خاطر معلوم ہوتا ہے کہ قلم اٹھایا ہے ۔

○●○

حوالے

۱ ۔ تذکرہ۔ اردو مخطوطات کتب خانہ ادارہ۔ ادبیات اردو (جلد اول) مرتبہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور۔ ترمیم و اضافہ ڈاکٹر محمد علی اثر زیرِ نگرانی پروفیسر مغنی تبسم۔ مطبوعہ ادارہ۔ ادبیاتِ اردو۔ حیدر آباد۔ سنہ اشاعت ۱۹۹۶ء۔

۲ ۔ تذکرہ۔ مخطوطات کتب خانہ ادارہ۔ ادبیاتِ اردو (جلد دوم و سوم) مرتبہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور۔ ترمیم و اضافہ ڈاکٹر محمد علی اثر زیرِ نگرانی پروفیسر مغنی تبسم۔ غیر مطبوعہ

۳ ۔ تذکرہ۔ مخطوطات ادارہ۔ ادبیاتِ اردو (جلد چہارم) مرتبہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور۔ مطبوعہ ادارہ۔ ادبیاتِ اردو۔ حیدر آباد۔ سنہ اشاعت ۱۹۵۵ء۔

۴ ۔ تاریخِ ادب اردو (جلد اول) مرتبہ ڈاکٹر جمیل جالبی مطبوعہ ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس۔ دہلی۔ (دوسرا ایڈیشن) ۱۹۸۶ء۔

۵ ۔ تاریخِ ادب اردو (جلد دوم) مرتبہ پروفیسر سیدہ جعفر و پروفیسر گیان چند جین مطبوعہ قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان۔ دہلی ۱۹۹۸ء۔

۶ ۔ مینا ستونتی مصنفہ غواصی مرتبہ ڈاکٹر غلام عمر خاں مطبوعہ شعبہ۔ اردو۔ عثمانیہ یونیورسٹی۔ حیدر آباد۔ ۱۹۶۵ء۔

○●○

آغا حیدر حسن مرزا ریسرچ سنٹر کی دیگر مطبوعات

○

پسِ پردہ

(مجموعہ مضامین پروفیسر آغا حیدر حسن مرزا مرتبہ مولوی عبدالباسط۔ ۱۹۲۶ء)

○

ندرتِ زبان

(مضامینِ پروفیسر آغا حیدر حسن مرزا مرتبہ مہرالنسا معظم حسین۔ ۱۹۹۶ء)

○

حیدر آباد کی سیر

(مضامینِ پروفیسر آغا حیدر حسن مرزا مرتبہ مہرالنسا معظم حسین۔ ۱۹۹۷ء)

○

دکنی لغت و تذکرہ، دکنی مخطوطات

(تالیف پروفیسر آغا حیدر حسن مرزا مرتب پروفیسر مغنی تبسم۔ ۲۰۰۲ء)